

1415

~~1415~~

1414

~~1414~~

علم الكونين : الفائق العوام

THE UNIVERSITY OF CHICAGO PRESS

۲۰
۱۹۲۵

۱۹۲۵

وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا وَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي هُوَ أَعْلَمُ بِمَا تُفْعَلُونَ

الحمد لله الذي جعل في كتابه من الآيات والبراهين ما لا يحصى ولا يعد
علم رسول مقبول صلى الله عليه وسلم
سنة ۱۳۰۴

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا وَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي هُوَ أَعْلَمُ بِمَا تُفْعَلُونَ

مؤلف

سید محمد فائق واهی

نظای نیاری ساکن قریہ مسوہ ضلع چنور دہال لاکھنؤی برہیلوٹی خان ہا

وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا وَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي هُوَ أَعْلَمُ بِمَا تُفْعَلُونَ



صدق دل سے ہے یہ کہنا لائق | جز خدایا سے محمد و نالائق





سُبْحَانَكَ لَا عِلْمَ لَنَا إِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا إِنَّكَ أَنْتَ الْعَلِيمُ الْحَكِيمُ
 الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَكْرَمَ بَنِي آدَمَ عَلَى الْعَالَمِينَ وَالصَّلَاةَ وَالسَّلَامَ عَلَى مَنْ
 عَلَّمَهُ اللَّهُ تَعَالَى عِلْمَ الْأَوَّلِينَ وَالْآخِرِينَ ۝

اما بعد یہ فقیر حقیر پیمانہ بجد خوان

سید محمد فائق واسطی

نظامی نیازی ساکن قصبہ مسوہ ضلع فتح پور چند اوراق متعلقہ علم عالمی ما لگان و ما یکن
 عَنْ رَجُلٍ دَخَلَ عَلَى اللَّهِ عَلَيْهِ وَاللَّهُ وَأَخْبَاهُ وَسَلَّمَ لَكَ كَرِيمٍ نَاطِرِينَ كَرَامًا
 اور ان سے دعائے مغفرت چاہتا ہوں

ہم لوگوں میں

ایک فرقہ کا یہ دعوت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب ہے دوسرے فرقہ کا یہ دعوت ہے کہ
 سوائے خدا کے کسی کو علم غیب نہیں۔ برائے ان صاحبوں کے ہمارا یہ دعوت ہے کہ نہ تو
 خدا کو علم غیب ہے اور نہ رسول کو علم غیب ہے دوسروں کا کیا ذکر۔ اس لئے کہ کسی شے
 پوشیدہ اور غائب کو بغیر کسی ذریعہ کے معلوم کر لینا اس کا نام علم غیب ہے۔ خدا تعالیٰ
 سے کوئی شے پوشیدہ اور غائب نہیں تاکہ بعد جاننے کے اس کو عالم الغیب کہیں۔
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور دوسروں کو علم بواسطہ ہوتا ہے۔ خواہ وہ واسطہ وحی ہو یا الہام

۱
 سید محمد فائق واسطی
 قصبہ مسوہ ضلع فتح پور

ہو یا القا ہو یا رد یا ہی صادق ہو یا قرآن ہوں یا عقل اور آثار یا کوئی اور اسباب
ہوں حسی ہوں یا عقلی ہوں اور جب وہ علم بالواسطہ ہوا تو اسکو علم غیب اور جانتے
دائے کو عالم الغیب نہیں کہہ سکتے۔

توضیح اس کی یہ ہے

کہ اللہ جل شانہ کو جو علم ہے وہ کسی آلہ اور اسباب پر موقوف نہیں بلا واسطہ ذرہ ذرہ
ازل سے ابد تک جو کچھ ہے سب کا سب اس کے سامنے حاضر اور موجود ہے۔ پس
یہی سنوری اس کا علم بلکہ عین ذات ہے۔

اور ہم لوگوں کو جو کسی چیز کا علم ہوتا ہے عقل اور حواس کے ذریعہ سے ہوتا ہے پس جو چیزیں
ہم کو بذریعہ حواس کے معلوم ہوتی ہیں ان کی یہ صورت ہے کہ جب وہ چیزیں بلا واسطہ
یا بلا واسطہ ہمارے مشاعرہ کے محاذی ہو جاتی ہیں اس وقت وہ چیزیں محسوس ہو کر قوت
مناظرہ میں جا کر مخزون ہو جاتی ہیں اور جب تک وہ چیزیں ہمارے حواس کے محاذی نہیں
ہوتیں ہم کو ان کا علم نہیں ہوتا اور جو چیزیں بذریعہ عقل کے معلوم ہوتی ہیں اس کی یہ صورت
ہے کہ ان کے آثار اور علامات جو بذریعہ حواس عقل کے سامنے ہوتے ہیں موافق اصول
اور قواعد موضوعہ کے عقل ان میں اپنا تصرف کر کے ان چیزوں کو معلوم کر لیتی ہے
اور بعد علم اس کو اپنے خازن کے حوالہ کرتی ہے۔ پس بذریعہ عقل یا بذریعہ حواس جن
چیزوں کا علم ہم کو ہوتا ہے وہی سرمایہ ہمارے علم اور ادراک کا ہے اور جو چیزیں ہمارے
عقل اور حواس میں نہیں آتیں ان کے جانتے سے ہم عاجز ہیں۔

طرفین سے غیب کے نفی و اثبات میں گفتگو ہو رہی ہے

مگر اب تک کسی نے غیب کی حقیقت اور عدم غیب کی ماہیت بیان نہیں فرمائی حالانکہ
ہر مبحث کے لیے تحریر و دعویٰ کا ہونا شرط ہے۔

یہ معلوم ہے کہ اللہ جل شانہ کی ذات غیر متناہی اس کی معلومات غیر متناہی
اس کے علوم غیر متناہی ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ اپنی معلومات کی نسبت حدیث قدسی میں
فرماتا ہے كُنْتُ كُنْزًا مَخْفِيًا فَاحْبَبْتُ اَنْ اُعْرَفَ فَخَلَقْتُ الْخَلْقَ
میں ایک خزانہ مخفی تھا پس میں نے چاہا کہ میرا عرفان ہو پس میں نے خلق کو پیدا کیا

اس میں اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات کو کثیر معنی فرمایا اور جو اس کی معلوماست
 غیر منہا ہی میں ان کو اس کے مکتوز اور مخزون سمجھنا چاہیے۔ پس باقی سے
 حسب جمالی بعض معلومات مرتبہ غیبیت یعنی نہاں خانہ کثرت سے میدان شہود میں آکر
 مشہود خلایق ہوئے اور مَا كَانَ وَمَا يَكُونُ کے ساتھ تعبیر کیے گئے۔ اور بعض معادلات
 یہ خانہ علم الہی میں رہے کہ ان کا ظہور نہیں ہوا۔ وہ غیب کے ساتھ تعبیر کیے گئے۔ اور
 موافق آیت کریمہ اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ کے اللہ تعالیٰ کا علم کثیر منہیات اور
 مشہودات سب کو محیط ہے۔ اس معنی کو اللہ تعالیٰ اپنے حق میں فرماتا ہے اِنَّ اللّٰهَ
 عَالِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَاتِ اللّٰهُ تَعَالَى غیب اور شہادت دونوں کا جاننے والا
 ہے اور رسول اللہ صلعم اور دوسرے لوگ صرف مشہودات کے جاننے والے ہیں انکو
 منہیات کا علم نہیں اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ رسول اللہ صلعم اور لوگوں سے مخاطب فرماتا ہے
 وَمَا اَوْتِيتُمْ مِنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِيْلًا اور نہیں دئے گئے تم علم سے کچھ بڑا۔
رسول اللہ صلعم کو جو مشہودات یعنی مَا كَانَ وَمَا يَكُونُ کا علم ہے وہ بطور
 علم کلی کے ہے جو موجب کلمۃ کا مصداق ہے۔ اور دوسروں کو جو
 مَا كَانَ وَمَا يَكُونُ کا علم ہے تو وہ بطور جزئی کے ہے جو مصداق موجب جزئیہ کا

ہے۔
 عَالِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلَىٰ غَيْبِهِ اَحَدًا اِلَّا مَن ارْتَضَىٰ مِنْ رَّسُوْلٍ اور
 مَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلَكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِيٰ مَن يَرْتَضِيْهِ مَن
 يَشَاءُ سے جو یہ سمجھا جاتا ہے کہ بعض بعض رسولوں کو علم غیب دیا گیا ہے تو اب علم کے
 وہ غیب غیب نہ رہا بلکہ وہ علم کے تحت میں آکر معلوم ہو گیا گو باعث بارماکان کے اسکو
 غیب کہیں لیکن نظر اقصاف وہ غیب نہیں۔ پس قرآن اور حدیث میں جہاں جہاں علم غیب
 کی نفی آئی ہے اس سے وہی افراد مکتوزہ مراد ہیں جو علم الہی میں مخفی اور مستور ہیں اور انکو
 ان کا ظہور نہیں ہوا اور یہی وجہ ہے کہ سوائے خدا کے ان کا کوئی جاننے والا نہیں۔ اور
 ہم نے رسول اللہ صلعم کے علم کلی ہونے کا جو دعویٰ کیا ہے تو صرف اتنی امور کا دعویٰ
 کیا ہے جو مرتبہ غیبیت یعنی کثیر معنی اور علم الہی سے ظہور پا کر تمام عالم کو جلیگا دیا۔

مَا كَانَ وَمَا يَكُونُ میں سے

بعض بعض افراد کے متعلق رسول اللہ صلعم نے جو کلام اداری۔ کلام علم وغیرہ فرمایا

تو اس کی یہ وجہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ مقربہ۔

تین شانوں

کے ساتھ ظہور کرتی رہتی تھی کبھی تو شانِ بشری کا ظہور ہوتا تھا اور کبھی شانِ ملکوتی ظاہری ہوتی تھی۔ اور کبھی شانِ الوہیت کا برتو ہوتا تھا۔ پس جس وقت شانِ بشری کا ظہور ہوتا تھا اس وقت آپ کو لوازماتِ بشری عارض ہوتے رہتے تھے جیسے ذہول، اور نسیان، اور غفلت، اور عدمِ توہی وغیرہ پس اچھا اگر کسی وقت آپ نے کسی امر کی نسبت کا اعلیٰ یا الادریٰ فرمایا تو تصدیق یہ لاعلمی نہ تھی بلکہ وہ علم تحت ذہول یا نسیان یا غفلت یا عدمِ توہی کے مستور تھا۔ یا شانِ ملکوتی کا غلبہ یا الوہیت کا فیضان ہوتا تھا کہ اس وقت اس عالم کی طرف سے بالکل توجہ اٹھ جاتی تھی۔

لِيُقَمِّعَ اللَّهُ وَرَقَّتْ كَالْيَسْعِ فِيهِ مَلَائِكَةٌ مُّقْرَّبُونَ وَلَا تَبْتَئِسْ بِرِسَالِهِمْ
پس یہ وجہ لا ادری و لا اعلم کہنے کی تھی یا کوئی مصلحت مانع اظہار ہوتی تھی جس کی وجہ سے حورِ لا زبان بر آتا تھا۔ یا حکم خداوندی کی تعمیل تھی۔
قُلْ إِنَّمَا عَلَّمَهَا عِنْدَ اللَّهِ - قُلْ لَا أَمْلِكُ لِنَفْسِي نَفْعًا وَلَا ضَرًّا - قُلْ لَا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ الْغَيْبَ إِلَّا اللَّهُ - قُلْ إِنَّمَا عَلَّمَهَا عِنْدَ رَبِّي لَا يُخَلِّفُهَا لَوْ قُتِلَتْهَا إِلَّا هُوَ - پس یہ اسباب عدم اظہار کے ہوتے تھے ورنہ مَّا كَانَ وَمَا يَكُونُ میں سے کوئی ایسا فرد نہ تھا جو آپ کے احاطہ علم میں نہ ہو۔

ہم نے جو یہ دعویٰ کیا ہے

کہ خداوند تعالیٰ کو علمِ غیب نہیں اور اس دعویٰ کو دلیل عقلی سے پایہ ثبوت کو پہنچا دیا اس پر یہ **شہ** ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے کلام یا ک میں **إِنَّ اللَّهَ عَالِمُ الْغَيْبِ** سے اپنی غیب دانی کی خبر دیتا ہے اور تم اس کے خلاف اس کی غیب دانی کی نفی کرتے ہو یہ کس طرح ہو سکتا ہے۔

جواب اس کا یہ ہے

کہ غیب کے دو اطلاق ہیں ایک غیبِ حقیقی دوسرا غیبِ اصنافی

غیب حقیقی مرتبہ فیہوبت کا نام ہے جس کو ہم نے علم الہی سے تعبیر کیا ہے اور اُس کو کسی سے غائب اور پوشیدہ ہونے کی وجہ سے غائب نہیں کہتے بلکہ بلا لحاظ غیرے فی نفسہ اُس مرتبہ کو غیب کہتے ہیں اور اسی مرتبہ کی نسبت اللہ تعالیٰ جا بجا کلام پاک میں فرماتا ہے کہ غیب کا علم سوائے خدا کے کسی کو نہیں۔ پس اس غیب کی ہم نے خداوند تعالیٰ سے نفی نہیں کی اس لیے کہ یہ غیب مرتبہ ذات میں اُس کا عین ہے اور جس غیب کی ہم نے نفی کی ہے وہ غیب اضافی ہے اور غیب اضافی کے دو لحاظ ہیں ایک لحاظ یہ ہے کہ اُس غیب کی نسبت خدا کی طرف کی جائے اور یوں کہا جائے کہ خدا سے جو چیز پوشیدہ اور غائب تھی جب خدا کو اُس کا علم ہوا تو اُس کو عالم الغیب کہنے لگے۔ پس اسی غیب کی نسبت ہمارا یہ دعویٰ ہے کہ خدا کو علم غیب نہیں اُس لیے کہ کوئی چیز اُس سے غائب نہیں تا کہ اُس کے جاننے سے اُس کو عالم الغیب کہیں۔

دوسرا لحاظ یہ ہے کہ اُس غیب کی نسبت مخلوق کی طرف کی جائے اور یوں کہا جائے کہ جو چیزیں مخلوق سے غائب ہیں خداوند تعالیٰ اُن کا جاننے والا ہے۔ اس معنی کر خدا کو عالم الغیب کہتے ہیں۔

یہ ظاہر ہے

کہ جہان میں جتنی چیزیں ہیں اُن کا یہ حال ہے کہ جو چیز ایک کو ظاہر اور معلوم ہوتی ہے وہی چیز دوسرے کو غائب اور اُس کو غیر معلوم ہوتی ہے۔ پس جس سے وہ چیز غائب ہے اُسے لحاظ سے جاننے والے کو عالم الغیب کہہ سکتے ہیں۔ اس صورت میں ہر ایک شخص عالم الغیب ہو سکتا ہے تخلیص خدا کی نہیں۔ پس جس طرح خدا عالم الغیب ہے اسی طرح مخلوق عالم الغیب ہے۔ غیب والی میں دونوں برابر اس صورت میں خداوند تعالیٰ کو مخلوق کے ساتھ مساوات فی العلم لازم آتی ہے اور یہ اُس کی شان کے منافی ہے۔ اس لیے ہم نے علم غیب اضافی کی مطلقاً نفی کر دی تا کہ کوئی خرابی لازم نہ آئے۔

اب ہم ایک تمہید کے بعد اسکے دلائل کلی بیان کریں گے پھر بطور استقراء کے اُس کے جزئیات شمار کر کے اپنے دعوے کا یقین دلائل انشا اللہ تعالیٰ

مہر

جو چیزیں ہوں بہارت جو اس کے محاذی ہو کر مجھ کو معلوم ہو جاتی ہیں وہ علم غیب نہیں۔ اس کو مشہود کہتے ہیں اسی طرح جن چیزوں کے آثار اور علامات بذریعہ جو اس عقل کے سامنے آتے ہیں اور وہ موافق اصول موضوعہ کے اس میں اپنا تصرف کر کے ان کو معلوم کر لیتی ہے تو یہ بھی علم غیب نہیں بلکہ اس کو مقبول کہیں گے کوئی تمنا سب بذریعہ اربعہ یا خطائن یا جبر و مقابلہ کے کسی عدد مجہول کو معلوم کرے تو یہ بھی علم غیب نہیں کیونکہ وہ عدد مجہول اگرچہ اس کی عقل اور جو اس کے محاذی نہیں لیکن وہ معلومات جو اصول الی المجہول ہیں وہ سب اس کی عقل اور جو اس کے محاذی ہو کر الٹرا ما اس مجہول کی خبر دے رہی ہیں۔ پس یہ بھی علم غیب نہیں

اسی طرح کوئی طبیب نبض کی حرکت یا قارورہ کی کیفیت یا بشرے کی حالت سے کوئی مرض تشخیص کرے تو یہ بھی علم غیب نہیں کیونکہ وہ مرض مجہول اگرچہ اس کے مدركات کے محاذی نہیں لیکن اس کے آثار اور علامات جو اس مرض پر دلالت کرتے ہیں وہ سب اس طبیب کی عقل اور جو اس کے محاذی ہو کر اس مرض کو متلا رہے ہیں۔ پس یہ بھی علم غیب نہیں۔

اسی طرح کوئی نجومی یا رتال یا جفار یا مسمر نیم والا اپنے اپنے علوم سے اور جو علوم اور فنون مجہول کے دریافت کرنے کے لئے ایجاد ہوئے اگرچہ مفہوماً شرعاً یہ سب جائز اور ممنوع ہیں لیکن ان کے ذریعہ سے کسی شے مجہول کو معلوم کرے تو یہ علم غیب نہیں کیونکہ وہ شے مجہول اگرچہ اس کے مدركات سے خارج ہے لیکن اس کے مبادی جن کے ذریعہ سے اس مجہول کو معلوم کرتا ہے وہ سب اس کے مدركات کے سامنے ہو کر اس مجہول کی طرف دلالت کرتے ہیں۔ پس یہ بھی علم غیب نہیں۔

اسی طرح کوئی استیارج ملکوں ملکوں کی سیر کیا ہو کسی جگہ غائبانہ وہاں کے حالات بیان کرے یا وہاں کے نقشے دکھلاے تو یہ علم غیب نہیں کیونکہ جو چیزیں وہ بیان کر رہا ہے یا دکھلا رہا ہے

اگرچہ اُس وقت اُس کے سامنے نہیں مگر انکی صورت حاصلہ جو اُس کے حافظہ میں مخزون ہیں اور وہ اُس کے حس مشترک کے سامنے ہو کر اُن سب کے ٹھیلے دکھلا رہے ہیں۔ پس یہ بھی علم غیب نہیں۔

اسی طرح کوئی شخص جب شیشے ایک دوسرے کے محاذی کر کے ایک شیشہ اپنے سامنے رکھے اور آخر کا شیشہ کسی گزر گاہ یا کسی مکان کے محاذی کر کے گھر بیٹھے اُس راستہ پر گزر نیوالوں کی حالت یا اُس گھر والوں کی کیفیت بیان کرے تو یہ علم غیب نہیں کیونکہ جن چیزوں کو وہ بیان کر رہا ہے اگرچہ وہ اُس کی نظروں سے غائب ہیں کیونکہ اُن کے عکوس واسطہ در واسطہ منتقل ہوتے ہوتے اُس کے سامنے ہو کر اُن سب کا حال بتلا رہے ہیں۔ پس یہ علم غیب نہیں۔

اسی طرح کوئی شخص پس بوا کسی کی آواز نہ کر صاحب صوت کو یا کسی صوت مخصوص سے اُس کے صفات الیہ مخصوص یا اُس کے نوع کو معلوم کرے تو یہ علم غیب نہیں ہے۔ کیونکہ صاحب صوت اگرچہ اُس کی نظروں سے غائب ہے لیکن اُس کی آواز جو اُس پر دال ہے وہ اُس کے حواس کے سامنے ہو کر اپنے مدلول کو بتلا رہی ہے۔ پس یہ علم غیب نہیں ہے۔ اکثر آلم ایسے ایجاد ہوئے ہیں کہ جسم پر لگا کر ساری اندرونی حالت دریافت کر لیتے ہیں پس یہ علم غیب نہیں کیونکہ اندرونی اشیا اگرچہ ناظر کے سامنے نہیں لیکن بذریعہ مسامات کے ساری اندرونی حالت اُس آلم میں منعکس ہو کر اُس کے حواس کے سامنے ہو جاتی ہے۔ اور جو اندرونی کیفیت ہے اُس کو بتلاتی ہے۔ پس یہ علم غیب نہیں۔

مذکورہ خط کتابت جو باہمی ایک دوسرے کا مافی الضمیر معلوم ہو جاتا ہے تو یہ بھی علم غیب نہیں۔ کیونکہ ہر ایک کا مافی الضمیر اگرچہ ایک دوسرے کے مدركات کے محاذی نہیں لیکن اُس کے دوال کہ عبارت خطوط اور نقوش سے ہے اُس کے مدركات کے محاذی ہو کر اُن کے مافی الضمیر کو ظاہر کرتے ہیں۔ پس یہ بھی علم غیب نہیں۔

اسی طرح کوئی شخص ہمزاد کو تابع کر کے اُس کے ذریعہ سے دوسروں کا حال دریافت کرے تو یہ علم غیب نہیں۔ کیونکہ اُس کا ہمزاد دوسرے کے ہمزاد سے ملکر اُس کے صاحب کا حال دریافت کر کے اُس سے آکر بیان کرتا ہے۔ پس یہ بھی علم غیب نہیں۔

اسی طرح کوئی عامل اپنے موٹلوں کے ذریعہ سے کہیں کا حال دریافت کر لیتے ہیں تو یہ بھی علم غیب نہیں۔ اس لیے کہ اُس کے موٹلوں سے سوال عنہ کو تفتیش کر کے جو حالت ہوتی ہے اُس کے سامنے کرتے ہیں۔ پس یہ بھی علم غیب نہیں۔

اسی طرح مہندس گھر بیٹھے جو دریا، جنگل، پہاڑ اور زمین اور آسمان کی پیمائش اور اُس کی مقدار معلوم کر لیتے ہیں تو یہ بھی علم غیب نہیں۔ کیونکہ وہی مقدار اگرچہ ان کی مددگات کے سامنے نہیں لیکن جو اصول اور قواعد اُس کے دریافت کرنے کے ہیں وہ سب اُس کے مددگات کے سامنے ہو کر اصل مقصود کی خبر دیتے ہیں۔ پس یہ بھی علم غیب نہیں۔

اسی طرح کسی کا منہ تالے نظر ایک میل ہے اور دو درمیں لگانے سے وہ چار پانچ میل کی چیزوں کو معلوم کر لیتا ہے تو یہ بھی علم غیب نہیں۔ کیونکہ چار پانچ میل کی چیزیں اگرچہ اُس کی نظروں سے غائب ہیں۔ لیکن چار پانچ میل کی چیزیں اُس دو درمیں کے شیشے میں منعکس ہو کر اُس کی نظروں کے سامنے ہو جاتی ہیں اور ہر ایک اپنے اپنے معکوس کی صورت دکھلاتی ہیں۔ پس یہ بھی علم غیب نہیں۔

اسی طرح باقی غیب نے کسی کے قلب میں کسی امر کا القا کیا یا عالم رویا میں کسی امر واتی کا مشاہدہ ہوا تو یہ بھی علم غیب نہیں کیونکہ جس امر کا القا یا مشاہدہ ہوا ہے اگرچہ وہ محسوس نہیں لیکن وہ تلقا یا مشاہدہ ہوا وہ اُس کے مددگات میں اگر اصل مقصود کی خبر دیتا ہے پس یہ بھی علم غیب نہیں۔

اسی طرح کسی نے اپنے قلب کو دوسرے کی طرف متوجہ کر کے اُس کے قلب کی حالت یا جو اُس وقت اُس کا مافی الضمیر ہے یا جو اُس کے قلب کے خطرات میں اُن کو معلوم کر لیا تو یہ بھی علم غیب نہیں کیونکہ جو اُس کا مافی الضمیر ہے یا جو اُس کے خطرات ہیں اگرچہ اُس کے مددگات میں نہیں مگر جب اس نے موافق طریقہ کشفِ قلوب کے اُس کے قلب کی طرف متوجہ ہوا تو جو اُس کے قلب کی حالت یا جو اُس کا مافی الضمیر ہے یا جو اُس کے قلب کے خطرات ہیں وہ سب اس کے قلب میں منعکس ہو کر اس کے مددگات کے سامنے ہو جاتے ہیں۔ اور وہ اپنے اپنے معکوس کی خبر دیتے ہیں۔ پس یہ بھی علم غیب نہیں۔

اسی طرح تار برقی کے ذریعہ سے جو ہزاروں لاکھوں کردروں کو س کی خبریں آنا فنا معلوم کر لیتے ہیں تو یہ بھی علم غیب نہیں کیونکہ وہ خبریں اگرچہ خبر لینے والے کے مددگات سے خارج ہیں لیکن تار کے ذریعہ سے جو حرکت محسوس ہوتی ہے وہ اصل مقصود کی خبر دیتی ہے اور وہ اس کی آنکھوں کے سامنے ہے پس یہ بھی علم غیب نہیں۔

اسی طرح گراموفون میں جو مختلف لوگوں کی آوازیں بھری ہوتی ہیں جب وہ آوازیں لوگوں کے کان میں پہنچتی ہیں تو جن جن لوگوں کی وہ آواز ہوتی ہے اُن کو معلوم کر لیتے ہیں تو یہ علم غیب نہیں اس لیے کہ اُن کا لب و لہجہ جن جگہ کے کانوں میں پہلے سے پہنچا ہوا ہے

وہ اُن کے حس مشترک میں آکر جس کی وہ آواز ہوتی ہے اُس کو بتلا رہا ہے پس یہ علم غیب نہیں۔

اسی طرح تاریک رات میں کوئی چیز نظر نہیں آتی چراغ جلائے ہی جہاں تک چراغ کی روشنی پھیلتی ہے وہاں تک کی سب چیزیں نظر کے سامنے ہو کر معلوم ہونے لگتی ہیں پس یہ بھی علم غیب نہیں۔

اسی طرح بجائے چراغ کے اگر شمع روشن کیجئے تو یہ نسبت چراغ کی روشنی کے شمع کی روشنی سے دور تک کی چیزیں نظر آنے لگتی ہیں۔ پس یہ بھی علم غیب نہیں۔

اسی طرح بجائے شمع کے گیس کی روشنی کیجئے تو یہ نسبت شمع کی روشنی کے گیس کی اور زیادہ ہوگی اور وہ دور تک پھیلے گی اور جہاں تک اُس روشنی کا پھیلاؤ ہوگا وہاں تک کی سب چیزیں جو ہماری نظروں سے غائب تھیں وہ سب ہماری نظروں کے سامنے آجائیں گی۔ پس یہ بھی علم غیب نہیں۔

اسی طرح بجلی کی متعدد روشنیاں کچھ کچھ فاصلے سے کوسوں تک کرتے چلے جائیں اور کسی بلند بنا رہ پر کھڑے ہو کر تو یہ دور بین سے دیکھتے تو جیسے فاصلے کی دور بین ہوگی اُس فاصلے تک کی چیزیں معلوم ہونے لگیں گی اور یہ علم غیب نہیں اس لئے کہ وہ سب چیزیں اگرچہ ناظر کی نظروں سے غائب تھیں لیکن اُس روشنی سے وہ ساری چیزیں اُس دور بین کے شیشے میں منعکس ہو کر ناظر کی نظروں کے سامنے ہو گئیں۔ پس یہ بھی علم غیب نہیں۔

اور جس طرح اِس چراغ اور شمع اور بجلی کی روشنی سے دور دور تک کی چیزیں جو ہماری نظروں سے غائب تھیں وہ بواسطہ یا بلاواسطہ ہماری نظروں کے سامنے ہو کر معلوم ہو جاتی ہیں اور ان کو علم غیب نہیں کہتے اسی طرح حکماء اشراقین اشراق کے اصول اور قواعد سے تصفیہ قلب کا کرتے ہیں تو اُس سے ایک نور اشراقی اُن کے قلب سے پیدا ہوتا ہے اور وہ مثل انوار شمع کے چاروں طرف پھیلنا شروع ہوتا ہے اور جہاں تک اُس نور اشراقی کا پھیلاؤ ہوتا ہے وہاں تک کی چیزیں صاحب اشراق کو معلوم ہو جاتی ہیں تو اس کو بھی علم غیب نہیں کہتے۔

علیٰ اندر اہل الشدحہ ریاضت اور مجاہدہ سے تصفیہ قلب کرتے ہیں تو اُن کا قلب ستور ہو کر مثل شمع آفتاب کے چاروں طرف پھیلنا شروع ہوتا ہے جسے کہ وہ نور قلبی پھیلتے پھیلتے سارے عالم کو محیط ہو جاتا ہے اور اُس نور کی وجہ سے صاحب باطن کو ساتوں آسمان اور زمین اور عرش اور کرسی دوزخ بہشت اور لوح محفوظ اور تمام ملائکہ اور ارواح اور جو کچھ عالم علوی

اور عالم سفلی میں ہے۔ بالتفصیل ہر ایک اُس عارف کی چشم باطنی کے سامنے ہو کر سب نظر آنے لگتا ہے۔ پس یہ بھی علم غیب نہیں کیونکہ ان سب کا معلوم ہونا بسبب اُس نور منبسط کے ہے جو اُس کے قلب سے پیدا ہو کر سارے عالم کو محیط ہو گیا ہے اور اس عالم اور اس کے مافیہا کو اس کی چشم باطن کے سامنے کر رکھا ہے۔ پس یہ بھی علم غیب نہیں۔

عرفا کے انکشاف کے متعلق جو مہنے لکھا ہے

بوجہ نادانیت اکثر اس کی تکذیب کرینگے۔ مگر عرفا کی کتابوں میں اس کے متعلق جو اُن کا بیان ہے اُس کو نقل کر کے عقیدتمندوں کو اس کی تصدیق دلائی جاتی ہے۔

انیس الارواح

جو حضرت خواجہ خواجگان خواجہ معین الدین حسن سجری قدس سرہ العزیز کی تالیف ہے وہ اپنے حالات میں یہ لکھتے ہیں۔

موجودم نجد مت خواجہ عثمان ہارونی مشرف شدم گفتند بنشین ہزار بار سورہ اخلاص بخوان
فرمود نظر بالا کن ہمینکہ سوے آسمان نظر کردم گفت چه بی گفتم تا عرش عظیم فرمود کہ در زمین
ببین ہمینکہ در زمین دیدم فرمود تا کجای بینی گفتم تا تحت الشریے باز فرمود ہزار بار سورہ اخلاص
بخوان۔ بخواندم فرمود کہ باز ہیں چوں بدیدم فرمود اکنوں چه می گفتم تا حجاب عظمت فرمود کہ
چشم بستہ کن چوں چشم بستہ کردم فرمود باز کن، باز کردم دو انگشت کرا بنمود گفت چه می بینی
گفتم ہیزدہ ہزار عالم را ہمینکہ ایس بگفتم فرمود کہ برو کار تو تمام شد۔

صراطِ مستقیم میں

مولوی اسماعیل صاحب لکھتے ہیں۔ برائے کشف روح و ملائکہ و ملاقات آہنہاد سیرا مکنتہ زمین
وزمان و حبت و نار و اطلاع بر لوج محفوظ شغل دورہ کند و طریقش در فصل اول مفصلاً
مذکور شد پس باستقامت ہماں شغل بہر مقامیکہ از زمین و آسمان و بہشت و دوزخ خواہ
موجود شدہ سیراں مقام نماید و احوال انجا دریافت کند و باہل ان مقام ملاقات سازد
واحیاناً گفتگوی بہ ایشان میسری آید و از آئندہ یا گذشتہ با صلاح و مشورت
کارے از کار ہائے دینی و دنیوی معلوم می گردد۔

کشکول کلمی میں

حضرت شاہ کلیم اللہ رحمہ اللہ جہان آبادی فرماتے ہیں چوں مراقبہ جمع الجمع توبت گیر دانچہ در عوالم
بگزد مرسلکت ازاں اطلاع افتد اگر شادی است شادی دانگر نمی است نمی۔

شمس لعین میں

حضرت نیاز بی نیاز قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں کہ نقش اسم ذات کو اپنے دل میں تصور کر کے
چند مدت اُس کی مدد و امت کرے تو رفتہ رفتہ وہ نقش مثل آفتاب کے تاباں ہو جاتا ہے
اور اُس کے انوار سے جو اشیا پوشیدہ ہیں اُس کو معلوم ہونے لگتی ہیں اور حشر و نشر اور
اقوال و احوال اس پر منکشف ہو جاتے ہیں۔

یہ ظاہر ہے

کہ صاحب باطن کے قلب کو جو اس قدر نورانیت اور انکشاف ہو تو یہ اُس آفتاب رسالت
کے انوار کی ایک شعاع کا اثر ہے جس نے مثل ذرہ کے اُس کے قلب کو منور کر کے
اہل قلب کو سارے عالم کا عالم بنا دیا اور اب بمقابلہ نورانیت اور انکشاف اس قلب کے
جو مثل ایک ذرہ کے چمک رہا ہے اُس آفتاب ممدن انوار منبع اسرار کے نورانیت
اور انکشاف کی انتہا کو خیال فرمائیے کہ کہاں تک اُس کا انبساط ہوگا کوئی شخص اس کا اندازہ
کر سکتا ہے اور اس نورانیت اور انکشاف کا لَقْفُ عِنْدَ حَدِّ پر اس عالم تکوین میں سے
کوئی شے پوشیدہ رہ سکتی ہے کہ جس کا آپ کو علم ہو۔ ہرگز نہیں سے
برو علم یک ذرہ پوشیدہ نیست کہ پیدا و پناہاں بنزدش یکے است

اس احاطہ ہمہ دانی پر

اگر کسی کو یہ مشبہ پیدا ہو کہ رسول اللہ صائم کا علم خدا کے علم کے برابر ہو گیا اور یہ شرک ہے

جواب

اس کا یہ ہے کہ ذات اللہ تعالیٰ کی غیر متناہی۔ صفات اُس کی غیر متناہی۔ علم اُس کا
غیر متناہی اور رسول اللہ صائم کی ذات متناہی۔ آپ کی صفات متناہی آپ کا علم متناہی

محدود مکان و مایکون میں ہے۔ جب خدا کا علم غیر تنہا ہی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا علم تنہا ہی پھر تنہا ہی اور غیر تنہا ہی میں مساوات کہاں سے لازم آتی تاکہ مشرک کا حکم کا پاس آجائے۔
 علاوہ اس کے خدا کا علم عین ذات اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا علم ازلی اور حادث۔ خدا کا علم بلا واسطہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا علم بالواسطہ خدا کا علم حضوری یعنی ہر شے ہر وقت اُس کے پیش نظر رہتی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا علم حصولی ہر وقت ہر شے پیش نظر نہیں رہتی خدا کے علم کو کسی وقت ذہول نہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کبھی کبھی ذہول ہوتا رہتا ہے۔ اس تفاوت بین پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کو خدا کے علم کے برابر کہنا یا تو لوگوں کو بدظن کرنے کی غرض سے محض انرا ہے یا اس کو کہنے والے کی لاعلمی پر محمول کرنا چاہیے۔

اس بیان سے اب وسرا ثبوت سنئے

ما قبل کے بیان سے جب پتہ ثابت ہوا کہ اہل اللہ کو بذریعہ کشف لوح محفوظ کا علم ہوا کرتا ہی تو بہ نسبت ارباب کشف کے رسول اللہ کے کشف کو خیال فرمائیے کہ وہ لوح محفوظ کو کشف مہیض ہوگا اور لوح محفوظ کی نسبت اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَكُلٌّ صَغِيرٌ وَكَبِيرٌ مُّسْتَقْتَرٌ کُلٌّ جھوٹی بڑی چیزیں اُس میں لکھی ہوئی ہیں۔

صغیر و کبیر

دو امر متضاد ہیں اور جہاں دو امر متضاد جمع ہو جاتے ہیں وہاں اعراض جمیع افراد کا مقصود ہوتا ہے چنانچہ کُل افراد ہی جو عموم پر دلالت کرتا ہے وہ اس امر کی توثیق اور تاکید کر رہا ہے پس کُل صغیر و کبیر مستقتر کے یہ معنی ہونے کہ عالم تکوین میں جتنی جھوٹی بڑی چیزیں ہیں وہ سب لوح محفوظ میں لکھی ہوئی ہیں۔

اور لوح محفوظ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کشف کے تحت میں ہے تو ماکان و مایکون جو کچھ اُس میں منقوش ہے وہ سب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ہے اور اُن سب کو آپ دیکھ رہے ہیں۔ اور یہی ہمارا دعوئے ہے۔

تیسرا ثبوت

اللہ جل شانہ رسول مقبول سے مخاطب ہو کر فرماتا ہے وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ

تَبَيَّنَّا لَكُمُ الشَّيْءَ الَّذِي كُنْتُمْ فِيهِ يَخْتَلِفُونَ ۗ وَإِن كُنْتُمْ فِي شَكٍّ مِّنْهُ لَنَلْزِمَنَّكَ قَوْلَنَا فِيهِ بِحُجَّتِنَا ۗ إِنَّهُ كَانَ قَدِيمًا ۗ

ہم نے کتاب میں کوئی چیز یعنی اس قرآن میں ہم نے سب کچھ بیان کر دیا۔

عالم وجود میں

یعنی چیزیں ہیں وہ سب شے کے تحت میں ہیں پس اس عالم کون میں جتنے موجودات ہیں وہ سب شے کے افراد ہیں اور اس آیت میں ہے نَحْرَهُ تَبَيَّنَّا فِيهِ مِمَّا كُنْتُمْ فِي شَكٍّ مِّنْهُ لَنَلْزِمَنَّكَ قَوْلَنَا فِيهِ بِحُجَّتِنَا ۗ إِنَّهُ كَانَ قَدِيمًا ۗ

مفید استغراق کو ہے پس وَمَا فَزَعْنَاهُ فِي الْكِتَابِ مِنَ الشَّيْءِ الَّذِي كُنْتُمْ فِيهِ يَخْتَلِفُونَ کہ ما کان وما یکون کے جتنے افراد ہیں وہ سب کتاب یعنی قرآن میں موجود ہیں۔ اور قرآن کا علم اجمالا و تفصیلاً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیا گیا اور قرآن کا علم دنیا حقیقہً ما کان وَمَا یَکُونُ کا علم دینا ہے جو اس میں منقوش ہے۔ پس اس سے ثابت ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ما کان وَمَا یَکُونُ کا علم ہے۔

چوتھا ثبوت

حضرت آدم علیہ السلام کی نسبت اللہ تعالیٰ نے جو یہ فرمایا وَعَلَّمَكَ الْأَسْمَاءَ الَّتِي كُنْتَ تُدْعَىٰ بِهَا فِي الْأَرْضِ ۗ وَإِن تُكَذِّبُوا ۖ لَنَلْزِمَنَّكَ قَوْلَنَا فِيهِ بِحُجَّتِنَا ۗ إِنَّهُ كَانَ قَدِيمًا ۗ

کہ لہا اس میں الْأَسْمَاءَ پر الف لام استغراقی ہے جو جمع افراد مدخول کو حکم میں شامل کر رہا ہے اور کَلَّمَكَ اس کی تاکید ہے جو یہ بتلا رہا ہے کہ کوئی اسم تعلیم سے خارج نہیں۔

اور یہ ظاہر ہے

کہ اسماء کی تعلیم بغیر مشاہدہ سمیاتیات کے مہل اور غیر معقول ہے۔ پس ضرور ہے کہ بروقت تعلیم اسماء کے اُن کی سمیاتیات جو بدو عالم سے انتہائی تعلقت تک جتنی چیزیں تقدیر الہی میں تھیں اُن سب کو حضرت آدم علیہ السلام کے سامنے کر کے جو جس کا نام تھا وہ اُن کو بتلا دیا گیا۔

اور یہ امر متفق علیہ چلا آتا ہے

کہ جتنے انبیاء علیہم السلام ہیں اللہ تعالیٰ نے اُن سب کو ایک ایک نعمت سے فضیلت دے رکھی ہے اور اُن سب نعمتوں کا مجموعہ تین تینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا ہوا ہے

مسن یوسف دم عینے پیر بنیاداری انچہ خوباں سمہ دارند تو تہنا داری
 پس اس مجموعہ کے ضمن میں اس طرح بدو عالم سے انتہائے خلقت تک جتنی چیزیں تقدیر الہی
 میں مقدر تھیں وہ سب حضرت آدم علیہ السلام کے سامنے کر کے ہر ایک کے نام ان کو
 بتلا دیے گئے۔ اور بدو عالم سے انتہائے خلقت تک جتنی چیزیں تقدیر الہی میں تھیں وہ
 سب رسول اللہ صلیم کے سامنے کر کے ہر ایک کے نام آپ کو بتلائے گئے اور بدو عالم
 سے انتہائے خلقت تک جتنی چیزیں تقدیر الہی میں تھیں انہیں کو ہم ما کان وما یكون کے ساتھ
 تعبیر کرتے ہیں اس سے معلوم ہوا کہ مثل آدم علیہ السلام کے رسول اللہ صلیم کو ما کان و ما
 یكون کا علم دیا گیا۔ جیسا کہ ہمارا دعویٰ ہے۔

پانچواں ثبوت

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى رَفَعَ لِي الدُّنْيَا فَإِنَّا أَنْظَرُ إِلَيْهَا وَ
 إِلَى مَا هِيَ كَأَنَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ كَأَنَّمَا أَنْظَرُ إِلَى كَفِّي هَذَا ۝
 فرمایا رسول اللہ صلیم نے تحقیق اللہ تعالیٰ نے اٹھایا میرے واسطے دنیا پس میں نظر کرتا ہوں
 اُس کی طرف اور اُن چیزوں کی طرف جو قیامت تک ہونے والی ہیں جیسے اپنی اس تمبھلی کی طرف
 دیکھتا ہوں۔

چھٹا ثبوت

بخاری شریف اور مسلم شریف میں حضرت حذیفہ سے روایت ہے قَامَ فِينَا رَسُولُ اللَّهِ
 مَقَامًا مَّا تَرَكُ شَيْئًا يَكُونُ فِي مَقَامِهِ ذَلِكَ إِلَى قِيَامِ السَّاعَةِ إِلَّا حَدَّثَ
 بِهِ حَفِظَهُ مَنْ حَفِظَهُ وَكَسِيَهُ مَنْ نَسِيَهُ۔ روایت ہے حضرت حذیفہ
 کہ کھڑے ہوئے ہم میں رسول اللہ صلیم ایک مقام میں نہیں چھوڑی کوئی چیز جو اس جگہ قیامت
 تک ہونے والی ہے مگر بیان کیا اُس کو یا درکھا اُس کو اُس نے جو یاد رکھا اور بھول گیا اُس کو
 جو بھول گیا۔

ساتواں ثبوت

بخاری شریف میں حضرت عمر فاروق سے روایت ہے:-
 لَقُّوْا لَقَامَ فِينَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَقَامًا بِهِ فَاخْبَرْنَا عَنْ بَدْءِ الْخَلْقِ حَتَّى دَخَلَ
 أَهْلُ الْجَنَّةِ مَنَازِلَهُمْ وَأَهْلُ النَّارِ مَنَازِلَهُمْ حَفِظَ ذَلِكَ مَنْ حَفِظَهُ وَ

كَسِيَّةً مِّنْ كَسِيَّةٍ -

کہتے تھے عمر کھڑے ہوئے نبی صلعم ہم میں ایک جگہ اور خبری ہو کہ ابتدا سے پیدائش سے روز قیامت تک یہاں تک کہ جنتی جنت میں روزِ حنی روزِ خ میں داخل ہوئے اس وقت کہا اس کو جس نے یاد رکھا اس کو اور بھول گیا اس کو جو بھول گیا۔

اَشْهُوا شَبُوت

صحیح مسلم میں حضرت عمر بن الخطاب انصاری سے روایت ہے :-

قَالَ صَلَّى بِنَا رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ مَا بَلَغُوا الْفَجْرَ وَصَعِدَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَخَطَبَنَا حَتَّى حَضَرَتِ الظُّهْرُ فَنَزَلَ فَصَلَّى ثُمَّ صَعِدَ الْمِنْبَرَ فَخَطَبَنَا حَتَّى حَضَرَتِ الْعَصْرُ ثُمَّ نَزَلَ فَصَلَّى ثُمَّ صَعِدَ الْمِنْبَرَ حَتَّى غَرَبَتِ الشَّمْسُ فَأَخْبَرَنَا بِمَا هُوَ كَاثِرٌ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ قَالَ فَأَعْلَمْنَا أَحْفَظْنَا -

کہا عمر نے نماز پڑھائی مگر رسول اللہ صلعم نے ایک دن فجر کی اور چڑھے منبر پر اور وعظ فرمایا یہاں تک کہ ظہر کا وقت ہو گیا پس اترے آپ منبر سے اور نماز پڑھی ظہر کی پھر چڑھے منبر پر اور وعظ فرمایا یہاں تک کہ عصر کا وقت ہو گیا پھر اترے آپ منبر سے اور نماز پڑھی عصر کی پھر چڑھے منبر پر اور وعظ فرمایا یہاں تک کہ آفتاب غروب ہو گیا پس خبر دی ہم کو ان چیزوں کی جو قیامت تک ہونے والی ہیں۔ کہا راوی نے پس زیادہ جاننے والا ہم میں وہ ہے جس نے یاد رکھا اس کو۔

نَوَالٌ شَبُوت

جامع ترمذی میں معاذ بن جبل سے روایت ہے :-

قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَرَأَيْتُمْ عَزْرًا وَجَبَلًا وَضَمَعَ كَفَّهُ بَيْنَ كَتِفَيْهِ فَوَجَدَتْ بُرْدًا أَنَا مِثْلُهُ بَيْنَ ثَدَيَّ فَجَعَلَتْنِي لِي كُلَّ شَيْءٍ دَعَرْتُ -

کہا معاذ نے کہ فرمایا رسول اللہ صلعم نے کہ دیکھا میں نے اللہ جل شانہ کو کہ رکھی اپنی ہتھیلی درمیان دونوں شانوں میرے کے بائی میں نے ٹھنڈک اُس کے پوروں کی درمیان اپنے سینہ کے پس روشن ہو گئی میرے لیے سب چیز اور پہچان میں نے اُس کو۔

وَسْوَالٌ شَبُوت

صحیح مسلم میں ابو داؤد سے روایت ہے :-

قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَضَتْ عَلَيَّ أُمَّتِي بِأَكْمَالِهَا حَسَنًا وَقَسِيحًا -
 فرمایا رسول اللہ صلعم نے کہ میری امت اچھے بڑے اعمالوں کے ساتھ بھیر پیش کی گئی۔

گیارھواں ثبوت

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَانِي اللَّيْلَةَ رَبِّي تَبَارَكَ
 وَتَعَالَى فِي أَحْسَنِ صُورَةٍ (قَالَ أَحْسِبُهُ قَالَ فِي الْمَثَلِ) قَالَ يَا مُحَمَّدُ هَلْ
 تَدْرِي فِيْمَ يَخْتَصِمُ الْمَلَأُ الْأَعْلَى قَالَ قُلْتُ لَا لَنْ ضَعَّ يَدَاكَ بَيْنَ كَتَفَيَّ
 حَتَّى وَحَدَّثْتُكَ بَرْدَهَا بَيْنَ تَدَائِي أَوْ قَالَ فِي نُحْرِي فَعَلِمْتُ مَا فِي السَّمَوَاتِ
 وَمَا فِي الْأَرْضِ قَالَ يَا مُحَمَّدُ هَلْ تَدْرِي فِيْمَ يَخْتَصِمُ الْمَلَأُ الْأَعْلَى
 قُلْتُ نَعَمْ -

ابن عباس سے روایت ہے کہا انہوں نے کہ فرمایا رسول اللہ صلعم نے رات کو میرا پروردگار
 اچھی صورت میں میرے پاس آیا اور کہا اے محمد کیا جانتے ہو تم کس چیز میں جھگڑتے ہیں اللہ
 رکھا حضرت نے میں نے کہا نہیں پس رکھا ہاتھ اپنا میرے دونوں شانوں کے بیچ پائی میں نے
 ٹھنڈک اپنے سینہ کے بیچ یا کہا فی نحری پس جان لیں میں نے وہ چیزیں جو آسمان اور
 زمین میں تھیں کہا اللہ تعالیٰ نے اے محمد کیا جانتا تو نے کس چیز میں جھگڑتے ہیں فرشتے اعلیٰ
 کہا میں نے ہاں۔

بارہواں ثبوت

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لُبَّحِ الْأَمِجِ الْكَلِمِ
 وَنَصْرَتُ بِالرُّعْبِ بَيْنَنَا أَمَا نَأْتِيكُمْ رَأَيْتِي أُرَيْتُ مَفَاتِيحَ خَزَائِنِ الْأَرْضِ
 فَوَضَعْتُ فِي يَدَيَّ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

ابو ہریرہ سے روایت ہے کہا انہوں نے کہ فرمایا رسول اللہ صلعم نے بھیجا گیا میں ساتھ
 جو امیج الکلم کے اور مدد گیا میں ساتھ رعب کے اور اُس حالت میں کہ میں سوتا تھا اپنے آپ کو دیکھا
 کہ دیا گیا میں گنہیاں خزانوں زمین کی پس رکھی گئیں وہ میرے ہاتھ میں (متفق علیہ)

تیرھواں ثبوت

عَنْ ثَوْبَانَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِي الْأَرْضُ فَرَأَيْتُ

مَشَارِقَهَا وَمَغَارِبَهَا وَإِنَّ أُمَّتِي سَتَبْلُغُ مُلْكَهَا مَا زُرِي مِنْهَا وَأَعْطَيْتُ
الْكُذْرَيْنِ الْأَحْمَرَ وَالْأَبْيَضَ -

تو بان سے روایت ہے کہا انہوں نے فرمایا رسول اللہ صلیم نے تحقیق اللہ تعالیٰ نے بلند کی
میرے لیے زمین پس دیکھے مشرق اور مغرب اُس کے اور تحقیق اُمت میری قریب پہنچے گی
ملک اُس کے کو اُس قدر بلند کیا گیا اُس سے اور دیا گیا میں دو خزانے سُرخ اور سفید -

چودھواں ثبوت

ابن جریر نے ابن مسعود سے روایت کی ہے :- اُعْطِيَ نَبِيِّكُمْ كُلَّ شَيْءٍ إِلَّا مَفَاتِيحَ الْأَنْبِيَاءِ
دے گئے نبی ہمارے ہر شے مگر کتبیاں نبی کی -

پندرہواں ثبوت

عَنْ حُدَيْفَةَ بْنِ رَسُولٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عُرِضَتْ عَلَيَّ أُمَّتِي
بِالْبَارِحَةِ لَدَيْ هَذِهِ الْحَجْرَةِ حَتَّى لَا نَأْرَفُ بِالرَّجُلِ مِنْهُمْ مِنْ أَحَدٍ
كَيْتَابِيهِ -

حدیفہ بن رسید سے روایت ہے کہا انہوں نے کہ فرمایا رسول اللہ صلیم نے پیش کی گئی اور یہ
میرے اُمت میری رات قریب اس حجرہ کے یہاں تک کہ بیشک میں اُن کے ہر شخص کو اس
سے زیادہ پہچانتا ہوں جیسا تم میں کوئی اپنے ساتھی کو پہچانے -

سولہواں ثبوت

امام حجر مکی فرماتے ہیں :-
لَا نَ اللَّهُ تَعَالَى أَظْلَعَهُ عَلَى الْعَالِمِ فَعَلِمَ عِلْمَ الْأَوَّلِينَ وَالْآخِرِينَ
وَمَا كَانَ دَمَا يَكُونُ -

تحقیق اللہ تعالیٰ نے اطلاع بخشی رسول اللہ صلیم کو اور پر تمام عالم کے پس جان یا علم اولین
اور آخرین اور ماکان و ما یكون کو -

سترہواں ثبوت

إِنَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عُرِضَتْ عَلَيْهِ الْخَلَائِقُ مِنْ لَدُنْ أَدَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ إِلَى قِيَامِهِ

التَّاعَةِ لَمْ يَكُنْ لَهُمْ كَلِمَةٌ كَمَا عَلَّمَ اَدَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ الْاَسْمَاءَ كُلَّهَا
 پیش کی گئی فلاں نبی رسول اللہ صلیم پر آدم علیہ السلام سے لیکر قائم ہونے قیامت تک پس پہچان
 لیا آپ نے ان کو جیسا کہ جان یا حضرت آدم نے تمام ناموں کو۔

۱۸ اٹھارہواں ثبوت

تَعْلَمْتُ عِلْمَ الْاَوَّلِيْنَ وَالْاٰخِرِيْنَ پس جان لیا میں نے علم اولین اور آخرین۔

۱۹ انیسواں ثبوت

اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَكَ عِلْمُ السَّاعَةِ وَيُنزِلُ الْغَيْثَ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْاَرْحَامِ وَمَا
 تَكْتُمُ نَفْسٌ مَّا ذَا تَكْسِبُ غَدًا وَمَا تَكْتُمُ نَفْسٌ بِمَا تَعْمَلُ الْاَرْضُ كَمْ تُكْتُمُ اِنَّ اللّٰهَ
 عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ۔

اس آیت شریفہ کا شان نزول یہ ہے کہ ایک مرتبہ عمارت بن عمر و محاذلی رسول اللہ صلیم کے
 پاس حاضر ہو اور کہا اسے محمد تم قیامت قیامت بہت کما کرتے ہو مجھے بتاؤ تو کہ وہ کب آئیں گی
 اور میں نے زمین میں بیج ڈالا ہے یہ بتلاؤ کہ ہارش کب ہوگی۔ اور میری عورت حاملہ ہے یہ
 زمانے کب اُس کے لڑکا ہوگا یا لڑکی۔ اور یہ بیان کیجیے کہ میں کل کیا کیا کر ڈنگا اور یہ کہتے کہ میں
 کس زمین میں مرونگا۔

جب عمارت نے یہ سوال کیے تو موافق اس آیت شریفہ کے وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ
 اِنَّ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ کے آپ نے اپنی طرف سے کچھ جواب نہیں دیا اُس وقت یہ آیت
 نازل ہوئی اور حکم ہوا کہ اُس سے یہ کہہ دو پس موافق حکم ربی آپ نے اُس سے کہا۔ کہ قیامت
 کا علم خدا کو ہے۔ مگر خدا برساتا ہے۔ عورت کے پیٹ میں لڑکا ہے یا لڑکی اس کو خدا جانتا ہے
 کسی کو یہ خبر نہیں کہ میں کل کیا کر ڈنگا۔ یہ کسی کو معلوم نہیں کہ میں کہاں جا کر مروں گا۔ یہ سب باتیں
 خدا جانتا ہے۔ موافق حکم خدا کے اس طرح آپ کا بیان کر دینا دلیل اس بات کی نہیں کہ آپ کو
 ان چیزوں کا علم نہیں بلکہ بقرینہ اَعْطَيْتُ عِلْمَ الْاَوَّلِيْنَ وَالْاٰخِرِيْنَ کے ضرور ہے
 کہ جس طرح عالم کی تمام چیزوں پر آگاہی ہے اسی طرح آپ ان چیزوں کو بھی جانتے ہیں۔

اب ہم اس آیت کے ہر ہر جملہ کی تشریح کر کے ہر ایک کا مفہوم بیان کرتے ہیں

۱۔ اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَكَ عِلْمُ السَّاعَةِ یعنی اللہ تعالیٰ کے پاس قیامت کی خبر ہے۔

اس آیت شریف میں پانچ سوالوں کے جواب میں یہ پانچ محلے ہیں

پہلا محلہ یہ ہے إِنَّ اللَّهَ يَخْتَارُ مِمَّنْ يَنْتَظِرُ اس جملہ کا یہ مفہوم ہے کہ بیشک قیامت کا علم خدا کو ہے۔ اس پر ہمارا ایمان ہے لیکن اس جملہ کو کسی لفظ سے یہ مفہوم نہیں ہوتا کہ رسول اللہ صلیم کو قیامت کا علم نہ تھا۔

صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں حضرت حذیفہ سے روایت ہے۔

ثُمَّ قَرَفِينَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَقَامًا مَّا تَرَكْنَا شَيْئًا يَكُونُ فِي مَقَامِهِ ذَلِكَ إِلَى قِيَامِ السَّاعَةِ إِلَّا حَدِيثًا بِهِ حَفِظُهُ مِنْ حَفِظَةٍ وَنَسِيَهُ مَنْ نَسِيَهُ۔
ایک بار رسول اللہ صلیم نے ہم میں کھڑے ہو کر ابتداء آفرینش سے لیکر جنتوں کے جنت اور دوزخوں کے دوزخ جانے تک کا حال ہم سے بیان فرمایا یاد رکھا جس نے یاد رکھا بھول گیا جو بھول گیا۔

موافق ان حدیثوں کے رسول اللہ صلیم نے ابتداء خلقت سے قیامت تک جو کچھ ہوا اور ہونے والا ہے بالتفصیل فقہوں کا ہونا لڑائیوں کا ہونا ظلم و تعدی کا ہونا امام مسدوی علیہ السلام کا ظاہر ہونا شام یا آٹھ یا نو برس رہ کر اس عالم سے تشریف لیجنا شام اور عراق کے درمیان سے دجال کا نکلنا یا لیس روز بکر تمام جہان میں فساد ڈال دینا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا سارہ بیضائی شرتی دمشق میں نزول فرمانا دجال کو قتل کرنا ابن صیاد کا ذکر کرنا مشرق اور مغرب اور جزیرہ عرب میں خسف کا ہونا یا جوج ماجوج کا نکل کر تمام عالم میں پھیل کر مخلوق کو قتل کرنا جسے کہ آسمانوں کی طرف تیر پھینگنا دیاں سے خون آلودہ تیر ڈنکا آنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے اصحاب کی دعوت سے ان میں بیماری پیدا ہونا اور اس بیماری سے ان کا مرنا۔ ان کی لاشوں اور ان کی بدبو سے لوگوں کا پریشان ہونا حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے اصحاب کی دعا سے پرندوں کا آنا اور ان کی لاشوں کو اٹھا کر نیل میں پھینک دینا پھر مینہ کا برسنا اور زمین کو مثل آئینہ کے کر دینا۔ اس کے بعد برسات کا ہونا عیسیٰ علیہ السلام کا نکاح کر کے صاحب اولاد ہونا اور سنیتا لیس برس رہ کر انتقال کرنا اور رسول اللہ صلیم کے مقبرہ میں ان کا دفن ہونا اور وہ خان کا ہونا و ابیہ الارض کا نکلنا اور خیر میں رسول اللہ صلیم اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ایک ساتھ اٹھنا پھر خوشبودار ہوا کا چلنا اس ہوا سے جن کے دل میں ایک رائی کے دانہ برابر ایمان ہو گا ان کا مرجانا اشراق کا زندہ رہنا۔ جب تک کوئی اللہ اللہ کہنے والا ہو گا قیامت کا نہ آنا اور جب کوئی اللہ کہنے والا نہ رہے گا اس وقت

قیامت کا آنا، مغرب سے آفتاب کا نکلنا، دکن سے آگ کا ناپا ہونا اُسکے خوف سے لوگوں کا بھاگنا اور اُس کا تعاقب کرنا گھبرنا کر لوگوں کو ملکِ شام میں لانا۔ کثرت سے بارش کا ہونا فارغ البالی اور ناز و نعمت کے ساتھ لوگوں کا گمراہ ہونا زلزلہ کا آنا اور موافق حدیث لَا تَقُومُ السَّاعَةُ إِلَّا فِي يَوْمِ الْجُمُعَةِ دسویں محرمِ حجبہ کے دن حضرت اسرافیل کا صور پھونکنا اُس کی کریمہ آواز سے لوگوں کا مرننا۔ زمین اور آسمان ستارہ اور پہاڑ وغیرہ سب کا درہم برہم ہو کر یک نخت فنا ہو جانا بعد مرنے کے پھر قبروں سے لوگوں کا اُٹھنا۔ پیل صراط پر لوگوں کا گزرتنا۔ اچھتوں کا نکل جانا۔ بُروں کا کٹ کٹ کے گرنا، میدانِ حشر میں سب کا بیخ ہونا سوائے آفتاب کے نیچے مخلوق کا بلنا اور بلبلا نا ہر شخص کو اپنی اپنی پریشانی میں ایک دوسرے کی خبر نہ ہونا بوجہ ہیبت حق ہر نبی اور ولی کا شفاعت سے لاکار کرنا۔

بعض چارہ جوئی تمام مخلوق کا حضرت کی طرف رجوع کرنا آپ کا شفاعت کے لیے کم باندھنا مقامِ محمود میں ایک زمانہ تک سرسبز و حمد و ثنا کے ساتھ پڑا رہنا بنظرِ ترمیم یا شفاء رَافِعُ رَأْسُكَ وَاسْتَأْذِنُكَ تَعْظِي وَاشْفَعُ تَشْفَعُ کے ساتھ جناب باری کا خطاب ہونا اور اس بشارت پر اُٹھ کر آنا میزانِ اعمال میں لوگوں کی نیکی بدی تلوانا۔ نیکیوں کا بہشت میں پہنچانا بدوں کی سزا کے دوزخ سے نکلنا بہشت میں لانا۔ انبیاء، اولیاء اقصیاء صغیاء ابرار عباد و زباد و صلحاء وغیرہ کا اپنے اپنے اعمال اور مرتبہ کے موافق طرح طرح کے اماکن اور منازل میں جگہ پانا طرح طرح کی نعمتوں سے ممتاز ہونا آب کو شربت سے لوگوں کو سیراب کرنا کافروں، منافقوں اور بدکاروں کا اپنے اپنے اعمال کے موافق دوزخ میں جانا، ایمان والوں کا دیدارِ الٰہی سے مشرف ہونا عشاقِ جانناز کا ٹکلی باندھ کر بے حس و حرکت رہنا اور تمام باتیں جو جو قیامت میں ہونے والی ہیں بالتفصیل سب کو آپ نے بیان فرمایا جس کو شک ہو شکوۃ شریفہ وغیرہ دیکھ کر اپنا اطمینان کرے۔

جب ابتداء خلقت سے انتہائے قیامت تک جو کچھ ہونیا وہ سب بالتفصیل اپنے بیان فرمایا اور یہاں تک تشریح کر دی کہ دسویں محرمِ حجبہ کے دن قیامت قائم ہوگی تو اب قیامت کرنے جاننے میں کونسی بات رہ گئی۔ صرف یہ بات کہ وہ محرم کس سنہ اور کس صدی کا مراد ہے۔ اسکو خدا کے علم پر چھوڑیے یا اس کی افتاء کو کسی مصلحت پر محفوظ رکھیے جیسا کہ ہمارا خیال ہے۔

عَنْ شُعْبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ النَّسِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ بُعِثْتُ أَنَا وَالسَّاعَةُ كَهَاتَيْنِ -

روایت ہے، شعبہ سے وہ روایت کرتے ہیں قنادہ سے قنادہ روایت کرتے ہیں السن سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھیجا گیا ہے اور قیامت مثل ان دو انجیلوں کے۔

دو امر مجہول یا ایک امر معلوم نہ ہو تو ان دونوں میں سے کسی پیشی کا اندازہ کرنا ایک امر محال ہے۔ پس دو امر کی کسی پیشی معلوم کرنے کے لیے اول ان دونوں کا معلوم ہونا ضروری ہے۔ جب یہ معلوم ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا۔

بُعِثْتُ أَنَا وَالتَّائِعَةُ صَكَّةً تَائِنٌ۔ بھیجا گیا میں اور حال یہ ہے کہ میں اور قیامت مثل ان دو انجیلوں کے یعنی جس قدر مسیح اور وسطی میں تفاوت اور زیادتی ہے اسی قدر قیامت کو مجھ سے دوری اور بعد ہے پس اس زیادتی کے بیان کرنے کے لیے مثل اپنے نفس کے قیامت کا علم ہونا ضروری ہے۔ اگر قیامت کا علم نہ ہوتا تو معلوم اور مجہول میں کسی پیشی کا اندازہ کس طرح ہوتا اس قرینہ سے معلوم ہوا کہ آپ کو قیامت کا علم تھا اور اس کے انہار میں انتظام عالم کا بگڑنا تھا۔ اس لیے اس کو مخفی رکھا۔

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رِجَالٌ مِنْ أَعْرَابِ بَنِي تَمِيمٍ يَسْأَلُونَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ السَّاعَةِ فَيَقُولُ لِي أَصْغَرُ هِمِّ فَيَقُولُ إِنْ يَعِشْ هَذَا الْيَوْمَ رَكْعَةً أَوْ حَتَّى يَقُورَ عَلَيْكُمْ مَا عَسَيْتُمْ۔

حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ اعرابی لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور قیامت سے سوال کیا آپ نے فرمایا کہ یہ لڑکا اگر زندہ رہا تو بڑھا پاتا جائیگا کہ قیامت آجائیگی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مَا عَلَى الْكَافِرِ مِنْ نَفْسٍ مَقْتُولَةٍ يَأْتِي عَلَيْهَا يَوْمَ سَيِّئَةٍ وَهِيَ حَيَّةٌ يَوْمَ مَشِيدٍ یعنی آدمی زمین پر کوئی نفس سانس لینے والا نہیں کہ گزرتے اس پر ایک صدی اور وہ اس وقت زندہ ہو یعنی میری امت کے اکثر لوگ سو برس سے تجاوز نہ کرینگے پس اس سو برس کے اندر صغیر اور ہر دم دونوں محدود اور معلوم ہیں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا کہ قیامت ایسی قریب ہے کہ اگر یہ لڑکا زندہ رہا تو کہ دولت سے پہلے قیامت آجائیگی اس سے معلوم ہوا کہ آپ کو قیامت کے آنے کا زمانہ معلوم تھا۔ اگر معلوم نہ ہوتا تو کہ دولت سے پہلے قیامت کا آنا کس طرح بیان فرماتے۔ پس یہ قرینہ دلالت کرتا ہے کہ آپ کو قیامت کے قائم ہونے کا وقت معلوم تھا۔

حضرت عمر سے روایت ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام انسان کی صورت میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور زانو سے زانو ملا کر بیٹھ گئے اور اسلام اور ایمان اور احسان کے سوال جواب کے بعد آخر کو یہ کہا۔ يَا مُحَمَّدُ فَاحْبِرْنِي عَنِ السَّاعَةِ اے محمد مجھ کو قیامت سے خبر دیجئے

اِس کے جواب میں آپ نے فرمایا مَا الْمَسْئُولُ عَنْهُ بِأَفْظَلٍ مِنَ السَّائِلِ یعنی قیامت کو میں تم سے زیادہ نہیں جانتا۔ یعنی جس قدر تمکو قیامت کا حال معلوم ہو اسی قدر مجھکو اُس کا علم ہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کے جواب میں یہ نہیں فرمایا کہ مجھکو قیامت کا علم نہیں بلکہ بقرینہ کتفہیل آپ نے بہ نسبت مخاطب کے اپنے علم کی زیادتی کی نفی فرمائی اور زیادتی کی نفی جب صحیح ہو سکتی ہو کہ مفضل اور مفضل عنہ میں امر مشترک کہ یہاں عبارت قیامت کے علم سے ہے دونوں میں پائی جاتے۔

پس اس قرینہ سے صاف ظاہر ہے کہ ذات والا صفات رسول مقبول میں قیامت کا علم تھا اور باوجود علم کے اسرار الہی سمجھ کر لوگوں سے پوشیدہ کر کے بطور ایہام کے جانوروں کو اپنے جاننے اور نہ جاننے پر اشارہ کر گئے۔

رازِ درون پر وہ زہندان مست پُرس

کایں حال نیست صاحبِ عالی مقام را

اسم تفضیل میں جو مبداء اشتقاق ہوتا ہے وہی مفضل اور مفضل منہ میں امر مشترک ہو کر رہتا ہے اور اسی کی کمی بیشی علت تفضیل کی ہو کرتی ہے۔

اور اس حدیث میں اھلہ کا مبداء اشتقاق علم ہے جو مفضل اور مفضل منہ میں کمی بیشی کی بنا پر مشترک ہے اور تحت نفی میں آنے سے حدیث کے یہ معنی ہوئے کہ مسؤل عنہ سائل سے علم میں زیادہ نہیں بلکہ علم میں دونوں برابر ہیں۔

اس حدیث سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قیامت کا علم ہونا ثابت ہوتا ہے۔

اور محققین اس جملہ کے متعلق جو یہ لکھے ہیں کہ قیامت کے نہ جاننے میں دونوں برابر ہیں یہ حقیقت میں ما حصل اس عبارت کا ہے مَا الْمَسْئُولُ عَنْهُ بِأَفْظَلٍ مِنَ السَّائِلِ یعنی جہل میں مسؤل عنہ سائل سے زیادہ نہیں بلکہ جہل اور نہ جاننے میں دونوں برابر ہیں۔ اور یہی خلاف حدیث کے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ وہی معنی صحیح ہیں کہ قیامت کا علم جس قدر حضرت جبرئیل کو ہوا اسی قدر قیامت کا علم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہے اُس سے زیادہ نہیں۔

تفسیر یہ ان بیانات پر غور کرنے سے ظاہر ہوتا ہے کہ ابتدا سے خلقت سے انتہا سے قیامت تک جو امور شدہ اور شدنی ہیں وہ سب کے سب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر منکشف تھے جنکو اپنے بیان فرمایا جسے کہ صحتاً اور کثرتاً قیامت کے علم پر بھی اشارہ کر گئے۔

یہ پہلے جملہ کی تقریر پہلی ادب سے جملہ کا حال سنئے

دوسرا جملہ یہ ہے۔ وَ يُنَزِّلُ الْغَيْثَ اس کا مفہوم یہ ہے کہ میں نے خدا برساتا ہے۔ اس علم میں بھی کسی لفظ سے یہ نہیں سمجھا جاتا کہ خداوند تعالیٰ نے میں نے برسنے کا علم سوائے اپنے اور کسی کو نہیں دیا اَعْطَيْتُ عِلْمًا الْاَوَّلِينَ وَالْاٰخِرِينَ سے یہی سمجھا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جس طرح قیامت تک کی تمام چیزوں کا علم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا فرمایا اسی طرح اس میں برسنے کا علم بھی عطا کیا۔ چنانچہ باب التَّفْعِي فِي الصُّورِ میں ابوہریرہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مَا بَيْنَ السَّمَاوَاتَيْنِ اَرْبَعُونَ سَجًّا يَنْزِلُ اللهُ مِنَ السَّمَاوَاتِ مَاءً اَفِيضًا يَنْبِتُ كَمَا يَنْبِتُ الْبَقْلُ۔ درمیان دو نقوش کے چالیس ہیں پھر اتارے گا اللہ تعالیٰ آسمان سے پانی پس اُگیں گے جیسے کہ اُگتا ہے سبزہ

نو اس بن سمان سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دجال کے تصرفات کا ذکر کیا اَوْ زَلَّ بِاَفْيَا مَرِّ السَّمَاءِ نَقَطًا مَرُّ الْاَرْضِ فَتَنْبِتُ پس دجال حکم کرے گا ابر کو پس برسا دے گا ابر میں کو اور حکم کرے گا زمین کو پس اُگا دیں گی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یا جوج ماجوج کے حال میں بیان فرمایا کہ جب یا جوج ماجوج مر جائیں گے اُن کی لاشوں کی جڑی سے زمین خراب اور متعفن ہو جائیگی ثُمَّ يُرْسِلُ اللهُ مَطَرًا لَا يَكُنُّ مِنْهُ بَيْتٌ مَّكَرٌ وَلَا دَبٌّ فَيَغْسِلُ الْاَرْضَ حَتَّى يَذْرُوكَهَا كَالزُّلْفَةِ پھر جیسے کہ اللہ تعالیٰ ایک بڑا سینہ کہ نہیں چھپا دے گا کسی چیز کو اس سینہ سے گھر مٹی کا اور نہ گھرمون کا پس دھو ڈالے گا وہ زمین کو یہاں تک کر دیگا اُسکو مانند آئینہ کے صاف۔

تسلیم۔ یہ حدیثیں دلالت کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پانی برسنے کا علم تھا۔ پانی کا کیا ذکر ہے آپ نے آگ، ہوا، خاک، مٹی کی خبر دی ہے۔ آپ کی شان تو ارفع ہے آپ کے ادبے اونے غلام بخومی اور رمال اور جفار وغیرہ موافق اصول اور قواعد موضوعہ کے پانی برسنے کا جو حکم لگائے ہیں اگر اُن کے استخراج میں غلطی نہیں ہوئی تو وہ اکثر مطابق واقع کے ہوتا ہے۔ گو مثل تشخیص اطباء کے وہ ایک امر ظنی اور شرعاً ناجائز اور ممنوع ہے اور مسلمانوں کو اُس کا اعتقاد کرنا نہ چاہیے مگر ہر شخص کے ذرات کے مشاہدہ میں ہے کہ وہ اکثر واقع کے مطابق ہوتا ہے بخومیوں وغیرہ کا کیا ذکر ہے وہ تو اصول اور قواعد سے استخراج کرتے ہیں عامی لوگ جن کو بار بار تجربہ ہوتا رہتا ہے وہ آثار اور قرائن سے پانی برسنے کو معلوم کر لیتے ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جن کو علم اولین اور آخرین عطا ہوا ہے اُنکو پانی برسنے کا حال معلوم نہ ہو اس کے کیا معنی۔

اب تیسرے محلے کا حال سنئے

تیسرا محلہ یہ ہے۔ - وَ يَعْلَمَ مَا فِي الْأَرْحَامِ عورت کے پیٹ میں لڑکا ہے یا لڑکی اس کا علم خدا کو ہے۔ اس محلہ میں بھی کسی لفظ سے یہ نہیں سمجھا جاتا کہ خدا تعالیٰ نے سوئے اپنے لڑکا یا لڑکی ہونے کا علم کسی کو نہیں دیا۔ اگر اسکو تسلیم کر لیا جائے تو یہ واقع کے خلاف ہے اس لیے کہ۔ -

ام الفضل حضرت کے پاس آئیں اور کہا کہ میں نے رات کو خواب دیکھا ہے۔ گویا آپ کے جسم مبارک کا ایک ٹکڑا امیری گود میں آگیا۔ حضرت صلعم نے فرمایا کہ فاطمہ کے بیٹا پیدا ہوگا وہ تمہاری گود میں رہے گا۔ چنانچہ حضرت امام حسین علیہ السلام پیدا ہوئے اور وہ ان کی گود میں رہے۔ یہاں حضرت نے لڑکا پیدا ہونے کی خبر دی۔

ابونعیم نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ ام الفضل ان کی ماں رسول اللہ صلعم کے سامنے جو گزریں آپ نے ان سے فرمایا کہ تمہارے اس محل سے بیٹا پیدا ہوگا۔ جب وہ لڑکا پیدا ہوا تو میرے پاس لے آئیں ام الفضل کہتی ہیں کہ جب لڑکا پیدا ہوا میں حضرت کے پاس لے گئی آپ نے لڑکے کے داہنے کان میں اذان کہی اور بائیں کان میں اقامت فرمائی اور لعاب دہن مبارک اُسے چکھایا اور اُس کا نام عبداللہ رکھا اور کہا لیجاؤ خلیفوں کے باپ کو۔ اس حدیث میں حضرت نے لڑکا پیدا ہونے کی خبر دی۔

رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ میرے اہل بیت میں سے (امام حسین علیہ السلام کی نسل سے) ایک شخص کو اللہ تعالیٰ بھیجے گا کہ نام اُس کا میرے نام پر ہوگا اور اُن کے باپ کا نام میرے باپ کے نام پر ہوگا وہ زمین کو عدل اور انصاف سے بھر دیکجا جیسے پہلے ظلم و ستم سے بھری ہوئی تھی۔ اس حدیث میں رسول اللہ صلعم نے امام مہدی علیہ السلام کے پیدا ہونے کی خبر دی ہے۔

رسول اللہ صلعم کو مولود کے علم ہونے کا کیا ذکر ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت ابراہیم علیہ السلام اور کونو در رسول اللہ صلعم کے پیدا ہونے سے پہلے ہی نبیوں نے خبر دی تھی کہ یہ لڑکے اس اس صفت کے پیدا ہونگے اور ان سے یہ یہ کار نمایاں ہونگے۔

تسلیم ہے۔ ان حدیثوں سے یہ ثابت ہوا کہ رسول اللہ صلعم اللہ علیہ وآلہ وسلم کو لڑکا یا لڑکی پیدا ہونے کا علم تھا

اب چوتھے جلد کا ہے

چوتھا جملہ یہ ہے :- وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا - اس جلد میں فاندری
 و تکسب کا فاعل نفس ہے جس کے یہ معنی ہوئے کہ کسی کو اپنے نفل کی خبر نہیں کہ میں کل کیا کروں گا۔
 اس جلد میں بھی کسی لفظ ہے و نہیں سمجھا جاتا کہ خدا تعالیٰ نے سوائے اپنے کسی کو یہ علم نہیں دیا کہ
 میں کل کیا کروں گا۔

سہل بن سعد سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا غزوة خیبر کے دن لَا عَظِيمَ
 هَذِهِ الرَّأْيَةُ غَدًا رَجُلًا يَفْتَحُ اللَّهُ عَلَى يَدَيْهِ يُحِبُّ اللَّهُ دَرَسُوكَ وَ يُحِبُّهُ
 اللَّهُ دَرَسُوكَ - البتہ میں روٹھا اس علم کو کل ایسے شخص کو کہ فتح کرے گا اللہ تعالیٰ اس کے
 ہاتھوں پر اور وہ دوست رکھتا ہے اللہ اور اس کے رسول کو اور اللہ اور رسول اس کو دوست
 رکھتے ہیں۔ دوسرے روز صبح کو سب لوگ جمع ہوئے حضرت نے فرمایا علیؑ کہاں ہیں لوگوں
 نے کہا ان کی آنکھ دکھتی ہے آپ نے کئی بھیج کر بلوایا اور لعاب دہن ان کی آنکھوں میں لگایا وہ
 بالکل اسی وقت اچھی ہو گئیں فَأَعْطَاهُ الرَّأْيَةَ پس آپ نے وہ علم ان کو دیا اور
 آپ نے جا کر خیبر فتح کر لیا۔ (مشکوٰۃ شریف مناقب حضرت علیؑ)

اس حدیث سے یہ ثابت ہوا کہ رسول اللہ صلعم کو کل جو کام کرنا تھا ایک دن پہلے آپ کو
 معلوم تھا کہ کل میں یہ کروں گا۔

روزہ رمضان کی نیت اس طرح کی جاتی ہے :- بِالصَّوْمِ غَدًا نَوَيْتُ مِنْ كُلِّ
 رَوْزَةٍ كِي نَيْتُ كَرَامًا - ہر روزہ رکھنے والا ایک دن پہلے جانتا ہے کہ میں کل روزہ رکھوں گا
 اور اپنے علم کے موافق وہ دوسرے دن روزہ رکھتا ہے اور یہ حکم شرعی ہے جو ہر مسلمان
 پر واجب ہے۔

مشہدہ - ان حدیثوں مذکورہ اور آیت شریفین کے پہلے جلد میں جو جو حدیثیں بیان ہوئیں ان
 سب سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلعم کو ہزاروں برس پہلے اپنے آئندہ کاموں کی
 خبر تھی کہ فردا سے قیامت میں مجھ سے ہزاروں کام انجام پائیں گے۔

رسول اللہ صلعم کے فعل اور شرعی حکم جانے دیجیے علیؑ تمام جہان کا دستور ہے
 کہ جب کسی کو کوئی کام کرنا منظور ہوتا ہے تو وہ ایک روز پہلے اس کا منصوبہ کرتا ہے کہ مجھ کو کل
 یا بقیہ یوم فلان وقت فلاں کام کرنا ہوگا اور اپنے خیال کے مطابق اسی دن اور اسی وقت
 وہ اس کام کو کرتا ہے اور یہ مخصوص کسی خاص کام کے ساتھ نہیں ہے بلکہ علیؑ العوم فوجی کاموں

کو دیکھیے عدالتی کاموں کو دیکھیے بازاری کاموں کو دیکھیے خانہ داری کے کاموں کو دیکھیے موافق
 رسم و رواج زمانہ کے جو جملے اور کیفیتیں ہوتی ہیں حاضرین کو پہلے سے اطلاع ہو جاتی ہے کہ
 فلاں وقت فلاں دن کیمنی میں جا کر یہ کام کرنا ہے۔ اور موافق اس علم کے اسی وقت اور
 اسی دن آکر وہ اس کام کو کرتا ہے۔ اس صورت میں ہر شخص اپنے ارادہ کے موافق اپنے
 فعل آئندہ کا عالم ہوتا ہے۔ اور موافق اس کے ارادہ کے وہ کام ظہور میں آتا ہے۔ گو مشیت ایزدی اور
 تقدیر الہی سے کوئی امر خلاف اس کے منصوبہ اور خیال کے ظہور میں آئے مگر یہ اکثر یہ نہیں شاذ
 و نادر ایسا ہوتا ہے۔

ما قبل کے بیان سے یہ مشبہ پیدا ہوتا ہے کہ کلام الہی سے تو یہ سمجھا جاتا ہے کہ کسی کو علم نہیں
 ہوتا کہ میں کل کیا کر دنگا اور لوگوں کا کاروبار روزانہ یہ دکھلا رہا ہے کہ جس کو جو کام کرنا ہوتا ہے
 اس کو ایک دن پہلے ہی سے یہ علم ہوتا ہے کہ مجھ کو کل یہ کام کرنا ہے اور مطابق اس کے خیال کے
 دوسرے روز وہی کام اس سے ظہور میں آتا ہے اور یہ مخالفت کلام الہی میں مشبہ ڈالتی ہے

جواب

کلام الہی اور لوگوں کے برتاؤ میں کوئی مخالفت نہیں فقط سمجھ کا پھیر ہے۔ اس لیے کہ
 علم دو قسم کا ہوتا ہے۔ ایک علم من کل الوجوه کا دوسرا علم من جنہ اسی طرح جہل دو قسم
 کا ہوتا ہے ایک جہل من کل الوجوه کا دوسرا جہل من جنہ۔ علم من کل الوجوه کا
 یہ ہے کہ وہ ہر طرح سے معلوم ہو۔ اور علم من جنہ یہ ہے کہ بعض وجہ سے معلوم ہو اور بعض
 وجہ سے مجھول ہو۔ جہل من کل الوجوه یہ ہے کہ وہ ہر وجہ سے مجھول ہو اور جہل من جنہ
 یہ ہے کہ بعض وجہ سے مجھول ہو اور بعض وجہ سے معلوم ہو۔ علم من جنہ اور جہل من جنہ
 میں عام خاص من وجہ کی نسبت ہوتی ہے اور علم من کل الوجوه کا اور جہل من کل
 الوجوه کا میں مباحثت تاتہ ہوتی ہے اور وہ باہم متضاد ہوتے ہیں۔

جب یہ معلوم ہوا تو اب سنیے کہ اس آیت شریف میں جہل من کل الوجوه کا مراد ہی
 اس لیے کہ لا تدری نفس ما اذا تکسب عدل میں ما اذا تکسب میں نکارت ہے اور
 نکرہ غیر معین ہوتا ہے پس آیت شریف کے یہ معنی ہوتے کہ جو شے غیر معین اور مجھول مطلق
 ہے اس کو کوئی نہیں جان سکتا کہ میں کل کیا کر دنگا۔ اور فعل ارادی میں جہل من وجہ
 ہوتا ہے کہ بوجہ تعین اور ارادہ کرنے کے نکارت جاتی رہتی ہے اور وہ فعل من وجہ
 معرفہ ہو جاتا ہے یعنی بوجہ اپنے ارادہ کے وہ فعل معلوم اور معروف ہوتا ہے اور باعتبار

تحقق اور دعوہ خارجی کے مجہول ہوتا ہے یعنی اُس کو یہ خبر نہیں ہوئی کہ وہ فعل ہوگا یا نہ ہوگا پس آیت شریفین میں علم من کل الوجوہ کی نفی ہے اور تبدل کے افعال میں علم من وجہ کی نفی ہے اس صورت میں کوئی منافات اور مخالفت لازم نہیں آتی۔

اب پانچویں جملے کا حال مئے

پانچواں جملہ یہ ہے۔ وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ بِأَتَىٰ أَرْضِ تَمُوتُ مِن مَّادِي أَوْ تَمُوتُ كَا فَاعِل نَفْسٌ ہے جس کے یہ معنی ہوئے کہ کسی کو اپنے مرنے کی خبر نہیں کہ میں کہاں مردنگا۔

اس جملہ میں بھی کسی لفظ سے یہ نہیں سمجھا جاتا کہ خداوند تعالیٰ نے سوائے اپنے کسی کو مرنے کی خبر نہیں دی۔

محلہ (۳۲) مسلم نے روایت کی ہے کہ حضرت عمرؓ نے اہل بدر کے حال میں بیان کیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں جہاں قتل ایک ایک کا فر کی جو بدر میں مارے گئے ایک دن پہلے دکھا دی تھی اور فرمایا تھا کہ کل اس جگہ فلا قتل ہوگا انشاء اللہ تعالیٰ۔ اس جگہ فلا قتل ہوگا انشاء اللہ تعالیٰ پھر حضرت عمرؓ نے کہا کہ تم اُس ذات کی جس نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دین حق کے ساتھ بھیجا کسی نے اُن میں سے اُس جگہ سے تجاوز نہ کیا جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُس کا مقتل بتایا تھا۔

تنبیہ۔ اس حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نام بنام اہل بدر کا مرنا اور اُن کے مرنے کی جگہ بتلا دی اور نیز اُن کے قتل اور مقتل کی خبر دینے کے وقت حضرت صلعم کا انشاء اللہ تعالیٰ کہنا ثبوت اس امر کا ہے کہ وہ خبر بذریعہ وحی یا الہام کے نہ تھی بلکہ وہ علم کشفی تھا اس لیے کہ جو امر بذریعہ وحی یا الہام کے ہوتا ہے وہ تو یقینی ہوتا ہے۔ اُس میں انشاء اللہ تعالیٰ کہنے کی ضرورت نہیں۔ جو مقام ظن میں بولا جاتا ہے۔

محلہ (۳۷) ابو نعیم نے اَضْبَحُ بن بِنَانہ سے روایت کی ہے کہ حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ نے موضع قبر امام حسین علیہ السلام پر پہنچ کر فرمایا کہ یہاں اُن کے اونٹ بیٹھے ہونگے اور یہاں اُن کے اسباب کی جگہ ہوگی اور یہاں اُن کے خون بہنے کا مکان ہوگا۔ ایک جماعت ہوگی آل محمد کی کہ اس میدان میں ماری جائیگی اُن پر آسمان وزمین رد میں گئے۔

تنبیہ۔ اس حدیث میں حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ نے سید الشہداء حضرت امام حسین علیہ السلام کے شہید ہونے اور جگہ شہید ہونے کی بتلا دی۔

سبحر ۵۰ (۶۶) حضرت ابو ذرؓ کی وفات قریب ہوئی اُن کی زوجہ ام ذر روئے لگیں پوزر
 نے کہا تم گیوں روتی ہو ام ذر نے کہا میں کیسے نہ روؤں تمہاری وفات جنگل میں ہوئی اور
 ہمارے پاس کفن بھی نہیں۔ حضرت ابو ذرؓ نے کہا مت روؤ جناب رسول اللہ ﷺ ایک
 جماعت کو کہ میں بھی اُن میں تھا خطاب کر کے فرمایا کہ تم میں سے ایک آدمی زمین غیر آباد میں
 مر گیا اس کے جنازہ پر ایک جماعت مسلمانوں کی حاضر ہوگی سو وہ آدمی میں ہی ہوں تم
 راہ پر جا کر دیکھو وہ کہتی ہیں کہ میں نکلی سو کچھ لوگ مسافر سوار آتے دیکھے اُنہیں میں نے حضرت
 ابو ذرؓ کے حال کی خبر دی وہ سب حضرت ابو ذرؓ کے پاس آئے اور بعد انتقال کے اُن کی
 تجسز اور تکفین کی۔

تشبیہ۔ اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے اُس جنگل میں ابو ذرؓ کے مرنے کی خبر دی تھی۔
 معجزہ (۶۵) رسول اللہ ﷺ نے موضع موتہ میں جو مدینہ منورہ سے ایک سینکڑی
 راہ پر ہے زید اور جعفر اور عبداللہ بن رواحہ رضوان اللہ علیہم کے شہید ہونے کی خبر دی۔ اور
 حبشہ میں نجاشی بادشاہ کے انتقال کی خبر دی۔

تشبیہ۔ ان حدیثوں سے ثابت ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو مرنے والوں کا مرنا معلوم اور اُن کے
 مرنے کی جگہ معلوم تھی۔

مشکوٰۃ شریف مترجم جلد صفحہ ۴۴ برابرین عازب سے روایت ہے کہ جب کوئی مرتا
 ہے تو مشرک تکیہ اس کی قبر میں آکر سوال کرتے ہیں۔ تیرا رب کون ہے۔ مومن جواب دیتا ہے
 کہ میرا رب خدا ہے اور کافر کہتا ہے ہاہ میں نہیں جانتا پھر سوال کرتے ہیں تیرا دین کیا
 ہے۔ مومن کہتا ہے۔ میرا دین اسلام ہے۔ کافر کہتا ہے ہاہ میں نہیں جانتا۔ اُس کے
 بعد کہتے ہیں مَا هَذَا الرَّجُلُ بُعِثَ فِيكَوْ - هَذَا اِسْمُ اِسْمِ اِسْمِ اِسْمِ قَرِيبِ كَيْفِ
 مومن ہے اور الرجل سے رسول اللہ ﷺ مراد ہیں پس فرماتے رسول اللہ ﷺ کی طرف
 اشارہ کر کے کہتے ہیں کہ یہ کون ہے جو تم میں بھیجے گئے مومن کہتا ہے کہ یہ رسول خدا ﷺ ہیں اور
 کافر کہتا ہے کہ ہاہ میں نہیں جانتا۔ پس قبر میں فرشتوں کا رسول اللہ ﷺ کی طرف اشارہ
 کرنے سے متیقن ہوا کہ رسول اللہ ﷺ ہر مومن اور کافر کی قبر میں تشریف لائے ہیں اور اُن کے
 مرنے اور مدفن اور مومن اور کافر ہونے کی آپ کو خبر ہوتی ہے۔

اور یہ ظاہر ہے کہ سارے جہان میں ہر روز بلکہ ہر ساعت لکھو کھا مرنے رہتے ہیں
 اور موافق اس حدیث کے ہر مرنے والے کی قبر میں آپ کا تشریف لے جانا منصوص قطعی
 ہے۔ اس صورت میں لکھو کھا آدمیوں کا مرنا اور اُن کے مدفن اور اُن کے اچھے برے

ہونے کا حال روزانہ آپ کو معلوم ہوتا رہتا ہے۔

بعض صاحبوں کا یہ خیال کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور قبر کے درمیان جو حجاب ہے وہ اٹھایا جاتا ہے یہ تاویل تکلف سے خالی نہیں اس لیے کہ ہذا کی دفع محسوس قریب کے لیے ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور قبر کے درمیان منزلوں کا بُعد ہوتا ہے اور بعید کے اشارہ کے لیے لفظ ذَاک اور ذَا لَک کا موضوع ہے اس صورت میں بجائے مَا هَذَا الرَّجُلُ بَعَثَ فِيكُمْ ذَاکَ الرَّجُلُ بَعَثَ فِيكُمْ ہونا چاہیے تھا اور بجائے ذَاکَ کے ہذا کا استعمال ہوا تو اس سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بذات خود تشریف لاتے ہیں اور ہذا کے ساتھ اشاریہ بنتے ہیں۔

اور اگر حجاب کا اٹھانا ہی مان لیا جائے تب بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر شخص کے مرنے اور اُس کے مدفن کی خبر ہوتی رہتی ہے۔

اور بعضوں نے جو یہ تاویل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مشبیہ پیش کرتے ہیں اور یوں کہتے ہیں مَا هَذَا الرَّجُلُ بَعَثَ فِيكُمْ تو یہ عبارت اس تاویل کو تسلیم نہیں کرتی۔ اس لیے کہ رَجُلُ کا اطلاق شبیہ پر نہیں آتا نہ حقیقہً نہ مجازاً۔ اگر شبیہ ہوتی تو یوں سوال ہوتا ہذا الشَّيْبِيَّةُ لِمَنْ هُوَ بَعَثَ فِيكُمْ یہ شبیہ کس کی ہے جو تم میں بھیجے گئے اس سے معلوم ہوا کہ یہاں شبیہ مراد نہیں بلکہ نفس ذات مقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مقصود ہے۔

اگر یہ فرض کیا جائے کہ جیسے حضرت جبرئیل علیہ السلام بھی کبھی کی صورت میں حضرت کے پاس آتے تھے اسی طرح کوئی فرشتہ حضرت کی صورت بن کر قبر میں آئے اور سوال کتدہ اُس کی طرف اشارہ کر کے یوں کہے مَا هَذَا الرَّجُلُ بَعَثَ فِيكُمْ یہ کون ہے جو تم میں بھیجے گئے اس صورت میں بَعَثَ فِيكُمْ کی اسناد الرَّجُلُ کی طرف صحیح نہیں اس لیے کہ یہ فرشتہ مبعوث ہو کر لوگوں میں نہیں گیا ہے۔ اضافت غلط ہوئی بلکہ بجائے مَا هَذَا الرَّجُلُ بَعَثَ فِيكُمْ کے یوں سوال ہوتا لَمَّا بَعَثَ فِيكُمْ مِثْلَ هَذَا الرَّجُلِ مَنْ هُوَ وہ شخص جو تم میں بھیجے گئے مثل اس شخص کے وہ کون ہے اور خلاف اس کے جب مَا هَذَا الرَّجُلُ بَعَثَ فِيكُمْ کے ساتھ سوال ہوا تو اس سے معلوم ہوا کہ خود حضرت بذات خود تشریف لاتے ہیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کی وسعت کا کیا ذکر ہے ادنیٰ ادنیٰ طیب جنگو رسالہ قبر پر عبور اور ہمارے ساتھ ہے وہ آثار اور علامات سے بقید یوم مرنے کا حال بیان کر دیتے ہیں اور وہ مطابق واقع کے ہوتا ہے۔

تشریح ان تمام بیانات سے یہ ثابت ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہر شخص کے مرنے اور اُس کے مومن ہونے ہونے کا علم ہوتا ہے۔

العرض ان تمام حدیثوں کو بالاسے سے ثابت ہوا کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی نسبت قیامت کے علم کی خبر دی۔ پیٹ میں لڑکا ہونے کی خبر دی۔ سید الشہداء علیہ السلام کے مشہد اور کفار بدو کے مقتل کی خبر دی۔ ایک دن اپنے کام کرنے کی خبر دی۔ پانی برسانے کی خبر دی جب اس آیت شریفہ کے پانچوں مصادیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات مقدس سے ظہور میں آئے اس صورت میں یہ کہنا کہ ان پانچ چیزوں کا علم سوائے خدا کے کسی کو نہیں۔ واقع کے خلاف ہے۔

اور مشکوٰۃ شریف بالبیان میں

حضرت ابو ہریرہ کی روایت میں جو یہ عبارت ہے فی خمیس لا یعلمہن الا اللہ ثم قرأ ان اللہ عندہ کاعلم الساعۃ وینزل الغیث و یعلم فانی الارحاض ما تدری نفس فاذا تکسب غدا وقاتلہ فی نفس بائی ارض موت ان اللہ علیہم خیر
یہ حضرت ابو ہریرہ کا مقولہ ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد نہیں ہے اس لیے کہ خود ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ان پانچ چیزوں کا علم سوائے خدا کے کسی کو نہیں اور خود ہی بروایت متعددہ ان پانچ چیزوں کو بالکثیر بیان فرمایا یہ کس طرح ہو سکتا ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ یہ مقولہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نہیں بلکہ حضرت ابو ہریرہ کا ہے اور دلیل اس کی یہ ہے کہ حضرت عمر سے روایت ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام انسان کی صورت میں حضرت کے پاس آئے اور حضرت سے سوال کیا کہ اسلام کیا چیز ہے۔ بعد جواب کے پھر پوچھا کہ ایمان کیا چیز ہے۔ بعد جواب کے پھر سوال کیا کہ احسان کیا شے ہے۔ بعد جواب کے کہا کہ قیامت سے خبر دیجیے اُس کے جواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کالمسئول عنہا یا علم من الشائلین میں تم سے زیادہ نہیں جانتا یعنی جس قدر تمکو قیامت کا علم اسی قدر مجھکو قیامت کا علم ہے تم سے زیادہ نہیں جانتا۔ اُس کے بعد حضرت جبرئیل علیہ السلام نے حضرت سے کہا کہ قیامت کے آثار اور علامتیں بیان کیجیے۔ چونکہ جبرئیل علیہ السلام جو خدا کی طرف سے وحی لانے والے ہیں وہ خود ہی سائل ہیں اس سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بلانزول وحی خود بھی اپنے علم کثیفی سے صد ہا برسوں کے بعد جو امور شدنی ہیں

بے تاقل ان کو اس طرح بیان فرمایا اِنَّ تَلِدَ الْاَمَةَ رَبَّتْهَا جِنَّةٌ لَوْ نَذِي اِبْنِ مَالِكٍ
 کو (یہ مسئلہ ہے کہ لوندی کی اولاد بعد مرنے اُس کے باپ کے یہ لڑکا اُس کے
 ترکہ کا مالک ہوتا ہے۔ چہرکہ یہ لوندی اُس کے باپ کے ترکہ میں تھی جب وہ مرا تو یہ لڑکا اُس کے
 مال کا وارث ہوا اور یہ لوندی اُس کے ترکہ میں آئی اور یہ اُس کا مالک ہوا)

دوسری علامت حضرت نے یہ بیان فرمائی

وَاَنَّ تَرَى الْحَفَاةَ الْعُرَاةَ الْعَالَةَ رِعَاءَ الشَّاعِرِ يَتَطَاوُلُونَ فِي الْبُيُوتِ
 فَعَرَّانَ طَلِقَ (رواہ المسلم)

اور دوسری علامت یہ ہے کہ دیکھے تو ننگے پاؤں والوں کو ننگے بدن والوں کو مفلسوں کو
 خزانے والے بکریوں کو نخر کرینگے بیچ عمارتوں کے (بعد اس بیان کے) پھر حضرت جبریل
 پہلے گئے (روایت کی اس حدیث کی مسلم نے)

وَرَوَاةُ ابْنِ هُرَيْرَةَ مَعَ اخْتِلَافٍ وَفِيهِ وَاِذَا رَأَيْتَ الْحَفَاةَ الْعُرَاةَ
 الصُّعْرًا لِبِكْمٍ مُلُوكِ الْاَرْضِ -

اور روایت کی اس حدیث کو ابو ہریرہ نے ساتھ اختلاف کے اور بیچ اس کے (بجائے
 الْعَالَةَ رِعَاءَ الشَّاعِرِ يَتَطَاوُلُونَ کے یہ ہے) اور جب دیکھے تو ننگے پاؤں والوں کو ننگے بدن
 والوں کو ہروں کو گونگوں کو بادشاہ زمین کے -

فِي خَمْسٍ لَا يَعْلَمُهُنَّ اِلَّا اللهُ ثُمَّ قَرَأَ اِنَّ اللهَ عِنْدَكَ عَلِيمُ السَّاعَةِ
 وَمُنْزَلُ الْفَيْثِ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْاَرْضِ حَامِدٍ وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ
 عَدَا وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ بِأَيِّ اَرْضٍ تَمُوتُ ۗ

ابو ہریرہ کی روایت میں

فِي خَمْسٍ لَا يَعْلَمُهُنَّ اِلَّا اللهُ میں جو جار مجرور ہے یہ کس کے متعلق ہے۔ آیا
 رسول اللہ صلیم کے قول کے متعلق ہے یا ابو ہریرہ کے قول کے متعلق ہے۔ رسول اللہ صلیم
 کے قول کے متعلق کرنا اس کے لیے کوئی قرینہ نہیں اس لیے کہ حضرت جبریل علیہ السلام
 نے رسول اللہ صلیم سے قیامت کے آثار اور علامات دریافت کیے تھے۔ جن کو حضرت
 نے بیان فرمایا اور اس آیت شریفین میں پانچ چیزوں کا ذکر ہے اور ان پانچوں میں سے
 کوئی ایک بھی قیامت کے آثار میں سے نہیں ہے اس سے معلوم ہوا کہ یہ جار مجرور

رسول اللہ صلیم کے قول کے ساتھ متعلق نہیں اس صورت میں یہ حدیث نہ ہوئی بلکہ یہ
چار مجبور حضرت ابو ہریرہ کے قول کے ساتھ متعلق ہے پس یہ مقول حضرت ابو ہریرہ کا ہوا
جو رسول اللہ صلیم کے قول اور فعل کے مقابل میں محبت نہیں ہو سکتا۔

سوال ثبوت

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا أَدْرِي وَاللَّهِ لَا أَدْرِي وَإِنَّا رَسُولُ
اللَّهِ مَا يَفْعَلُنِي رَبِّيكَ -

اللہ تعالیٰ اپنے کلام پاک میں ایک جگہ رسول اللہ صلیم کو یہ اطمینان دلاتا ہے -
لِيَعْفِرَ لَكَ مَا تَقَدَّمَ مِن ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ تُوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ وَاسْأَلْهُ عَمَّا كَفَرَ
ہوا تھا پہلے گناہوں تیرے سے اور جو کچھ پیچھے ہوا۔

دوسری جگہ یہ بشارت ہے

تَبَارَكَ الَّذِي إِن شَاءَ جَعَلَ لَكَ خَيْرًا مِّنْ ذَٰلِكَ -

بہت برکت والا ہے وہ شخص کہ اگر چاہے کرے واسطے تیرے بہتر اس سے۔

تیسری جگہ یہ مشورہ ہے

يَوْمَ لَا يُخْزِي اللَّهُ النَّبِيَّ وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ

اِسْ وَنِ الشُّوَا نَهْ كَرِيْجَانِي كُوَاوَرْنَهْ اُنْ لُوْكُوْنْ كُوْجُوَايْمَانْ لَانِيْ سَا نَهْ اُنْ كِهْ -

چوتھی جگہ یہ خوشخبری ہے

وَاللَّخِيْرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلَى -

اور اللہ پہلی حالت بہتر ہے واسطے تیرے پہلی حالت سے۔

پانچویں جگہ یہ اکرام ہے

عَسَىٰ أَنْ يَتَّبِعْتِكَ رَبُّكَ مَقَامًا تَحْمُودًا ط

شکاب ہے کہ بھیجے تجھ کو پروردگار تیرا مقام محمود میں۔

جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس قدر بشارتیں اور خوشخبری سنائی گئیں اور یقین

کے ساتھ آخرت کی بہتری اور بیہودگی پر پورا پورا آپ کو اطمینان حاصل ہو اگر کسی قسم کا خوف اور کھٹکا آپ کو وہاں نہ ہوگا اور جو اختلاف اور کرام خداوندی وہاں آپ کے ساتھ ہوگا اُس کی خود ہی آپ نے حدیثوں میں خبر دی ہے کہ قیامت کے دن میدانِ حشر میں جب تمام مخلوق سوا نیزہ آفتاب کے نیچے چلتی اور ٹیلانی ہوگی کوئی کسی کا پھسان حال نہ ہوگا۔ ہر شخص کو نفسی نفسی کی ٹپری ہوگی۔ ہیبت حق سے سب کے سب خائف اور ترساں دم بخود ہوں گے۔ کسی کو زبان ہلانے کی جرأت نہ ہوگی اُس وقت تمام مخلوق کا رجوع میری طرف ہوگا میں کمر شفاعت کی باندھوں اور مقامِ محمود میں دو مخصوص میرے لئے ہے جا کر ثنا و صفت کے ساتھ ایک زمانہ تک سرسجد ہر پڑا ہوگا میری گریہ اور زاری پر دریا کے رمت جوش میں آئے گا اور ازراہِ رحم حکم ہوگا

يَا مُحَمَّدُ اِرْفَعْ رَأْسَكَ وَاسْتَلْ نِعْطِي وَاشْفَعْ تُشْفَعُ

اے محمد سر اٹھاؤ اور مانگو کیا مانگتے ہو شفاعت کرو تمہاری شفاعت قبول ہوگی

جب اس قسم کے الطمان خداوندی محمد پر ہوں گے تو میں اُٹھ کر موافق اس بشارت کے وَعَدَ اللهُ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ وَعَدَ اللهُ تَعَالَى لِيُؤْمِنُوا بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَلِيُحِبُّوا آلَهُ تَحِبُّوا لَهُمْ مَسَاكِينٌ طَيِّبَةً فِي جَنَّاتِ عَدْنٍ وَرِضْوَانٌ مِنَ اللَّهِ أَكْبَرَ ذَلِكَ هُوَ الَّذِي يُمْرُؤْنَ بِهِ وَالَّذِينَ آمَنُوا سُبْحَانَ اللَّهِ عَمَّا يُشْرِكُونَ

الفَوْزُ الْعَظِيمُ ۱۰

یہ وہ ہے مراد پانا بڑا

نیک کاروں کو بہشت میں لیجاؤں گا اور حسب ارشاد اِشْفَعْ تُشْفَعُ کے گنہگاروں کی شفاعت کر کے دوزخ سے نکال کر بہشت میں داخل کروں گا اور جو جب عطیہ بتی اِنَا اَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ عطا کیا ہم نے تم کو جو صن کوثر۔ لوگوں کو آپ کو ثمر سے سیراب کروں گا۔ علاوہ اس کے اور جو جو کام مفوضہ ہوں گے اُن سب کو انجام دوں گا۔ الحاصل جو جو کارگزاریاں اعزاز کے ساتھ حشر میں آپ کی ذات سے متعلق ہوں گی موافق حدیثوں مذکورہ کے اُن سب معاملات کی آپ کو خبر ہے باوجود ان سب باتوں کے جاننے کے پھر آپ کا قسم مولا کے ساتھ یہ فرمانا

وَاللَّهِ لَآ اَدْرِي مَا يَفْعَلُ بِيْ وَبِكُمْ

قسم خدا کی میں نہیں جانتا کہ میرے اور تمہارے ساتھ حشر میں کیا معاملہ ہوگا

پس آپ کا یہ فرمانا دوزخ سے خالی نہیں

اول یہ کہ بعد قیامت میں جس دن اللہ جل جلالہ شانِ تمہاری تحتِ عدالت پہ ظہور فرمائے گا
اور سنا دی نہ کرے گا

لَمِنَ الْمَلَكِ الْيَوْمِ ط

آج کس کی بادشاہت ہے

جواب ہوگا

بِاللَّهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ ط

اُس یگانہ بادشاہ باہمہ صفت موصوف کی جو ہر طرح مستغنی اور بے نیاز ہے

پھر اعلانِ عالم ہوگا

هَلِكُوا إِلَى الْحِسَابِ أَوْ طَرَفِ حِسَابٍ كَيْ

فَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ - وَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ

جس نے ایک ذرہ نیکی کی وہ اُس نیکی کا پھل پائے گا۔ اور جس نے ایک ذرہ بدی کی وہ اپنی کئے کو پہنچے گا

یہ اعلانِ سکر

تمام مقربانِ درگاہِ الہی و مقبولانِ بارگاہِ نامتناہی مثل انبیاء اولیاء انبیاء اصفیاء شہداء صلحاء عباد
زکاة و جن کی مغفرت اور بہشتی ہونے کا قطعی حکم ہو چکا ہے۔ کسی کو اپنی رسالت اور نبوت اور عبادت
اور شہادت اور زہد و تقویٰ اور اپنی مغفرت اور بہشتی ہونے پر کھروسا اور تکیہ نہ ہوگا بے اطمینانی
کے ساتھ مخالف اور ترساں اس دفعہ میں ہوں گے کہ وہ احکم الحاکمین جو ذرہ ذرہ کا حساب
لینے پر آمادہ ہے دیکھیے ہمارے ساتھ کیا معاملہ کرتا ہے علیٰ ہذا رسول مقبول صلعم اُس بہتیت
اور جلال کے وقت میں اُس کی شانِ جلال اور بے نیازی کا خیال کر کے فرماتے ہیں

وَاللَّهِ لَا آخِرَ لِي مَا يَفْعَلُ مِنِّي وَبِكُمْ

قسم خدا کی میں نہیں جانتا کہ حشر میں جو دارو گیر کا وقت ہوگا میرے اور تمہارے ساتھ کیا معاملہ ہوگا

رسول اللہ صلعم نے

يَفْعَلُ کو بیسیفہ مجہول یا دفرمایا جس میں فاعل کا ذکر نہیں ہوا تا مفعول پر اکتفا کی جاتی ہے اس میں
یہ اشارہ ہے کہ فاعل کی طرف سے حشر میں جو انعام اور انزال موعود اور وہ ہونے والا ہے اُس کا
علم تو آپ کو یقینی ہے اُس میں کچھ تردید نہیں مگر اس وقت حاکم کی بے نیازی اور شانِ تمہاری

بوتقنی عدل ودارد گیر کو ہے ہیبت دلار ہی ہے کہ جب وہ ذرہ کا حساب لینے والا ہے تو دیکھے
کہ ہمارے اور تمہارے ساتھ کیا معاملہ ہوتا ہے پس اس خیال سے آپ کا یہ فرمانا ہے
وَاللّٰهُ لَا اَدْرٰی مَا یَفْعَلُ بِیْ وَبِکُمْ

دوسری وجہ یہ ہے

اور یہی قرین قیاس بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے وعدہ کا سچا خلاق و عدلگی اُس کے الوہیت کے سنانی پس
اللہ تعالیٰ اپنے حبیب پاک سے یہ وعدہ فرماتا ہے

وَكَسُوۡفٌ یُّعْطِیۡكَ دَرَبًا فَتَرْضٰی

اے حبیب قریب ہے کہ تیرا پروردگار تجھ پر وہ وہ انعام اور اکرام کرنے والا ہے کہ جس سے تو راضی
اور خوش ہو جائے گا

منطقی اولو العزم کریم الشان جس کے دینے کی کوئی انتہا نہیں لینے والے کا دامن طلب و وسیع
جس کی کوئی حد نہیں اسی بنا پر بغرض تشریحی اور امید عالی قدر منطقی یُعْطِیۡكَ کا مفعول ثانی علم الہی
میں مضمر رکھا گیا تاکہ محبت و محبوب کا لینا دینا کسی شے پر محدود نہ سمجھا جائے اور فَرْض سے
مُغْطٰی لہٰ کو حسب وعدہ ایسے منطقی اولو العزم سے بہت کچھ مانگنے کی امید دلائی گئی ہے
پس سی معنی کر آپ کا یہ فرمانا ہے۔

وَاللّٰهُ لَا اَدْرٰی مَا یَفْعَلُ بِیْ وَبِکُمْ

قسم خدا کی مجھ کو یہ علم نہیں کہ خداوند تعالیٰ موافق اپنے وعدہ اور شان الوہیت کے مجھ کو کیا کچھ
دینے والا اور میرے اور تمہارے ساتھ کیا کچھ انعام اور اکرام کرنے والا ہے کہ جس سے میری
خوشنودی اور رضامندی کا اظہار ہو۔

پس ماکان فی علم اللہی جو حسب وعدہ من وجہ معلوم اور بوجہ عدم تعین من وجہ مجہول
ہے اس سے مَا كَانَ وَمَا یَكُوْنُ کے علم کی نفی لازم نہیں آتی جیسا لوگوں کا خیال ہے

بعض حضرات

رسول اللہ صلعم کے علم غیب نہونے کی یہ تقریر کرتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو ابجاہ میں لپی جا
رہی تھیں حضرت جبریل علیہ السلام خدا کی طرف سے جنت البقیع جانے کا حکم لائے آپ حضرت عائشہ
کو سوتا ہوا خیال کر کے دبے پیروں آہستہ سے دروازہ بند کر کے تشریف لے چلے۔ حضرت عائشہ
نے حضرت کو جانے دیکھ کر وہ بھی اٹھیں اور کچھ فاصلہ سے پیچھے پیچھے حضرت کے وہ بھی چلیں

عجب حضرت نے وہاں سے مراجعت فرمائی تو وہ بھی لوٹیں اور جلدی جلدی آکر بسترے پر لیٹ گئیں اور حضرت کو نہ تو اُن کے جاگنے کا علم ہوا نہ اُن کے آنے جانے کی خبر ہوئی۔ اس سے معلوم ہوا کہ رسولِ مسلم کو علمِ غیب نہ تھا۔

جواب

اول تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی غیبِ دائمی کا کوئی مدعی نہیں البتہ ماکان وما یكون کے علم کا دعویٰ ہے اُس کا یہ حال کہ وہ توجہ اور التفات پر موقوف ہے عالم متبہ تمام جزئیاتِ عالم درسیہ کا ماہر ہوتا ہے مگر ہر چیز جزئی اُس کے پیش نظر نہیں رہتی جب وہ کسی جزئی کی طرف توجہ اور التفات کرتا ہے اُس وقت وہ پیش نظر ہو جاتی ہے اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ باوجود توجہ اور التفات کے وہ مرتبہ ذہول میں نسیا منسیا رہتی ہے مگر اُس کی نسبت یہ نہیں کہہ سکتے کہ اس عالم کو اس کا علم نہیں۔ علم تو ضرور ہے مگر خزانہ علم میں وہ تخت نسیان مستور ہے۔ جب یہ معلوم ہوا کہ باوجود علم کے ہر شے کا مشاہدہ ہماری توجہ اور التفات پر موقوف ہے پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے جاگنے یا اُن کے آنے جانے کا علم ہونا اس کی یہ وجہ ہے کہ اُس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت عائشہ کی طرف التفات نہ تھا صرف ذہن میں اُن کا سونا یا نقتور کر کے اس خیال کے کہ اگر کھٹکے سے اُن کی آنکھ کھل گئی تو تنہائی کی وجہ سے ان کو وحشت ہوگی دبے پیروں آہستہ سے دروازہ بند کر کے تشریف لے گئے اور اُن کے جاگنے یا سونے کی طرف التفات نہیں فرمایا۔ اگر التفات فرماتے تو بغیر مشاہدہ اور رویت کے ضرور اُن کے جاگنے نہ جاگنے کا علم کشفی ہوتا پس حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا جاگنا یا آنا جانا آپ کے علم کے تحت میں تھا گو بوجہ عدم التفات اُس وقت اُس کے جاننے سے بے خبری رہی اور یہ منافی آپ کے علم کے نہیں جب متعدد حدیثوں مذکورہ بالا سے یہ ثابت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا علم دنیا کی تمام چیزوں کو محیط ہے تو ذرا ذرا سی جزئیات کی بے التفاتی پر تمام حدیثوں کو رد کر کے آپ کی بے علمی ثابت کی جائے یہ تعجب ہے۔

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَمَا يَأْتِي رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى رَاقِعٌ لِي الدُّنْيَا فَإِنَّا أَنْظَرُ إِلَيْهَا وَإِلَى مَا هُوَ كَأَنَّ
اللَّهُ تَعَالَى لَمْ يَرِ لِي دُنْيَا كَمَا يَرِي فِي دَيْحَاتِهِمْ أَسْ كِي طَرَفٍ وَأَسْ كِي طَرَفٍ

فِيهَا إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ كَمَا نَحْنُ إِلَى كَفَى هَذَا
 ہوتیاست تک اُس میں ہونے والی ہیں جیسا کہ میں کھتا ہوں اپنی اس تھیلی کی طرف

یہ حدیث

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہمہ دانی پر پہلے بیان ہو چکی ہے اب مکرر لانے کی یہ وجہ ہے کہ رسول
 صلی اللہ علیہ وسلم نے جو یہ فرمایا ہے کہ اُنیاں ہیں قیامت تک جو کچھ ہونے والا ہے اُن کو میں مثل اپنی
 اس تھیلی کے دیکھ رہا ہوں یہاں اس قول کی صداقت کے لئے ششہ نمونہ از خود اراد رسول
 صلی اللہ علیہ وسلم کی چند پیشینگوئیاں جن ہمارے اُستاد اُستاد جامع معقول و منقول حاوی اصول
 و فروع مولانا مفتی عنایت احمد صاحب نور اللہ مرقدہ نے حدیثوں سے جمع کر کے اُس مجموعہ کو

کلام المسبین فی آیات رحمۃ للعلمین

سے تعبیر فرمایا ہے اُس سے نقل کر کے اس بات کو دکھلایا جاتا ہے کہ اس عالم کون میں صحتی
 چیزیں ہیں سب پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا علم محیط ہے گو بوجہ عدم التفات ہر وقت ہر شے
 پیش نظر نہیں رہتی جیسے عالم متبحر تمام جزئیات درسیہ کا عالم ہوتا ہے مگر ہر جزئی ہر وقت
 اُس کے سامنے نہیں ہوتی۔ جب توجہ اور التفات کرتا ہے اُس وقت پیش نظر ہو جاتے
 ہیں۔

تنبیہ

کلام المسبین کی پوری عبارت نقل نہیں کی گئی بقدر مقصود نقل کر کے جو اُس مجزہ کا نمبر ہے
 وہ بھی اُس کے ساتھ لکھ دیا گیا تاکہ کسی صاحب کو اس نقل میں کچھ شک ہو اُس نمبر سے اصل
 کتاب کو دیکھ کر اپنا اطمینان کرے

معجزات

معجزہ (۱۴) ابن حبان نے سفینہ مولی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت
 کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد کی بنا کے لئے اول اپنے ہاتھ سے پتھر
 رکھا پھر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے رکھوایا اُس کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے رکھوایا
 اُس کے بعد فرمایا کہ میرے بعد یہ تینوں میرے خلیفہ ہوں گے چنانچہ موافق پیشینگوئی
 حضرت کے یہ تینوں اسی ترتیب سے خلیفہ ہوئے۔

معجزہ (۱۵) بخاری نے انس بن مالک سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پہلے اصغر بن سنان کے گئے اور آپ کے ہمراہ ابو بکرؓ اور عمرؓ اور عثمانؓ تھے سو وہ پہاڑ ٹھہر کر آیا آپ نے اس کے لات ماری اور فرمایا ٹھہر رہا ہے احد تجھ پر ایک نبی ہے اور ایک صدیق اور دو شہید ہیں چنانچہ موافق آپ کے ارشاد کے حضرت عمرؓ اور عثمانؓ شہید ہوئے۔

معجزہ ۵ (۱۶) بخاری اور مسلم نے ابو موسیٰ اشعری سے روایت کی کہ انہوں نے کہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک باغ میں تھا ایک شخص دروازہ پر آئے اور دروازہ کھلوا دیا۔ حضرتؐ فرمایا کہ دروازہ کھول دو اور آئے والے کو بہشت کی بشارت دو میں نے دروازہ کھولا تو ابو بکرؓ تھے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے موافق بہشت کی بشارت دی وہ عبداللہ بن سنان تھے۔ پھر ایک اور شخص نے آکر دروازہ کھلوا دیا۔ حضرت نے فرمایا کھول دو اور آئے والے کو بہشت کی بشارت دو۔ میں نے دروازہ کھولا تو حضرت عمرؓ تھے میں نے بہشت کی بشارت دی۔ وہ بھی عبداللہ بن سنان تھے۔ پھر ایک شخص دروازہ کھلوا دیا۔ آپ نے مجھ سے فرمایا کہ کھول دو اور اس کو بہشت کی بشارت کی اور ایک بلوے کی جو اسے ٹھپے لگا میں نے دروازہ کھولا تو حضرت عثمانؓ تھے میں نے موافق ارشاد کے بہشت کی بشارت دی اور بلوے کی خبر سنانی۔ وہ بھی عبداللہ بن سنان تھے اور پھر خدا کی مدد چاہئے۔ پس موافق ارشاد حضرت کے آخر خلافت حضرت عثمانؓ میں اہل عراق ان پر بلوالا کے اور ان کو شہید کیا۔

معجزہ ۵ (۱۷) صحیح مسلم میں ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ اور حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ جیل حرمی تھے وہ پھر ملا آپ نے فرمایا ٹھہر جا نہیں تجھ پر مگر نبی یا صدیق یا شہید ہیں موافق پیشین گوئی حضرت کے حضرت عمرؓ حضرت عثمانؓ حضرت علیؓ اور حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ شہید ہو گئے۔

معجزہ ۵ (۱۸) ایک دن حضرت عمرؓ حضرت ابو ذرؓ سے ملے اور ان کا ہاتھ پکڑ کر مروڑا۔ ابو ذرؓ نے کہا اسے قتل فتنہ کے میرا ہاتھ چھوڑ دو۔ حضرت عمرؓ نے کہا کہ یہ کیا کہا انہوں نے کہا کہ ہم ایک دن حضرت کی خدمت میں بیٹھے تھے۔ تم آکر لوگوں کی پس پشت بیٹھ گئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تک یہ شخص تم میں رہے گا کوئی فتنہ نہ ہوگا۔ چنانچہ موافق فرمائے حضرت کے زمانہ عمر تک کوئی فتنہ نہیں ہوا بعد وفات حضرت عمرؓ کے حضرت عثمانؓ کے زمانہ میں سخت فتنہ ہوا۔

معجزہ (۱۹) امام احمد اہل تہذیب اور دین احمد اور حاکم نے حضرت عائشہؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمانؓ سے فرمایا کہ اے عثمان! بیشک اللہ تعالیٰ تمہیں ایک تمبیص پنانے کا (یعنی خلافت عطا کرے گا) منافقین تم سے وہ تمبیص اترا تا رہا ہے گسٹری خلع خلافت رہا ہے گے تم سے اتار یو یہاں تک کہ مجھ سے ملو۔ چنانچہ موافق ہشتم گوی حضرت حضرت کے آپ کو خلافت ہوئی اور منافقین نے خلع خلافت رہا ہی آپ نے قبول کیا اور شہید ہوئے۔

معجزہ (۲۰) تہذیب نے عہدائین عمرؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک فتنہ کا ذکر کیا اور حضرت عثمانؓ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ یہ اس میں بے گناہ ہے جا میں گے۔ چنانچہ موافق ارشاد کے فتنہ ملو اے اہل مصر اور عراق میں حضرت عثمانؓ بے گناہ شہید ہوئے۔

معجزہ (۲۱) صحیحین میں اسل بن سعد سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کل من کشان ایسے شخص کے ہاتھ میں دوں گا کہ وہ اللہ اور رسول کو دوست رکھتا ہے اور اللہ اور رسول اُسے دوست رکھتے ہیں۔ اُس کے ہاتھ سے اللہ تعالیٰ قلعہ خیر کو فتح کرے گا۔ صبح کو وہ نشان حضرت علیؓ کو دیا اور موافق آپ کے فرمانے کے وہ قلعہ آپ کے ہاتھ سے فتح ہوا۔

معجزہ (۲۲) بیہقی نے روایت کی ہے کہ ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ اور حضرت زبیرؓ کو باہم بیٹھے دیکھا فرمایا کیا تم آپس میں ایک دوسرے کو دوست رکھتے ہو عرض کیا کہ ہاں۔ حضرت نے زبیر سے فرمایا کہ ایک دن ایسا اتفاق ہوگا کہ تم علیؓ سے قتال کرو گے اور تم ظالم ہو گے چنانچہ موافق ارشاد کے جب جنگ جمل واقع ہوئی تو حضرت زبیرؓ حضرت علیؓ کے مقابل آئے۔ حضرت علیؓ نے حضرت زبیرؓ کو حضرت کا ارشاد یاد دلا یا وہ متبادل سے ہٹ گئے اور کہا میں بھول گیا تھا۔ (خاندان) ظلم کہتے ہیں بجا کا کہنے کو چونکہ حضرت علیؓ خلیفہ برحق تھے ان کے ساتھ مقابلہ کرنا اگرچہ دعو کے اور ظلم سے کیا بیشک عیب ظلم ہے۔

معجزہ (۲۳) امام احمد نے حضرت علیؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ تیرے اعمال مثل عیسیٰ علیہ السلام کے ہوں گے کہ یہودیہ کے دشمن تھے اور ان کو برا کہتے تھے اور نصاریٰ دوست بن کر خدا کا بیٹا کہنے لگے۔ اسی طرح ایک فریق میرا ہوگا جو تم سے دشمنی رکھے گا اور تم کو برا کہے گا اور ایک فریق ایسا ہوگا کہ تمہارے مرتبہ کو خدا تک پہنچا دے گا

چنانچہ موافق پیشینگوئی حضرت کے فارحی تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے دشمنی رکھتے ہیں اور
 برا کہتے ہیں اور نصیری دوست بن کر حضرت علیؑ کو خدا کہتے ہیں۔

معجزہ ۵ (۲۴) امام احمد نے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؑ سے فرمایا
 کہ تم جانتے ہو کہ اگلی امتوں میں زیادہ شقی کون تھا اور اس امت میں زیادہ شقی کون ہے حضرت
 علیؑ نے عرض کیا کہ مجھے نہیں معلوم۔ آپ نے فرمایا کہ بد بخت ترین اگلی امتوں کا قوم ثمود
 میں قدار بن سالف تھا جس نے اللہ تعالیٰ کی اذیت کی کو بچیں کاٹیں۔ اور بد بخت ترین اس امت کا
 وہ شخص ہے کہ تمہارے سر پر تلوار مارے گا یہاں تک کہ ڈاڑھی تمہاری خون سے رنگین ہو جائے گی
 اور اسی تلوار سے تم شہید ہو گے۔ چنانچہ موافق پیشین گوئی حضرت کے عبدالرحمن بن ملجم غدابی
 نے صبح کے وقت آپ کی پیشانی پر تلوار ماری کہ خون اُس کا بہ کر آپ کی ڈاڑھی پر آ کر اُس کو
 رنگین کر دیا اور آپ شہید ہو گئے۔

حضرت علیؑ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خبر دینے سے اپنی شہادت اور قاتل کا حال معلوم تھا
 چنانچہ اُس رات میں جس کی صبح کو آپ شہید ہوئے ہیں کئی مرتبہ آسمان کی طرف دیکھا فرمایا کہ
 یہ وہی رات ہے جس کا مجھ سے وعدہ تھا۔

ایک روز حضرت علیؑ کی خدمت میں ابن ملجم سواری مانگنے آیا آپ نے اُسے سواری دی اور
 پھر فرمایا کہ اللہ یہ میرا قاتل ہے۔ لوگوں نے کہا کہ آپ اسے قتل کیوں نہیں کر ڈالتے۔
 آپ نے فرمایا کہ پھر مجھے کون قتل کرے گا۔ حضرت علیؑ کو یہ سب باتیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
 خبر دینے سے معلوم ہوئی تھیں۔

معجزہ ۵ (۲۵) امام احمد اور ترمذی اور ابو داؤد نے سفینہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تیس برس خلافت رہے گی پھر کشفنی بادشاہی ہو جائے گی۔ چنانچہ موافق
 پیشین گوئی حضرت کے دو برس حضرت ابو بکرؓ نے خلافت کی اور دس برس حضرت عمرؓ نے خلافت
 کی اور بارہ برس حضرت عثمانؓ نے خلافت کی اور چھ مہینے کم چھ برس حضرت علیؑ نے خلافت
 کی اور چھ مہینہ حضرت امام حسن علیہ السلام نے خلافت کی۔ یہ تیس برس خلافت کے ہوئے
 پھر بادشاہی ہوئی جس میں دینداری کا انتظام نہ رہا۔

معجزہ ۵ (۲۶) امام احمد اور بیہقی نے حضرت حذیفہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
 فرمایا۔ رہے گی تم میں نبوت جب تک خدا چاہے پھر اٹھالے گا اُسے اللہ تعالیٰ پھر ہوگی
 خلافت اور طریقہ نبوت کے۔ جب تک خدا چاہے گا پھر اٹھالے گا اُسے اللہ تعالیٰ پھر ہوگی
 بادشاہی جبروالی۔ جب تک خدا چاہے۔ پھر اُسے اٹھالے گا اللہ تعالیٰ پھر ہوگی خلافت اور

طریقہ نبوت کے پھر آپ نے سکوت فرمایا چنانچہ موافق پیشین گوئی حضرت کے بعد رسول اللہ صلیم کے خلفاء راشدین کی خلافت موافق طریقہ نبوت کے رہی اُس کے بعد چند بادشاہ جبروا لے ہوئے اُس کے بعد عمر عبدالعزیز کی خلافت موافق طریقہ نبوت کے ہوئی۔

معجزہ ۵ (۲۷) صحیح مسلم میں ذیابان سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلیم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے زمین کو سمیٹ کر مشرق اور مغرب زمین کے مجھے دکھا دئے۔ سو جہاں تک میں نے دیکھا وہاں تک غنیمت بادشاہی میری اُمت کی پہنچے گی۔ چنانچہ موافق خبر دینے حضرت صلیم کے حضرت عثمان رُک کے عہد میں عرض سلطنت اسلام کا قسطنطنیہ سے عدن تک اور طول اُندلس سے بلخ و کابل تک پہنچا اور بعد اس کے مجاہدین کی سعی سے سلطنت ہند و سندھ وغیرہ بھی داخل ملک سلام ہوئی اور اب طول ملک اسلام ہند اور بنگالہ سے کہ منہاے مشرق ہے بحر طنجہ تک کہ منہاے آبادی غربی زمین ہے پہنچا اور آپ کی پیشین گوئی نے بوجہ حسن ظہور کیا۔

معجزہ ۵ (۲۸) صحیح مسلم میں جابر بن سمرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلیم نے فرمایا کہ مسلمانوں کی جماعت فتح کر کے کسر لے کا خزانہ جو سفید کوشک میں ہے لے لیگی چنانچہ موافق پیشین گوئی حضرت کے عہد میں شہر مدین فتح ہوا اور کوشک ابیض کا سب خزانہ مسلمانوں کے ہاتھ آیا۔

معجزہ ۵ (۲۹) صحیح مسلم میں ابوذر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلیم نے فرمایا کہ قریب ہے کہ تم زمین مصر کو فتح کر لو گے پس وہاں کے لوگوں سے تم کی کرنا اس واسطے کہ انہیں امان ہے اور ان سے قرابت ہے اور جب دیکھو دو آدمیوں کو ایک اینٹ کی جگہ پر جھگڑتے تو وہاں سے نکل آئیو۔ ابوذر کہتے ہیں کہ میں نے عبدالرحمن بن شریک بن حسنہ اور ربیعہ اُس کے بھائی کو ایک اینٹ کی جگہ پر جھگڑتے دیکھا پس میں وہاں سے نکل آیا پس موافق ارشاد حضرت کے حضرت عمر رض کے عہد میں ملک مصر فتح ہوا اور ابوذر نے ایک اینٹ کی جگہ پر دو آدمیوں کو جھگڑتے بھی دیکھا اور حضرت کا یہ فرمانا کہ ایسے وقت میں وہاں سے نکل آئیو یہ پیشین گوئی اس بات کی ہے کہ ایسے وقت میں قریب وہاں سے فتنہ اٹھنے والا ہے چنانچہ مصر کے لوگ بلو کر کے حضرت عثمان رض پر چڑھ آئے اور اُن کو شہید کیا۔

معجزہ ۵ (۳۰) صحیح بخاری میں ہے کہ رسول اللہ صلیم نے عدی بن حاتم سے فرمایا کہ اگر تیری عمر بڑی ہوگی تو تو دیکھے گا کہ ایک شہر سوار عورت چہرہ سے بے خون کے جا کر طواف

کرے کی اور یہ بھی دیکھے گا کہ کسری کے خزانے کو لے جا دیں گے اور اگر تیری عمر زیادہ ہوئی تو دیکھے گا کہ آدمی اپنی منگلی بھر سونا اور چاندی خیرات کے لئے نکالے گا اور تلاش کرے گا پوچھنے والے عام کے کوئی مستحق نہ کوئے لینے کا نہ پائے گا کہ اُس کو قبول کرے۔ عدی بن حاتم کہتے ہیں کہ موافق مشین کوئی حضرت کے میں نے اپنی آنکھوں سے ایک عورت کو اونٹ پر سوار تنہا بے کھلے بیوہ سے گم کو جاتے دیکھا اور میں اُس لشکر میں تھا جس نے فتح کر کے کسری کے خزانہ کو حاصل کیا اور جو جسا گا وہ تیسری بات بھی دیکھ لے گا۔ بعضے علماء کہتے ہیں کہ تیسری بات بھی حضرت عمر بن عبد العزیز کی مخالفت میں ہو چکی اور بعضے کہتے ہیں کہ حضرت امام مہدی علیہ السلام کے زمانہ میں ہوگی۔

معجزہ (۳۱) بیعتی نے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سراقہ بن مالک سے فرمایا کہ کسری کے دونوں کنگن تمہارے ہاتھ میں پٹائے جا میں گے اچھا نچہ موافق مشین کوئی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضرت عمر کے عہد میں وہ کنگن غنیمت میں آئے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اُن کو سراقہ کے ہاتھ میں پٹایا۔

معجزہ (۳۲) صحیحین میں سعد بن ابی وقاص سے روایت ہے کہ وہ یکے میں پیام حجۃ الوداع میں بیمار ہوئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کی عیادت کو تشریف لے گئے وہ اپنی زندگی سے مایوس ہو گئے تھے اُنہوں نے عرض کیا کہ میری وارث صرف ایک بیٹی ہے میں اپنے مال کے دو حصے خیرات کرنے کو وصیت کر جاؤں آپ نے فرمایا نہیں۔ پھر اُنہوں نے عرض کیا کہ نصف مال کی وصیت کر جاؤں۔ آپ نے فرمایا نہیں۔ پھر اُنہوں نے کہا کہ بتائی مال کی وصیت کر جاؤں۔ آپ نے فرمایا کہ ہاں۔ بعد اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ توقع ہے کہ تم جیتے رہو اور تم سے بہت لوگوں کو نفع ہوگا اور بہت لوگوں کو ضرر۔ چنانچہ موافق مشین کوئی حضرت کے اُن کو بیماری سے شفا ہوئی اور وہ پچاس برس اور زندہ رہے۔ حضرت عمر کے عہد میں ملک فارس انہیں کے ہاتھوں فتح ہوا۔ قادسیہ کی بہت بڑی لڑائی انہیں کے حسن تدبیر سے ہر ہوئی اور شہر مدین جو تخت گاہ سلاطین نو شیروانی تھا انہیں کے جہاد سے مسلمانوں کے قبضہ میں آیا۔ اور خزانہ سفید محل جس کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کے قبضہ میں آنے کی خبر دی تھی انہیں کے سبب سے مسلمانوں کے تصرف میں آیا۔ خیال کیجئے کہ موافق ارشاد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ان کی ذات سے کس قدر فائدہ مسلمانوں کو ہوا اور کتنا۔ کو ان سے کس قدر نقصان پہنچا۔

معجزہ (۳۳) بخاری میں عوف بن مالک سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

قیامت سے پہلے جو چیزوں کو شمار کر لو۔ پہلے میرا مرنا۔ اُس کے بعد فتح بیت المقدس۔ پھر ایک
 دریا مثل بیماری بکریوں کی۔ پھر کثرت سے مال کا ہونا۔ یہاں تک کہ ایک آدمی کو سو دینار
 دیں گے جب بھی وہ خوش ہوگا۔ پھر ایک فتنہ کہ عرب میں کوئی گھرنوگا جس میں وہ داخل ہو
 پھر ایک صلح مسلمانوں اور نصاریٰ میں اُس کے بعد وہ بد عہدی کریں گے اور مقابلہ میں آئیں گے
 اور اُن کے اتنی نشان ہوں گے اور ہر نشان کے نیچے بارہ ہزار آدمی ہوں گے۔ چنانچہ ہونے
 پیشین گوئی کے اول رسول اللہ صلعم نے وفات پائی۔ پھر حضرت عمرؓ کی خلافت میں بیت المقدس
 فتح ہوا۔ اُس کے بعد ۱۰ ہجری میں قریہ عموا میں جہاں ابو عبیدہؓ کا لشکر تھا ایسی عظیم
 و با آئی کہ تین دن میں ستر ہزار آدمی مر گئے اور حضرت ابو عبیدہؓ نے اسی وبا میں وفات پائی
 پھر خلفاء راشدین بالخصوص حضرت عثمانؓ کے زمانہ میں لوگ کثرت سے مالدار ہو گئے۔ فتنہ
 عظیمہ سے مراد حضرت عثمانؓ کے قتل کا فتنہ ہے کہ کوئی گھرا یسا نہ تھا جس میں یہ فتنہ داخل
 نہوا ہو۔ چھٹے صلح مسلمانوں اور نصاریٰ میں بد عہدی کرنا نصاریٰ کا اس کا ظہور امام نہدی
 علیہ السلام کے زمانہ میں ہوگا۔

معجزہ (۳۴) صحیح بخاری میں امام حرام سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم ایک دن میرے مکان
 میں سوئے اور ہنسنے ہوئے جاگے میں نے ہنسنے کا سبب پوچھا آپ نے فرمایا کہ میں نے دیکھا
 کہ میری اُمت کے لوگ جہاز پر سوار دریا میں جہاد کرتے ہیں پس جو لشکر اول دیا میں جہاد کرے گا اُن کو
 بہشت واجب ہوئی۔ میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلعم دعا کیجئے کہ میں اُن غازیوں میں
 شریک ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ تو اُن میں داخل ہے۔ پھر آپ سوئے پھر ہنسنے ہوئے
 جاگے۔ میں نے ہنسنے کا سبب پوچھا۔ آپ نے فرمایا کہ جو لشکر اول بادشاہ روم قسطنطنیہ
 سے لڑے گا اُس کے گناہ معاف ہوئے۔ میں نے کہا یا رسول اللہ صلعم میں بھی اُن غازیوں میں ہوں
 آپ نے فرمایا کہ تو اُن میں نہیں۔ چنانچہ موافق پیشین گوئی حضرت کے دریائے شوریہ میں اُمت کا
 جہاد کرنا حضرت عثمانؓ کے عہد میں واقع ہوا اور امام حرام اُس میں شریک تھیں اُس کے
 بعد قسطنطنیہ پر جہاد کر کے اُس کو فتح کیا اور امام حرام اُس میں نہیں تھیں۔ اُن کا پہلے انتقال
 ہو گیا تھا۔

معجزہ (۳۵) صحیحین میں حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ ایک دن رسول اللہ صلعم کے
 پاس حضرت ناظرہؓ آئیں آپ نے اُن کے کان میں کچھ باتیں کیں وہ رونے لگیں۔ آپ نے
 ان کو غمگین دیکھ کر پھر دوبارہ اُن سے کان میں کچھ فرمایا۔ وہ ہنسنے لگیں بعد وفات حضرت کے
 عائشہؓ نے اُن کے رونے اور ہنسنے کا سبب دریافت کیا اُنہوں نے کہا کہ پہلے حضرت نے

مجھ سے یہ فرمایا کہ میرے وصال کا زمانہ فریب ہے۔ یہ سن کر میں روئے لگی۔ پھر دوبارہ آپ نے مجھ سے فرمایا کہ اہل بیت میں سے تو سب سے پہلے مجھ سے ملے گی۔ یہ سن کر میں ہنسنے لگی چنانچہ موافق ارشاد کے بعد وصال حضرت کے سب سے پہلے چھ مہینے کے بعد حضرت فاطمہؑ ہر علیہا السلام کا انتقال ہوا۔

معجزہ ۵ (۳۶) صحیح بخاری میں ابو بکرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت امام حسنؑ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ یہ میرا بیٹا سید ہے اور اسید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے سبب دو بڑے گروہ مسلمانوں میں صلح کروائے گا۔ چنانچہ موافق اس پیشین گوئی کے جب بعد شہادت حضرت علیؑ کے حضرت امام حسنؑ کے ہاتھ پر لوگوں نے بیعت کی اور آپ خلیفہ ہوئے اور بڑا لشکر جزار جس میں چالیس ہزار آدمی تھے لے کے امیر معاویہ پر چڑھ گئے اور ادھر سے وہ بھی بڑا لشکر لے کے آئے۔ حضرت امام حسنؑ نے بمقتضائے سیادت ذاتی اور عام حبیبی کے یہ خیال کیا کہ طرفین کی جنگ میں ہزاروں مسلمانوں کا خون ہوگا صلح کر لی اور مسلمانوں میں امن ہو گیا۔ یہ سال ۱۵ ہجری اولیٰ ۱۱۱۰ء ہجری میں ہوا۔

معجزہ ۵ (۳۷) بیعتی نے ام الفضلؑ سے روایت کی ہے کہ میں حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ میں نے رات بہت بڑا خواب دیکھا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ بیان کرو۔ میں نے کہا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ گویا ایک ٹکڑا آپ کے جسد مبارک کا کٹ کے میری گود میں رکھا گیا۔ آپ نے فرمایا کہ بہت اچھا خواب ہے فاطمہ کے بیٹا پیدا ہوگا اور وہ تمہاری گود میں رہے گا۔ چنانچہ موافق پیشین گوئی حضرت کے حضرت امام حسینؑ پیدا ہوئے اور وہ میری گود میں رہے۔

انہیں کا بیان ہے کہ ایک دن میں نے امام حسینؑ کو حضرت کی گود میں دیا۔ میں نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں سے آنسو جاری ہیں میں نے سبب روئے کا پوچھا۔ آپ نے فرمایا کہ جبریلؑ نے آکر خبر دی ہے کہ میری امت اس میرے بیٹے کو قتل کرے گی۔ پس موافق پیشین گوئی حضرت کے اشقیائے عراق نے میدان کربلا میں حضرت امام علیہ السلام کو شہید کیا۔ اور نعیم نے یحییٰٰ حضرتی سے روایت کی ہے کہ میں سفر صفین میں حضرت علیؑ کے ساتھ تھا جب حضرت علیؑ نے قصبہ نینوی کے مقابل پہنچے حضرت امام حسینؑ کو پکارا اور یہ فرمایا کہ اے ابو عبد اللہ کنارہ فرات پر صبر کیجیو مجھ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی ہے کہ حسینؑ کنارہ فرات پر قتل ہوں گے۔

اور ابو نعیم نے اصعب بن بنانہ سے روایت کی ہے کہ حضرت علیؑ نے موضع قبر امام حسینؑ پر پہنچ کر فرمایا کہ یہاں اُن کے اونٹ بیٹھے ہوں گے اور یہاں اُن کے اسباب کی جگہ ہوگی اور

یہاں اُن کے خون بہنے کا مکان ہوگا۔ ایک جماعت ہوگی آل محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی کہ اس میدان میں ماری جائے گی اور اُن پر آسمان اور زمین روئیں گے۔ پس حضرت علی نے حضرت حسن کو جو پیشین گوئیاں کہیں وہ سب ظہور میں آئیں۔

معجزہ (۳۸) ابن عساکر نے محمد بن عمر بن حسن سے روایت کی ہے کہ ہم کربلا میں حضرت امام حسینؑ کے ساتھ تھے آپ نے شمر کو دیکھ کے فرمایا کہ خدا اور رسول نے سچ فرمایا کہ میں دیکھتا ہوں کہ ایک کتا کبرا میرے اہلبیت کے خون میں مُنہ ڈالتا ہے اور شمر ابرص تھا یعنی اُس کے بدن پر سفید داغ تھے۔ پس آپ کی پیشین گوئی مطابق واقع کے ہوئی۔

معجزہ (۳۹) ہزار اور ابو نعیم نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ جب رسول اللہ صلعم نے ازواج مطہرات کو خطاب کر کے فرمایا کہ کوئی تم میں سے سُرخ اونٹ والی بھلے گی یہاں تک کہ بھونکیں گے اُسے کتے جو اُب کے اور مارے جائیں گے گرد اُس کے بہت لوگ۔ چنانچہ موافق فرمائے حضرت کے واقعہ حمل ظہور میں آیا جو عبد اللہ بن سبا کے اغوا سے حضرت عائشہؓ اور حضرت علی کے درمیان لڑائی ہوئی تھی۔ حضرت عائشہؓ کی سواری میں سُرخ اونٹ تھا اور جب وہ آپ جو اُب پر پہنچیں تو کتے بھونکنے لگے اور اس کے گرد بہت لوگ مارے گئے جیسا کہ حضرت نے فرمایا ویسا ہی وقوع میں آیا۔

معجزہ (۴۰) صحیحین میں حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے ازواج مطہرات کو مخاطب کر کے فرمایا کہ تم میں سب سے پہلے مجھ سے وہ ملے گی جس کے ہاتھ سب سے زیادہ لمبے ہیں۔ وہ سمجھیں کہ لمبائی ہاتھ کی ناپ کی مراد ہے لکڑی سے ایک دوسرے کا ہاتھ ناپنے لگیں۔ بعد وصال حضرت کے سب سے پہلے حضرت زینب کا انتقال ہوا۔ اس وقت معلوم ہوا کہ ہاتھ کی چھوٹائی بڑائی مراد نہ تھی بلکہ خیر اور خیرات میں جس کا ہاتھ بڑا ہوگا وہ بعد میرے انتقال کریں گی اور داد و دہش میں بہ نسبت اور ازواج مطہرات کے حضرت زینب کا ہاتھ بڑھا ہوا تھا پس صیبا حضرت نے فرمایا ویسا ہی ظہور میں آیا۔

معجزہ (۴۱) ابو نعیم نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ ام الفضلؓ اُن کی ماں رسول اللہ صلعم کے سامنے ہو کے گزریں۔ آپ نے اُن سے کہا کہ تمہارے اس حمل سے بیٹا پیدا ہوگا جب لوکا پیدا ہو تو میرے پاس لے آئیو۔ ام الفضل کہتی ہیں کہ جب لڑکا پیدا ہوا میں حضرت کے پاس لے گئی۔ آپ نے اس کے داہنے کان میں اذان کہی اور بائیں کان میں اقامت کہی اور لعاب دہن مبارک اُسے چکھا دیا اور نام اُس کا عبد اللہ رکھا اور کمالیجاؤ خلیفوں کے باپ کو۔ چنانچہ موافق اس پیشین گوئی کے اُن کے لڑکا پیدا ہوا اور اُن کی اولاد سے سلاطین

ہوئے اور خلفا اپنی عباس اُن کی اولاد میں ہوئے۔ اول اُن میں سے ابو العباس سفلح تھا اور
پانسو برس سے زیادہ اُن میں خلافت رہی۔

معجزہ ۵ (۴۲) مسلم نے روایت کی ہے کہ حضرت عمر نے اہل بدر کے حال میں بیان کیا کہ رسول
صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن پہلے جانے قتل ایک کافر کی جو بدر میں مارے گئے ہمیں دکھلا دی تھی
کہ کل اس جگہ فلانا قتل ہوگا انشاء اللہ تعالیٰ اس جگہ فلانا قتل ہوگا انشاء اللہ تعالیٰ پس موافق
ارشاد کے حضرت عمر نے قسم کھا کر فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس جس کے لئے جو جو
مقتل بیان فرمایا اُس سے ذرا تجاوز نہیں کیا۔

معجزہ ۵ (۴۳) بیہقی نے عروہ اور سعید بن مسیب سے روایت کی ہے کہ اُمی بن خلف
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جانی دشمن تھا جب آپ کو ملتا کہتا تھا کہ میرے پاس ایک گھوڑا ہے اُس
میں دانہ لکھا ہے دیتا ہوں کہ اُس پر سوار ہو کر تمہیں قتل کروں گا۔ آپ فرماتے انشاء اللہ
تعالیٰ میں ہی تجھے قتل کروں گا۔ سو جنگ احد کے دن یہ کہتا ہوا آپ کی طرف آیا کہ کہاں ہیں محمد
آج وہ میرے ہاتھ سے نہ بچیں گے جب وہ آپ کے متصل پہنچا آپ نے اُس کے حلق پر ایک
جگہ زہ سے خالی دیکھ کر ایک نیزہ مار دیا ایک زخم پوست خراش لگا کہ اُس میں خون بھی نہ نکلا
گردہ گھوڑے سے گر پڑا اور پھر بھاگ کر قریش میں جا ملا۔ لوگوں نے کہا کہ تجھے کچھ اندیشہ
کی بات نہیں ہے اُس نے کہا کہ یہ مجھ کے ہاتھ کا زخم ہے اگر وہ میرے اوپر تھوک مارے تو بھی
میں نہ بچتا چنانچہ وہ اُسی زخم سے راہ میں گئے کہ پھرتے ہوئے واصل ہنہم ہوا۔ جیسا قدرت
نے فرمایا تھا کہ میں ہی ماروں گا ویسا ہی ظہور میں آیا۔

معجزہ ۵ (۴۴) بخاری نے سلیمان بن ضرہ سے روایت کی ہے کہ غزوہ خندق میں جب لشکر کفار
کا بھاگ گیا اور مدینہ سے محاصرہ اُٹھ گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اب ہم اُن پر چڑھ جائیں گے
وہ ہم پر چڑھ نہ سکیں گے۔ چنانچہ موافق ارشاد کے بعد غزوہ خندق کے کفار مدینہ منورہ پر
لشکر کشی نہ کر سکے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ فتح میں اُن پر لشکر کشی کی۔

معجزہ ۵ (۴۵) مسلم نے ابی قتادہ سے روایت کی ہے کہ ایام غزوہ خندق میں عمار بن یاسر
خندق گھوڑے پر تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کے سر پر ہاتھ پھیر کے فرمایا کہ افسوس
ابن اُمیہ تجھے ایک گردہ باغیوں کا قتل کرے گا چنانچہ موافق پیشینگوئی حضرت کے جنگ
میں حضرت عمار حضرت علی کے ساتھ تھے۔ معاویہ کے لشکر نے اُنہیں شہید کیا۔

معجزہ ۵ (۴۶) ابن سعد نے طبقات میں حضرت عثمان بن طلحہ سے روایت کی ہے کہ ایام
میں ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کے ساتھ خانہ کعبہ میں داخل ہونے کو آئے میں نے

آپ سے سخت کلامی کی آپ نے برداشت کیا اور فرمایا کہ اے عثمان ایک دن تو اس کنبی کو میرے ہاتھ میں دیکھے گا اور میں جسے چاہوں گا اُسے دوں گا۔ فتح مکہ کے روز آپ نے کنبی منگوائی میں نے لادی۔ آپ نے لے لی پھر مجھ کو دی اور فرمایا کہ لو یہ تمہارے پاس ہمیشہ رہے گی۔ چنانچہ موافق ارشاد کے وہ کنبی آپ کے ہاتھ میں آئی اور آپ نے اسے اپنے ہاتھ سے عثمان کو دی اور موافق ارشاد کے اب تک وہ کنبی انہیں کے پاس چلی آتی ہے۔

معجزہ (۴۷) بخاری میں ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ ہم غزوہ حنین میں حضرت کے ساتھ تھے۔ ہمراہیوں میں سے ایک شخص جو دعویٰ اسلام کرتا تھا اُس کی نسبت رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ یہ شخص دوزخی ہے لڑائی کے وقت کفار سے خوب لڑا اور بہت زخمی ہوا لوگوں نے حضرت سے عرض کیا کہ جسے آپ نے فرمایا تھا کہ یہ شخص دوزخی ہے وہ تو اللہ کی راہ میں خوب لڑا اور زخمی ہوا آپ نے فرمایا کہ بیشک وہ دوزخی ہے چنانچہ موافق ارشاد کے زخموں کی تکلیف پر اُس نے بے صبری کی اور خود کشی کر کے اپنے کو ہلاک کیا اور سچی جہنم کا ہوا۔

معجزہ (۴۸) ابو داؤد نے سہل بن ظلیہ سے روایت کی ہے کہ غزوہ حنین میں ایک سوار نے رسول اللہ صلعم سے بیان کیا کہ قبیلہ ہوازن کے لوگ سب کے سب اپنے اونٹ ہوج دارا اور اپنے مویشی لے کے حنین میں آ موجود ہوئے۔ رسول اللہ صلعم نے مسکرا کر فرمایا کہ انشاء اللہ تعالیٰ کل یہ سب مسلمانوں کی غنیمت ہوگی پس موافق ارشاد کے دوسرے روز مسلمانوں کی فتح ہوئی اور اُن کا کل مال مسلمانوں کی غنیمت میں آیا۔

معجزہ (۴۹) بیہقی اور ابن حبان نے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے جب خالد بن ولید کو اگنیدہ حاکم رومہ الجندل پر بھیجا تو آپ نے فرمایا کہ وہ نیل گائے کے شکار کو نکلے گا تم اُس کو گرفتار کر لو گی چنانچہ موافق ارشاد کے ایسے ہی ظہور میں آیا۔

معجزہ (۵۰) صحیحین میں ہے کہ غزوہ تبوک میں ایک دن حضرت نے فرمایا کہ آج رات کو ہوا بہت ہی تیز چلے گی سو اُس میں کوئی نہ اٹھے اور جس کے پاس اونٹ ہیں وہ خوب مضبوط باندھ لیں۔ چنانچہ موافق ارشاد کے رات کو آندھی بہت زور کی آئی۔ ایک شخص اٹھا اُس کو آندھی اڑانے لگی یہاں تک کہ دونوں پہاڑوں نے ملے اور اُس کو لا ڈالا۔

معجزہ (۵۱) صحیحین میں ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ اگر دین شریعہ پر لڑکا ہو گا تو بھی کچھ لوگ فارس کے اُس کو پالیں گے پس موافق پیشینگوئی حضرت کے امام ابو صفیہ جو کہ اولاد ہرمزین نوشیروان بادشاہ فارس سے ہیں اور امام بخاری رئیس المحدثین

جو فاس کے تھے صدیق اس پیشین گوئی کے ہوئے۔

معجزہ (۵۲) عالم نے تبند صحیح روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عنقریب ایسا ہوگا کہ لوگ سفر دور دراز کریں گے کوئی عالم زیادہ علم والا دینے کے عالم سے نپا دیں گے۔ پس موافق ارشاد حضرت کے مدینہ شریف میں حضرت امام مالک ایسے ہوئے کہ دور دراز سے لوگ آپ کے پاس علم دین سیکھنے آتے تھے۔

معجزہ (۵۳) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قریش میں ایک بڑا عالم ہوگا کہ زمین کو علم سے مالا مال کر دے گا۔ مطابق ارشاد حضرت کے امام شافعی، اولاد مطلق بن عبد منان سے پیدا ہوئے جو قریشی تھے۔

معجزہ (۵۴) صحیحین میں حضرت ابو سعید خدری سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غنیمت تقسیم کر رہے تھے۔ ذوالخویصرہ آیا اس نے کہا یا رسول اللہ عدل کرو۔ آپ نے فرمایا خرابی ہو آج۔ اگر میں عدل نہ کروں گا تو اور کون عدل کرے گا۔ اُس کے اس کہنے پر حضرت عمر کو غصہ آیا عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اس کو قتل کر دوں۔ آپ نے فرمایا چھوڑ دو کچھ لوگ اس کے ساتھی ہو گئے اور بہترین فرقہ پر خروج کریں گی اُن میں ایک کالا آدمی ہوگا کہ اُس کا ایک بازو مثل پستان عورت کے جنبش کرتا ہوگا۔ چنانچہ موافق ارشاد کے قوم خوارج جو ذوالخویصرہ میں سے تھے حضرت علیؑ پر خروج کیا اور اُن کا سردار ذوالشہدہ تھا کالے رنگ کا۔ ایک بازو اُس کا مثل پستان عورت کے تھا۔

معجزہ (۵۵) دارقطنی نے حضرت علیؑ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے علیؑ ایک قوم میرے بعد ہوگی اگر تم اُن کو پاؤ تو قتل کرنا وہ مشرک ہوا گئے حضرت علیؑ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُن کی علامت کیا ہے آپ نے فرمایا کہ تجھے بڑھاویں گے ایسے اوصاف کے ساتھ جو تجھ میں نہیں اور سلف پر طعنہ کریں گے چنانچہ مطابق پیشین گوئی حضرت کے فرقہ نصیری پیدا ہوا جو حضرت علیؑ کو خدا کہتا ہے اور ایک فرقہ پیدا ہوا کہ وہ حضرت علیؑ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر فضیلت دیتے ہیں اور بعض سے ابر سمجھتے ہیں اور بعض خلفاء راشدین کو بُرا کہتے ہیں۔

معجزہ (۵۶) امام احمد اور ابوداؤد نے ابن عمر سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت میں ایک فرقہ مثل مجوس کے ہوگا یعنی جیسے مجوس دو خدا مانتے ہیں ایک خدا شکر دوسرا خدا خیر کا۔ اسی طرح یہ فرقہ خدا کو خالق جو اہر کا کہے گا اور بندوں کو خالق اپنے افعالوں کا کہیگا۔ چنانچہ مطابق ارشاد کے فرقہ قدریہ پیدا ہوا جو تقدیر الہی کا منکر ہے

خدا کو خالق جو ابر کا کتا ہے اور بندوں کو خالق افعال کا کتا ہے

معجزہ (۴۴) مسلم اور ابو داؤد اور ترمذی نے حضرت ابن عمر سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میری امت میں نسیف اور مسخ ہوگا اور یہ اُن لوگوں میں ہوگا جو منکر قدر کے ہوں گے۔ چنانچہ موافق ارشاد کے ایک شخص کو نے کارہنے والا حضرت ابو بکر اور حضرت عمرؓ کو بُرا کہا کرتا تھا اُس کی صورت مسخ ہو کر بند ہو گیا۔ اسی طرح ایک شخص کو نے کا حضرت عمرؓ اور حضرت ابو بکرؓ کو بُرا کتا تھا اُس کی صورت مسخ ہو کر نوک ہو گئے۔

معجزہ (۴۵) ریاض النضرۃ میں ارسف کی یہ صورت ہوئی کہ ایک قوم حلب کی امیر مدینہ منورہ پاکستان اور بہت سامان اور اچھے اور عمدہ تحفے لائی اور یہ درخواست کی کہ ایک دروازہ حجرہ شریفہ کا کھلوادے تاکہ وہ جسد اطہر حضرت ابو بکر صدیقؓ اور حضرت عمر فاروقؓ کو وہاں سے نکال لے جاویں۔ امیر مدینہ چونکہ بد مذہب تھا بسبب محبت دُنیا اس بات کو قبول کر لیا اور دروازہ حرم شریف کو کھلا کر کہا کہ جب یہ لوگ آریں دروازہ حرم شریف کا کھول دیجیو اور جو کچھ یہ کریں انہیں منع مت کیجیو۔ دربان مذکور کتا ہے کہ جب لوگ عشا کی نماز پڑھ کے مسجد شریف سے چلے گئے اور دروازہ حرم شریف کے بند ہو گئے۔ چالیس آدمی پھاوڑے اور کدال لئے ہوئے مشعل ساتھ آئے اور باب السلام پر کھڑے ہوئے اور کیواڑ کھٹکھٹایا۔ میں نے موافق حکم امیر کے دروازہ کھول دیا اور ایک گوشہ مسجد میں بیٹھ کے رونا شروع کیا کہ الہی کیا قیامت ہوگی۔ مگر سبحان اللہ ہنوز وہ منبر شریف کے قریب نہیں پہنچے تھے کہ سب کو مد تمام اسباب اور آلات کے پاس اُس ستون کے جو قریب محراب عثمانی کے ہے زمین نکل گئی پس موافق ارشاد رسول اللہ ﷺ کے آپ کی امت میں ایک قوم پر خسف واقع ہوا۔

معجزہ (۵۷) ابو داؤد اور ترمذی نے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میری امت میں تہتر فرقہ ہو جائیں گے اور وہ سب دوزخی ہونگے مگر ایک فرقہ جو میرا اور میرا صحابہ کے طریقہ پر چلے گا پس موافق ارشاد رسول اللہ ﷺ کے بعد زمانہ خلفاء راشدین کے باعتبار عقاید کے امت میں کثرت سے اختلاف پیدا ہوا اور وہ بڑھتے بڑھتے نوبت تہتر فرقوں کی ہو گئی۔

معجزہ (۵۸) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قیامت آنے سے پہلے ایک آگ ملک حجاز میں نکلے گی کہ روشنی اُس کی ملک حجاز سے ملک شام کے شہر بصرہ تک پہنچے گی اور وہاں کے اونٹ اُس کی روشنی میں راہ چلیں گے چنانچہ مطابق اس پیشین گوئی کے تیسری تاریخ جمادی الآخرہ ۱۵ھ میں جمعہ کے دن عشا کے بعد وہ آگ ملک حجاز میں متصل مدینہ طیبہ کے نکلی۔ مانند بڑے شہر کے جس میں قلعہ اور برج اور کنگرہ ہوں طول اُس کا بقدر

چار فرسنگ کے تھا یعنی بارہ میل اور عرض بقدر چار میل اور اتفاح بقدر ڈیڑھ قاسطانی کے اور مانند دیا کے موجیں مارتی تھی اور مانند سیلاب کے چلتی تھی اور مانند رعد کے آواز کرتی تھی اور اُس میں یہ عجیب بات تھی کہ پتھروں کو جلا دیتی تھی۔ پہاڑوں کو رانگ کی طرح کلا دیتی تھی اور درختوں پر اوس سے کچھ اثر نہیں پہنچتا تھا اور اُس کی روشنی نے عالم کو ایسا روشن کیا تھا کہ مدینہ کے لوگ رات کو اُس کی روشنی میں دن کے مانند کام کرتے تھے اور نور اُس آگ کا نئے میں اور شہر بھرے اوتیس میں معائنہ کیا گیا۔

معجزہ ۵ (۵۹) رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ نزدیک نردجلہ کے مسلمانوں کا ایک بڑا شہر ہوگا اور نردجلہ پر پُل ہوگا اور وہ شہر بہت آباد ہوگا اور آخر زمانہ میں ترک جن کے چہرے چوڑے ہیں اور آنکھیں چھوٹی اُس شہر پر چڑھ آویں گے اور نہر کے کنارہ ٹھہریں گے سو شہر کے لوگ تین فرقہ ہو جائیں گے۔ ایک فرقہ اپنا اسباب بیلوں پر لاد کے جنگل کی راہ لیں گے یعنی شہر چھوڑ کے بھاگ جائیں گے وہ ہلاک ہوئے اور ایک فرقہ ترکوں کی پناہ میں آجاویں گے وہ بھی ہلاک ہوئے اور ایک فرقہ اپنے لڑکے بالوں کو پیچھے کر کے لڑیں گے اور کفار ترک سے مقابلہ کریں گے وہ لوگ شہید ہیں۔ چنانچہ موافق اس پیشین گوئی کے محمد معتمد باشر خلیفہ عباسی میں یہ واقعہ ظہور میں آیا اور ترکان تار نے شہر بغداد پر چودار الخلافہ اور شہر عظیم مسلمانوں کا تھا اور دجلہ اُس کے بیچ میں واقع ہے اور دجلہ پر پُل بھی عہد عباسیہ میں رہتا تھا چڑھائی کی اور شہر کو گھیرا۔ شہر کے باشندوں میں یعنی مع اپنے عیال و اطفال کے بھاگ گئے اُن لوگوں کو ترکوں کے ظلم سے نجات نہ ملی۔ مقتول اور غارت ہو گئے اور خود معتمد باشر اور اکثر اشراف اور اعیان شہر نے بادشاہ ترک سے اماں چاہی اور اُن کی اطاعت میں داخل ہوئے وہ بھی نہ بچے اور ترکوں کی تیغ بے دریغ سے مقتول ہوئے اور کچھ لوگوں نے مردانگی کی اور ہمت قوی کر کے اُن کافروں سے جہاد کیا۔ خدا تعالیٰ نے انہیں شہادت نصیب کی۔ دونوں فرقوں کو دُنیا میں بھی نجات نہ ملی اور آخرت کے درجہ سے بھی محروم رہے اور تیسرا فرقہ دُنیا میں بھی لبردانگی و شجاعت نیک نام ہوا اور آخرت میں درجہ شہادت سے فائز ہوا۔

معجزہ ۵ (۶۰) دلائل النبوة میں ہے کہ زید بن ارقم بیمار ہوئے رسول اللہ صلعم اُن کی عیادت کو آئے اور آپ نے فرمایا کہ تمہیں بیماری سے اچھے ہو جاؤ گے اُس وقت تمہارا کیا حال ہوگا کہ میرے بعد تم جیتے رہو گے اور اندھے ہو جاؤ گے۔ زید بن ارقم نے کہا کہ میں ثواب سمجھ کر صبر کروں گا۔ آپ نے فرمایا کہ تو تم بے حساب بہشت میں داخل ہو گے۔ اُنیسویں بیٹے

زید کے کہتے ہیں کہ بعد وفات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زید بن ارقم اندھے ہو گئے پھر مدت کے بعد اللہ تعالیٰ نے اُن کی آنکھیں اچھی کر دیں۔ پس موافق فرمایا نے حضرت کے وہ بیماری سے اچھے ہو گئے اور بعد وفات حضرت کے اُن کی آنکھیں جاتی رہیں۔ جیسا حضرت نے فرمایا وہ ظہور میں آیا۔

معجزہ (۶۱) صحیح مسلم میں حضرت اسماء بنت ابی بکر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیشک قوم ثقیف میں ایک بڑا ظالم خونریز ہوگا اور ایک بڑا جھوٹا۔ چنانچہ موافق زمانے حضرت کے قوم ثقیف میں ظالم خونریز حجاج پیدا ہوا۔ اور بڑا جھوٹا مختار ثقفی پیدا ہوا کہ اُس نے اپنے تئیں ازراہ فریب نائب حضرت امام مہدی بن الحنفیہ کا قرار دے کے بالتمام قصص قاتلان امام حسین علیہ السلام ریاست حاصل کی اور جھوٹا دعویٰ پیغمبری کا کیا۔

معجزہ (۶۲) ابو داؤد نے اپنی سنہ میں بوجہ حدیث روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ امیری اُس کا انتظام ہوگی۔ یہ کہ سب کے پہلے اُس میں رخنہ ڈالے گا ایک شخص بنی اُمیہ میں سے جس کا نام زید ہوگا۔ چنانچہ مطابق ارشاد حضرت کے سب سے پہلے رخنہ انتظام اسلام میں زید کے سبب سے واقع ہوا کہ وہ شخص فاسق و شارب خمر بادشاہ ہوا اور امام حسینؑ کو اُس نے شہید کرایا اور مدینے پر لشکر خونریز بھیجا کہ اکثر صحابہ اور صحابی زادوں کو قتل کرایا اور بہت بڑے ظلم کئے اور کئے پر بھی لشکر واسطے عبد اللہ بن زبیرؓ کے بھیجا اور اُس کے لشکر نے کعبہ کا محاصرہ کیا اور وہاں پھر بارے حتیٰ کہ سقف مسجد حرام کو کھڑکی کی تختی اُن پتھروں سے بہت حد تک پھینچا بلکہ روئی میں گندھک لپیٹ کے اُن ملا عنہ نے آگ مسجد حرام میں پھینچی کہ پردہ خانہ کعبہ کا اور دیواریں خانہ کعبہ کی سب جل گئیں۔ غرض کہ جس قدر ظلم اور سبوری کی باتیں زید سے واقع ہوئیں کبھی واقع نہیں ہوئیں اور ہمیشہ گوئی حضرت کی صادق آئی۔

معجزہ (۶۳) ابو داؤد نے حضرت حذیفہ بن الیمان سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قیامت تک جتنے فتنے انگیز ہونے والے ہیں سب کا نام مع نام اُن کے باپ اور اُن کی قوم کے بتا دیا ہے۔

معجزہ (۶۴) حاکم اور بیہقی اور ابو نعیم نے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ثابت بن قیس شامی سے فرمایا یا یعیسٰ حمیداً و قاتلاً شہیداً یعنی زندگانی کرو گے تم بحالت محمود اور مارے جاؤ گے شہید ہو کر۔ چنانچہ مطابق اس خبر کے وہ عیش کے ساتھ اپنی زندگانی بسر کرتے رہے اور حضرت ابو بکرؓ کی خلافت میں جنگ یمامہ میں جو سیلہ کذاب سے ہوئی تھی شہید ہوئے۔

معجزہ (۶۵) ابو داؤد نے ابو ذرؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے معنی طب

کر کے فرمایا کہ عینے میں ایک بار ایسی خونریزی ہو گی کہ خون اچھا زیت کے اوپر ہے گا اور ان
 ڈھک لے گا۔ چنانچہ موافق ارشاد رسول اللہ صلعم واقعہ حترہ ہوا نیز یہ پلید کے وقت میں
 بعد شہادت امام حسینؑ کے جب کہ باشندگان مدینہ کہ اکثر اصحاب اور اولاد اصحاب تھے اطاعت
 یزید سے بسبب اُس کے شنائع اعمال کے منحرف ہو گئے تب یزید نے اُن پر لشکر خونخوار بکر کی
 مشرف بن عقبہ کے بھیجا اور مقابلہ عظیم واقع ہوا اور صد ہا اصحاب اور اولاد اصحاب شہید ہوئے
 اور اسی سنگستاں میں خون بہا اور ایسے شنائع اور قہاج واقع ہوئے کہ زبان قلم پر نہیں آسکتے۔
 معجزہ (۶۵) ابو داؤد نے انس بن مالک سے روایت کی کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ
 اے انس لوگ شہر آباد کریں گے اور اُن میں سے ایک شہر ہو گا جسے بصرہ کہیں گے سو اگر تم
 اُس شہر میں داخل ہو تو اُس کی زمین شود اور کھاؤ اور باغات اور بانار اور امیروں و دونوں
 سے بچھا اور کناروں پر اُس کے رہنا اس واسطے کہ اُس شہر میں نصف ہو گا یعنی زمین میں جس جاتا
 اور قذف ہو گا یعنی پتھروں کا برستا اور رجف ہو گا یعنی زلزلہ اور مسخ ہو گا یعنی صورت کا بدل جاتا
 رسول اللہ صلعم نے دو باتوں کی خبر دی۔ ایک یہ کہ ایک شہر نیا آباد ہو گا اور اُس کا نام بصرہ
 ہو گا۔ دوسرے یہ کہ اُس شہر میں نصف اور قذف اور مسخ ہو گا۔ پس موافق ارشاد حضرت
 کے پہلی کا تصور ہو لیا۔ حضرت عمرؓ کے عہد میں عقبہ بن عمرو ان نے شہر بصرہ حضرت عمرؓ کے حکم سے
 شہر ہجری میں آباد کیا اور دوسری خبر کا اب تک ظہور نہیں ہوا آئندہ ہو گا۔

معجزہ (۶۶) طبرانی نے رافع بن خدیج سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے ایک بار
 حاضرین مجلس سے فرمایا کہ تم میں سے ایک آدمی کی ڈاڑھ دو نغ میں مانند جیل احد کے ہو گی حضرت
 ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ میں بھی اُس مجلس میں تھا اور سب لوگ تو مر گئے میں اور ایک اور آدمی باقی
 رہا وہ دوسرا شخص جنگ یا میں مرتد ہو کے مارا گیا۔ پس موافق خبر دینے حضرت کے وہ مرتد
 ہو کے جہنمی ہوا۔

معجزہ (۶۷) بیہقی نے روایت کی ہے کہ جب حضرت ابو ذر کی وفات قریب ہوئی اُن کی زوجہ
 ام ذر نے لگیں۔ ابو ذر نے کہا تم کیوں روتی ہو۔ ام ذر نے کہا میں کیسے نہ روؤں تمہاری
 وفات جنگل میں ہوئی اور ہمارے پاس کفن بھی نہیں ہے حضرت ابو داؤد نے کہا کہ مت روؤ
 جناب رسول اللہ صلعم نے ایک جماعت کو کہ میں بھی اُن میں تھا خطاب کر کے فرمایا کہ تم میں سے
 ایک آدمی زمین غیر آباد میں مرے گا اُس کے جنازہ پر ایک جماعت مسلمانوں کی حاضر ہو گی
 سو وہ آدمی میں ہی ہوں۔ تم راہ کو جا کر دیکھو۔ وہ کہتی ہیں کہ میں نکلی سو کچھ لوگ مسافر سوار آتے
 دیکھے۔ اُنہیں میں نے حضرت ابو ذر کے حال کی خبر کی وہ سب حضرت ابو ذر کے پاس آئے

اُن سے حضرت ابو ذر نے کہا کہ تم میں سے مجھے کفن وہ دیوے جو نہ نقیب ہونا میرا ایک جوان نے اُن میں سے کہا کہ میں تمہیں کفن دیتا ہوں۔ اسے تم اپنا ازار اور دو کپڑے میری گھڑی میں ہیں میری ماں کے کتے ہوئے سوئے ہوئے ہیں۔ حضرت ابو ذر نے کہا کہ اچھا تم مجھے کفن دو جب وہ مرے تو اُن لوگوں نے تجیز و تکفین کر کے نماز جنازہ پڑھنے کے اُنہیں دفن کر دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو خبر دی تھی کہ ایک شخص حاضرین مجلس میں سے غیر آباد زمین میں مرے گا اور ایک جماعت مسلمانوں کی دناں بچنے کے اُس کی تجیز و تکفین کرے گی۔ سو موافق ارشاد حضرت کے وقوع میں آیا۔

معجزہ (۶۸) طبرانی اور بیہقی نے ابن حکیم ضعیفی سے روایت کی ہے کہ جب ابو ہریرہ مجھے ملتے مجھ سے سمرہ کا حال پوچھتے اور جب میں اُن کی صحت کی خبر دیتا تو خوش ہوتے۔ میں نے اس کا سبب پوچھا۔ اُنہوں نے بیان کیا کہ ہم دس آدمی ایک گھر میں تھے سو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے جو بچھے مرے گا نار میں ہوگا سو آٹھ تو مر چکے ہیں اور سمرہ باقی ہیں یعنی اسی خبر کے ڈر سے سمرہ کے حال کی تفتیش کرتا ہوں اور حضرت ابو ہریرہ نہ کا یہ حال تھا کہ جو کوئی کہہ دیتا کہ سمرہ مر گئے تو اُنہیں غش آجاتا تھا۔ یہاں تک کہ سمرہ سے پہلے اُن کا حال ہو گیا اور سمرہ کو مرض کزاز لاحق ہوا جو شدت سردی سے ہوتا ہے بڑی دیک میں خوب گرم کھوتا پانی بھر کے اُس پر گرمی حاصل کرنے کے لئے بیٹھے ایک دن اُس میں گر پڑے اور جل کر مر گئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو اُن دس آدمیوں کے حق میں فرمایا تھا کہ تم میں کچھلا از روئے موت کے تار میں ہوگا سو وہ لوگ نار سے نار جہنم سمجھے تھے اور مراد حضرت کی نار سے دُنیا کی نار تھی چنانچہ مطابق اس کے سمرہ سب سے پیچھے آگ میں جل کر مرے۔

معجزہ (۶۹) صحیحین میں ابو سعید خدری سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم لوگ پیروی کرو گے اُن لوگوں کے طریقوں کی جو تم سے پہلے ہوئے بالشت بالشت دست بدست یہاں تک کہ اگر وہ سو سمار کے سوراخ میں گھسے ہوں گے تو اس بات میں بھی اُن کی پیروی کرو گے۔ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پہلے آدمیوں سے یہود اور نصاریٰ مراد ہیں آپ نے فرمایا کہ کون ہیں یہود کی روش تھی حسد اور حق کا چھپانا اور بطبع دُنیا مسلک غلط بتانا اور کتاب الہی میں سے جو حکم اپنے موافق ہو اُس کا ظاہر کرنا اور جو خلاف ہو اُس کا چھپانا سو موافق ارشاد حضرت کے اس قسم کی باتیں اس امت کے علماء بیدین میں پائی جاتی ہیں نصاریٰ کی روش ہے نبی اور بزرگوں کے حق میں اس طرح کا اعتقاد کرنا جو خدائی کے رتبے کو پہنچا دے سو یہ بات بھی اس امت میں مثل نصیری وغیرہ میں پائی جاتی ہے اور اکثر وضعوں میں لوگوں نے نصاریٰ

کی شہادت اِستیلا کی ہے۔

معجزہ ۱۰ (۷۱) یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبد اللہ بن زبیر سے فرمایا کہ تم لوگوں سے مصیبت پہنچے گی اور تم سے لوگوں کو مصیبت پہنچے گی چنانچہ مطابق اس کے ظاہر میں آیا کہ دو بعد وفات معاویہ اور شہادت امام حسین علیہ السلام کے سلسلہ جبری میں خلیفہ ہوئے اور سوائے ملک شام کے اور سب بلاد اسلام کے اُن کے قبضہ میں آئے اور سلسلہ جبری میں عبد الملک بن مروان کے حکم سے حجاج ظالم نے اُن پر لشکر کشی کی اور مکہ کا محاصرہ کیا اور اُن کو شہید کیا۔ پس موافق ارشاد حضرت کے اُن کو لوگوں سے یہ مصیبت پہنچی کہ شہید ہوئے اور تکلیفات دُنیاوی اُنہوں نے اور اُن کے اہل بیت نے ظالموں کے ہاتھ سے اٹھائیں اور لوگوں کو اُن کے سبب سے یہ مصیبت پہنچی کہ اہل مکہ بلائے محاصرہ حجاج میں مبتلا ہوئے اور لوگ حجاج کے ہاتھ سے مارے گئے خانہ کعبہ کو بھی صدمہ پہنچا۔ گھر عبد اللہ بن زبیر کا خانہ کعبہ سے مقابل تھا۔ اس سبب سے بیت الحرام پر بھی حجاج کے نجفیت کے پتھر پھینچے اور یہ بھی مصیبت لوگوں کو سبب عبد اللہ بن زبیر کے ہوئی کہ قاتلین اُن کے گناہ عظیم اور عذاب آخرت میں مبتلا ہوئے۔

معجزہ ۱۱ (۷۲) یہی اور ابن عدی نے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زبیر بن صومان کے حق میں فرمایا کہ ایک عضو اُن کا اُن سے پہلے جنت میں جائے گا سو مطابق اس کے واقع ہوا کہ بایں ہاتھ اُن کا غزوہ ہند میں کٹ گیا۔

معجزہ ۱۲ (۷۳) یہی اور حاکم نے حسن بن محمد سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمرؓ سے فرمایا کہ سہیل بن عمرو سے توقع ہے کہ وہ ایسا کام کرے اور اس طرح کا بیان کرے گا کہ تم سُن کر خوش ہو گے سو ایسا ہی ہوا کہ جب خبر وفات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مکہ معظمہ میں پہنچی اور وہاں کے لوگوں کو اضطراب اور تزلزل ہوا۔ سہیل بن عمرو نے کھڑے ہو کر ایسا خطبہ پڑھا جیسا حضرت ابو بکر صدیق نے مدینہ منورہ میں پڑھا تھا اور مکہ کے لوگوں کو دین پر ثابت کر دیا اور اُن کو تسلی اور تسکین دی۔

معجزہ ۱۳ (۷۴) صحیحین میں جابر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قریب ہے کہ میری امت کے لوگ اِنماط بچھائیں گے چنانچہ مطابق اس ارشاد کے ظہور میں آیا کہ صحابہ کرام جو فقرا و دستگی میں مبتلا تھے مالدار ہو گئے اور اچھے اچھے کپڑے اور اچھے فرش انہیں میسر آئے۔ چنانچہ حضرت جابرؓ کے گھر میں اسی اِنماط کے بچھوئے تھے۔

معجزہ ۱۴ (۷۵) صحیحین میں ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسیلمہ کذاب

کے حق میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اُسے ہلاک کرے گا چنانچہ مطابق اُس کے ظہور میں آیا کہ بد وقت رسول اللہ صلعم کے ہزار ما آدمی اُس کے ساتھ مجتمع ہو گئے تھے اور اُس نے دعویٰ بینبری کیا تھا۔ حضرت ابو بکر صدیق نے خالد بن ولید کو ایک لشکر جبار کے ساتھ اُس پر بھیجا اور اُسے لڑنے اور اُس پر فتح پائی اور اُس لڑائی میں وہ مارا گیا جیسا حضرت نے فرمایا تھا۔

معجزہ (۷۵) بخاری نے انس بن مالک سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے قبل پینچنے خبر کے زید اور جعفر اور عبد اللہ بن رواحہ کے شہید ہونے کی خبر لوگوں کو سنا دی فرمایا کہ نشان لیا زید نے پس وہ شہید ہوا پھر نشان لیا جعفر نے پس وہ شہید ہوا۔ پھر نشان لیا ابن رواحہ نے پس شہید ہوا۔ آخر کو ایک خدا کی تلوار نے نشان لیا اور فتح حاصل ہوئی۔ یہ واقعہ موضع موتہ کا ہے جو شام میں ہے اور مدینہ سے ایک مہینہ یا زیادہ کا راستہ ہے۔

معجزہ (۷۶) صحیحین میں ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ خبر دن بخاشی بادشاہ حبشہ کا انتقال ہوا اسی روز آپ نے اُس کے مرنے کی خبر دی اور صحابہ کے ساتھ مدینہ گدا کی طرف جا کر اُس کے جنازہ کی نماز پڑھی۔

معجزہ (۷۷) مسلم نے جابر سے روایت کی ہے رسول اللہ صلعم ایک سفر سے واپس آتے تھے۔ جب قریب مدینہ کے پہنچے تب ایک ہوا ایسی شدید چلی کہ قریب تھا کہ سوار گر کر مر جائے آپ نے فرمایا کہ یہ ہوا ایک منافق کی موت کے لئے چلی ہے جب مدینہ میں پہنچے تو معلوم ہوا کہ رفاعہ بن زید جو بڑا منافق تھا وہ مر گیا پس مطابق ارشاد حضرت کے یہ واقعہ ظہور میں آیا۔ معجزہ (۷۸) امام احمد نے ابن عباس رضی سے اور حاکم اور بیہقی نے حضرت عائشہ رضی سے روایت کی ہے کہ جنگ بدر میں کافروں کے ساتھ حضرت عباس بن عبد المطلب امیر ہو کر آئے اُن کی رہائی کے لئے اُن سے مال فدا طلب کیا گیا۔ اُنہوں نے کہا کہ میرے پاس اس قدر روپیہ کہاں جو مجھ سے مانگا جاتا ہے۔ حضرت نے فرمایا کہ جو مال تم نے ام الفضل کے پاس دفن کیا ہے وہ کیا ہوا۔ حضرت عباس رضی نے کہا کہ یا رسول اللہ صلعم اُس مال کی تو سوائے میرے اور ام الفضل کے اور کسی کو خبر نہ تھی۔ پھر وہ مال منگا کر دیا۔

معجزہ (۷۹) بیہقی اور طبرانی نے روایت کی ہے کہ بعد فقہ بدر کے ایک بن صفوان بن اوس بن خلف اور عمیر بن وہب بن خلف حجاز اور بھائی اُس کا مقام حجر میں پیچھے کرکشتگان بدر کا تذکرہ کرنے لگے۔ صفوان نے کہا کہ ان لوگوں کے قتل ہونے کے بعد کچھ زندگی کا اظہار نہیں رہا عمیر نے کہا سچ ہے مگر میں مقروض ہوں اور میرے پاس کچھ دین ادا کرنے کو نہیں اور بعد

اپنے عیال کے تباہ ہو جانے کا بھی ڈر ہے نہیں تو میں جا کر محمد کو قتل کر ڈالتا اور مجھے ایک
 ہمانہ اُن کے پاس جانے کا ہے۔ میرا بیٹا دباں قید ہے۔ سفوان نے یہ بات غنیمت سمجھی
 اور کہا کہ تیرے دین کو میں ادا کر دوں گا اور تیرے عیال کی میں ہمیشہ خبر گیری کرتا رہوں گا۔ عمیر
 نے کہا کہ تو اس بات کو کسی سے ذکر مت کیجیو اور اُس نے اپنی تلوار پر سان رکھا اور زہریا
 بھجائی اور چلکر مدینہ میں پہنچا۔ اور مسجد شریف کے دروازہ پر اونٹ کو بٹھایا اور وہ تلوار کو
 حائل کئے ہوئے تھا اُسے حضرت عمرؓ نے دیکھ کے کہا کہ یہ کتا۔ دشمن خدا کا کچھ بدیہی
 کے لئے آیا ہو گا اور آنحضرتؐ کو اُس کے آنے کی خبر کی۔ آپ نے فرمایا کہ لے آؤ۔ اُسے
 حضرت عمرؓ نے جا کر لے آئے اور اُس کی تلوار اپنے قبضہ میں کر لی تھی۔ جب آپ نے اُسے
 دیکھا فرمایا کہ اے عمرؓ اسے چھوڑ دو۔ پھر آپ نے اُس سے کہا کہ اے عمیر قریب آجیو وہ
 قریب ہوا تو پوچھا کہ کیوں آیا ہے۔ اُس نے کہا کہ اپنے قیدی کے لئے آیا ہوں کہ اُس
 معاملہ میں احسان کرو۔ آپ نے فرمایا کہ تلوار کیوں گردن میں ڈالی ہے۔ اُس نے کہا کہ
 تلوار کس کام کی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ سچ سچ بیان کر کہ تو کس لئے آیا ہے اُس نے کہا کہ
 میں اسی کام کے لئے آیا ہوں جو میں نے عرض کیا۔ آپ نے فرمایا کہ تو نے اور سفوان
 نے مقام حجر میں تذکرہ کشتگان پیر کا کیا اور تو نے کہا کہ اگر میں مقروض نہ ہوتا اور خوف
 بلاء کا عیال نہ ہوتا تو میں جا کر محمد کو قتل کر ڈالتا اور سفوان نیزے قرض اور خبر گیری عیال کا
 مستفیل ہوا۔ اور تو میرے قتل کے لئے آیا۔ اُس نے یہ سنتے ہی کہا اَشْهَدُ اَنْكَ رَسُولٌ
 اللہ۔ گواہی دیتا ہوں کہ تم پیغمبر خدا ہو۔ اس بات کی سولے میرے اور سفوان کے کسی
 کو خبر نہ تھی۔ قسم خدا کی میں جانتا ہوں کہ خدا ہی نے تمہیں اس بات کی خبر کر دی۔ شکر خدا کہ
 اُس نے مجھے اسلام کی ہدایت دی۔ آپ نے اصحاب سے فرمایا کہ اپنے بھائی کو دین
 کی باتیں سکھاؤ اور کلام اللہ پڑھاؤ اور اُس کے قیدی کو چھوڑ دو۔

معجزہ ۵ (۸۰) بیعتی نے حضرت عروہؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہؐ سلم کی اونٹنی
 گم ہو گئی۔ آپ نے تلاش کرایا نہ ملی۔ زید بن نصیب متافق نے کہا محمد کہتے ہیں کہ میں
 غیب کی خبریں جانتا ہوں اور ان کو اپنی اونٹنی کی تو خبر ہی نہیں۔ حضرت حیریلؑ آئے
 اور اُس متافق کے مقولہ کی خبر دی اور اونٹنی کا ٹھکانا بتا دیا۔ آپ نے فرمایا کہ وہ اونٹنی
 فلانی گھائی میں ہے اُس کی ہمارا ایک درخت سے اٹک گئی ہے۔ لوگ جھپٹے اور اُس گھائی
 میں اُس اونٹنی کو اسی طرح پایا جیسا حضرت نے فرمایا تھا۔

معجزہ ۵ (۸۱) صحیحین میں حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ سلم نے

خدا کو خالق جو ابر کا کتا ہے اور بندوں کو خالق افعال کا کتا ہے

معجزہ (۵۷) مسلم اور ابوداؤد اور ترمذی نے حضرت ابن عمر سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میری امت میں نصف اور مسخ ہوگا اور میں ان لوگوں میں ہوگا جو منکر قدر کے ہوں گے۔ چنانچہ موافق ارشاد کے ایک شخص کو نے کارہنے والا حضرت ابو بکر اور حضرت عمرؓ کو بڑا کہا کرتا تھا اُس کی صورت مسخ ہو کر بند ہو گیا۔ اسی طرح ایک شخص کو نے کا حضرت عمرؓ اور حضرت ابو بکرؓ کو بڑا کتا تھا اُس کی صورت مسخ ہو کر نوک ہو گئے۔

معجزہ (۵۸) ریاض النضرۃ میں ہر خف کی یہ صورت ہوتی کہ ایک قوم حلب کی امیر مدینہ منورہ چلے گئے اور بہت سامان اور اچھے اور عمدہ کھجور لائی اور یہ درخواست کی کہ ایک دروازہ حجرہ شریفہ کا کھلو اور دے تاکہ وہ جسدا طہ حضرت ابو بکر صدیقؓ رہا اور حضرت عمر فاروقؓ کو وہاں سے نکال لے جاویں۔ امیر مدینہ چونکہ بد مذہب تھا بسبب محبت دنیا اس بات کو قبول کر لیا اور دروازہ حرم شریف کو کھلا کر کہہ دیا کہ جب یہ لوگ آویں دروازہ حرم شریف کا کھول دیجیو اور جو کچھ یہ کریں انہیں منع مت کیجیو۔ دربان مذکور کتا ہے کہ جب لوگ عشا کی نماز پڑھ کے مسجد شریف سے چلے گئے اور دروازہ حرم شریف کے بند ہو گئے۔ چالیس آدمی پھاوڑے اور کدال لئے ہوئے مشعل ساتھ آئے اور باب السلام پر کھڑے ہوئے اور کیواڑ کھٹکٹا باہر میں نے موافق حکم امیر کے دروازہ کھول دیا اور ایک گوشہ مسجد میں بیٹھ کے روزا شروع کیا کہ الہی کیا قیامت ہوگی۔ مگر سبحان اللہ ہنوز وہ منبر شریف کے قریب نہیں پہنچے تھے کہ سب کو مد تمام اسباب اور آلات کے پاس اُس ستون کے جو قریب محراب عثمانی کے ہے زمین نکل گئی پس موافق ارشاد رسول اللہ ﷺ کے آپ کی امت میں ایک قوم پر خف واقع ہوا۔

معجزہ (۵۹) ابوداؤد اور ترمذی نے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میری امت میں تہتر فرقہ ہو جائیں گے اور وہ سب دوزخی ہوں گے مگر ایک فرقہ جو میرا صحابہ کے طریقہ پر چلیگا پس موافق ارشاد رسول اللہ ﷺ کے بعد زمانہ خلفاء راشدین کے باعتبار عقاید کے امت میں کثرت سے اختلاف پیدا ہوا اور وہ بڑھتے بڑھتے نوبت تہتر فرقوں کی ہو گئی۔

معجزہ (۶۰) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قیامت آنے سے پہلے ایک آگ ملک حجاز میں بجھے گی کہ روشنی اُس کی ملک حجاز سے ملک شام کے شہر بصرہ تک پہنچے گی اور وہاں کے اونٹ اُس کی روشنی میں راہ چلیں گے چنانچہ مطابق اس پیشین گوئی کے تیسری تاریخ جمادی الآخرہ ۶۲۵ھ میں جمہور کے دن عشا کے بعد وہ آگ ملک حجاز میں متصل مدینہ طیبہ کے نکلی۔ مانند بڑے شہر کے جس میں قلعہ اور برج اور کنگرہ ہوں طول اُس کا بقدر

چار فرسنگ کے تھا یعنی بارہ میل اور عرض بقدر چار میل اور ارتفاع بقدر ڈیڑھ قامت آدمی کے اور مانند دریا کے موجیں مارتی تھی اور مانند سیلاب کے چلتی تھی اور مانند رعد کے آواز کرتی تھی اور اُس میں یہ عجیب بات تھی کہ پتھروں کو جلا دیتی تھی۔ پہاڑوں کو رانگ کی طرح کلا دیتی تھی اور درختوں پر اوس سے کچھ اثر نہیں پہنچتا تھا اور اُس کی روشنی نے عالم کو ایسا روشن کیا تھا کہ مدینہ کے لوگ رات کو اُس کی روشنی میں دن کے مانند کام کرتے تھے اور نور اُس آگ کا نکتے میں اور شہر بھر سے اوتیرا میں معائنہ کیا گیا۔

معجزہ ۵ (۵۹) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نزدیک نردجلہ کے مسلمانوں کا ایک بڑا شہر ہوگا اور نردجلہ پر چل ہوگا اور وہ شہر بہت آباد ہوگا اور آخر زمان میں ترک جن کے چہرے چوڑے ہیں اور آنکھیں چھوٹی اُس شہر پر چڑھ آویں گے اور نردجلہ کے کنارہ ٹھہریں گے سو شہر کے لوگ تین فرقہ ہو جائیں گے۔ ایک فرقہ اپنا اسباب بیلوں پر لاد کے جنگل کی راہ لیں گے یعنی شہر چھوڑ کے بھاگ جائیں گے وہ ہلاک ہوئے اور ایک فرقہ ترکوں کی سینا میں آجائیں گے وہ بھی ہلاک ہوئے اور ایک فرقہ اپنے لڑکے بالوں کو پیچھے کر کے لڑیں گے اور کفار ترک سے مقابلہ کریں گے وہ لوگ شہید ہیں۔ چنانچہ موافق اس پیشین گوئی کے عہد معتمد باشر خلیفہ عباسی میں یہ واقعہ ظہور میں آیا اور ترکان تار نے شہر بغداد پر جو دار الخلافہ اور شہر عظیم مسلمانوں کا تھا اور دجلہ اُس کے بیچ میں واقع ہے اور دجلہ پر چل بھی عہد عباسیہ میں رہتا تھا چڑھائی کی اور شہر کو گھیرا۔ شہر کے باشندوں میں بچنے مع اپنے عیال و اطفال کے بھاگ گئے ان لوگوں کو ترکوں کے ظلم سے نجات نہ ملی۔ مقتول اور غارت ہو گئے اور خود معتمد باشر اور اکثر اشراف اور اعیان شہر نے بادشاہ ترک سے اماں چاہی اور اُن کی اطاعت میں داخل ہوئے وہ بھی نہ بچے اور ترکوں کی تیغ بے دریغ سے مقتول ہوئے اور کچھ لوگوں نے مردانگی کی اور بہت قوی کر کے اُن کافروں سے جہاد کیا۔ خدا تعالیٰ نے انہیں شہادت نصیب کی۔ دونوں فرقوں کو دُنیا میں بھی نجات نہ ملی اور آخرت کے درجہ سے بھی محروم رہے اور تیسرا فرقہ دُنیا میں بھی مردانگی و شجاعت نیک نام ہوا اور آخرت میں درجہ شہادت سے فائز ہوا۔

معجزہ ۵ (۶۰) دلائل النبوة میں ہے کہ زید بن ارقم بیمار ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی عیادت کو آئے اور آپ نے فرمایا کہ تمہیں بیماری سے اچھے ہو جاؤ گے اُس وقت تمہارا کیا حال ہوگا کہ میرے بعد تم جیتے رہو گے اور اندھے ہو جاؤ گے۔ زید بن ارقم نے کہا کہ میں ثواب سمجھ کر صبر کروں گا۔ آپ نے فرمایا کہ تو تم بے حساب بہشت میں داخل ہو گے۔ اُنیسویں بیٹے

زید کے کہتے ہیں کہ بعد وفات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زید بن ارقم اندھے ہو گئے پھر مدت کے بعد اللہ تعالیٰ نے اُن کی آنکھیں کھلی کر دیں۔ پس موافق فرمایا نے حضرت کے وہ بیماری سے اچھے ہو گئے اور بعد وفات حضرت کے اُن کی آنکھیں جاتی رہیں۔ جیسا حضرت نے فرمایا وہ ظہور میں آیا۔

معجزہ (۶۱) صحیح مسلم میں حضرت اسماء بنت ابی بکر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیشک قوم ثقیف میں ایک بڑا ظالم خونریز ہوگا اور ایک بڑا جھوٹا۔ چنانچہ موافق فرمایا نے حضرت کے قوم ثقیف میں ظالم خونریز حجاج پیدا ہوا۔ اور بڑا جھوٹا مختار ثقفی پیدا ہوا کہ اُس نے اپنے تئیں ازراہ فریب تا رب حضرت امام مہدی بن الحنفیہ کا قرار دے کے باطلانِ قصہ قصاص قاتلانِ امام حسین علیہ السلام ریاستِ حاصل کی اور جھوٹا دعویٰ پیغمبری کا کیا۔

معجزہ (۶۲) ابو یعلیٰ نے اپنی سند میں ابو عبیدہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ امیر میری امت کا انتظام سرنگی تک کہ سب کے پہلے اُس میں رخنہ ڈالے گا ایک شخص بنی امیہ میں سے جس کا نام زید ہوگا۔ چنانچہ مطابق ارشاد حضرت کے سب سے پہلے رخنہ انتظامِ اسلام میں زید کے سبب سے واقع ہوا کہ وہ شخص فاسق و شاربِ خمر بادشاہ ہوا اور امام حسینؑ کو اُس نے شہید کرایا اور مدینے پر لشکرِ خونریز بھیجا کہ اکثر صحابہ اور صحابی زادوں کو قتل کرایا اور بہت بڑے ظلم کئے اور کئے پر بھی لشکرِ واسطے عبد اللہ بن زبیرؓ کے بھیجا اور اُس کے لشکر نے کعبہ کا محاصرہ کیا اور وہاں پتھر مارے حتیٰ کہ سقفِ مسجدِ حرام کو ککڑی کی تھی اُن پتھروں سے بہت حد تک پہنچا بلکہ روئی میں گندھک لپیٹ کے اُن ملا عنذ نے آگ مسجدِ حرام میں پہنچائی کہ پردہ خانہ کعبہ کا اور دیواریں خانہ کعبہ کی سب جل گئیں۔ غرض کہ جس قدر ظلم اور سبیدی کی باتیں زید سے واقع ہوئیں کبھی واقع نہیں ہوئیں اور پیشین گوئی حضرت کی صادق آئی۔

معجزہ (۶۳) ابو داؤد نے حضرت حذیفہ بن الیمان سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قیامت تک جتنے فتنے انگیز ہونے والے ہیں سب کا نام مع نام اُن کے باپ اور اُن کی قوم کے بتا دیا ہے۔

معجزہ (۶۴) حاکم اور بیہقی اور ابو نعیم نے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ثابت بن قیس شامی سے فرمایا یا یعیس جیمیداً و تفضل شہیداً یعنی زندگانی کرو گے تم بحالتِ محمود اور ماں جاؤ گے شہید ہو کر۔ چنانچہ مطابق اس خبر کے وہ عیش کے ساتھ اپنی زندگانی بسر کرتے رہے اور حضرت ابو بکرؓ کی خلافت میں جنگِ یمامہ میں جو سیدہ کذاب سے ہوئی تھی شہید ہو گئے۔

معجزہ (۶۵) ابو داؤد نے ابو ذرؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے میں طلب

کر کے فرمایا کہ سینے میں ایک ہار لسی خون زیزی ہو گی کہ خون اچھا زیت کے اوپر ہے گا اور ان
 ڈھک لے گا۔ چنانچہ موافق ارشاد رسول اللہ صلعم واقعہ حترہ ہوا نیز یہ لمپید کے وقت میں
 بعد شہادت امام حسین کے جب کہ باشندگان مدینہ کہ اکثر اصحاب اور اولاد اصحاب تھے اطاعت
 یزید سے بسبب اس کے شنائع اعمال کے مسخرف ہو گئے تب یزید نے ان پر لشکر خونخوار بیکری
 شرف بن عقبہ کے بھیجا اور مقابلہ عظیم واقع ہوا اور صد با اصحاب اور اولاد اصحاب شہید ہو
 اور اسی سنگستان میں خون بہا اور ایسے شنائع اور قبائح واقع ہوئے کہ زبان قلم پر نہیں آسکتے۔
 معجزہ (۶۵) ابو داؤد نے انس بن مالک سے روایت کی کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ
 اے انس لوگ شہر آباد کریں گے اور ان میں سے ایک شہر ہوگا جسے بصرہ کہیں گے سو اگر تم
 اس شہر میں داخل ہو تو اس کی زمین شور اور کلاو اور باغات اور بازار اور میروں دوزخوں
 سے بچنا اور کناروں پر اٹھ کے رہنا اس واسطے کہ اس شہر میں خسف ہوگا یعنی زمین میں گھس جاتا
 اور قذف ہوگا یعنی پتھروں کا برستا اور رجف ہوگا یعنی زلزلہ اور مسخ ہوگا یعنی صورت کا بدل جانا
 رسول اللہ صلعم نے دو باتوں کی خبر دی۔ ایک یہ کہ ایک شہر نیا آباد ہوگا اور اس کا نام بصرہ
 ہوگا۔ دوسرے یہ کہ اس شہر میں خسف اور قذف اور رجف اور مسخ ہوگا۔ پس موافق ارشاد حضرت
 کے پہلی کا ظہور ہو لیا۔ حضرت عمر بن عبد بن عمرو ان نے شہر بصرہ حضرت عمر بن عبد
 شمس ہجری میں آباد کیا اور دوسری خبر کا اب تک ظہور نہیں ہوا آئندہ ہوگا۔

معجزہ (۶۶) طبرانی نے رافع بن خدیج سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے ایک بار
 حاضرین مجلس سے فرمایا کہ تم میں سے ایک آدمی کی ڈاڑھ دو رخ میں مانند جیل احد کے ہوگی حضرت
 ابو ہریرہ فرماتے ہیں کہ میں بھی اس مجلس میں تھا اور سب لوگ تو مر گئے میں اور ایک اور آدمی باقی
 رہا وہ دوسرا شخص جنگ یمامہ میں مرتد ہو کے مارا گیا۔ پس موافق خبر دینے حضرت کے وہ مرتد
 ہو کے جہنمی ہوا۔

معجزہ (۶۷) بیہقی نے روایت کی ہے کہ جب حضرت ابو ذر کی وفات قریب ہوئی ان کی زوجہ
 ام ذر روئے لگیں۔ ابو ذر نے کہا تم کیوں روتی ہو۔ ام ذر نے کہا میں کیسے نہ روؤں تمہاری
 وفات جنگل میں ہوئی اور ہمارے پاس کفن بھی نہیں ہے حضرت ابو داؤد نے کہا کہ مت روؤ
 جناب رسول اللہ صلعم نے ایک جماعت کو کہ میں بھی ان میں تھا خطاب کر کے فرمایا کہ تم میں سے
 ایک آدمی زمین غیر آباد میں مرے گا اس کے جنازہ پر ایک جماعت مسلمانوں کی حاضر ہوگی
 سو وہ آدمی میں ہی ہوں۔ تم راہ کو جا کر دیکھو۔ وہ کہتی ہیں کہ میں نکلی سو کچھ لوگ مسافر سوار آئے
 دیکھے۔ انہیں میں نے حضرت ابو ذر کے حال کی خبر کی وہ سب حضرت ابو ذر کے پاس آئے

اُن سے حضرت ابو ذر نے کہا کہ تم میں سے مجھے کفن دو دیوے جو نہ نقیب ہوں یا میرا۔ ایک جوان نے اُن میں سے کہا کہ میں تمہیں کفن دیتا ہوں۔ اسے عم اپنا ازار اور دو کپڑے میری گھڑی میں ہیں میری ماں کے کتے ہوئے سوتے بنے ہوئے ہیں۔ حضرت ابو ذر نے کہا کہ اچھا تم مجھے کفن دو جب وہ مرے تو اُن لوگوں نے تجھیز و تکفین کر کے نماز جنازہ پڑھنے کے اُنہیں دفن کر دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو خبر دی تھی کہ ایک شخص حاضرین مجلس میں سے غیر آباد زمین میں مرے گا اور ایک جماعت مسلمانوں کی وہاں پہنچ کے اُس کی تجھیز و تکفین کرے گی۔ سو موافق ارشاد حضرت کے وقوع میں آیا۔

معجزہ ۵ (۶۸) طبرانی اور بیہقی نے ابن کثیر نے نبی سے روایت کی ہے کہ جب ابو ہریرہ مجھے ملتے مجھ سے سُمہہ کا حال پوچھتے اور جب میں اُن کی صحت کی خبر دیتا تو خوش ہوتے۔ میں نے اس کا سبب پوچھا۔ اُنہوں نے بیان کیا کہ ہم دس آدمی ایک گھر میں تھے سو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے جو بچھے مرے گا نار میں ہوگا سو آٹھ تو مر چکے ہیں اور سُمہہ باقی ہیں یعنی وہی خبر کے ڈر سے سُمہہ کے حال کی نقیض کرتا ہوں اور حضرت ابو ہریرہ نے کہا یہ حال تھا کہ جو کوئی کہہ دیتا کہ سُمہہ مر گئے تو اُنہیں غش آجاتا تھا۔ یہاں تک کہ سُمہہ سے پہلے اُن کا حال ہو گیا اور سُمہہ کو مرض کزاز لاحق ہوا جو شدت سردی سے ہوتا ہے بڑی دیک میں خوب گرم کھو پانی بھر کے اُس پر گرمی حاصل کرنے کے لئے بیٹھے ایک دن اُس میں گر پڑے اور جل کر مر گئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو اُن دس آدمیوں کے حق میں فرمایا تھا کہ تم میں کچھلا از روئے موت کے نار میں ہوگا سو وہ لوگ نار سے نار جہنم سمجھے تھے اور مراد حضرت کی نار سے دُنیا کی نار تھی چنانچہ مطابق اس کے سُمہہ سب سے بچھے آگ میں جل کر مرے۔

معجزہ ۶ (۶۹) صحیحین میں ابو سعید خدری سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم لوگ پیروی کرو گے اُن لوگوں کے طریقوں کی جو تم سے پہلے ہوئے بالشت بالشت دست بدست یہاں تک کہ اگر وہ سو سمار کے سورخ میں گھسے ہوں گے تو اس بات میں بھی اُن کی پیروی کرو گے۔ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پہلے آدمیوں سے یہود اور نصاریٰ مراد ہیں آپ نے فرمایا اللہ کون ہے یہود کی روش تھی حسد اور حق کا چھپانا اور بطبع دُنیا مسکے غلط بتانا اور کتاب الہی میں سے جو حکم اپنے موافق ہو اُس کا ظاہر کرنا اور جو خلاف ہو اُس کا چھپانا سو موافق ارشاد حضرت کے اس قسم کی باتیں اس امت کے علماء ربیدین میں پائی جاتی ہیں نصاریٰ کی روش ہے نبی اور بزرگوں کے حق میں اس طرح کا اعتقاد کرنا جو خدائی کے رتبے کو پہنچا دے سو یہ بات بھی اس امت میں مثل نصیری وغیرہ میں پائی جاتی ہے اور اکثر وضعوں میں لوگوں نے نصاریٰ

کی شہادت انکار کی ہے۔

معجزہ ۱۰ (۱۰۱) بھرائی وغیرہ نے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بعد اللہ بن زبیر سے فرمایا کہ تم لوگوں سے مصیبت پہنچنے کی اور تم سے لوگوں کو مصیبت پہنچنے کی چنانچہ مطابق اس کے ظہور میں آیا کہ دو بعد وفات معاویہ اور شہادت امام حسین علیہ السلام کے مسئلہ تہجری میں خلیفہ ہوئے اور سوائے ملک شام کے اور سب بلاد اسلام کے اُن کے قبضہ میں آئے اور تہجری میں عبد الملک بن مروان کے حکم سے حجاج ظالم نے اُن پر لشکر کشی کی اور مکہ کا محاصرہ کیا اور اُن کو شہید کیا۔ پس موافق ارشاد حضرت کے اُن کو لوگوں سے یہ مصیبت پہنچی کہ شہید ہوئے اور تکلیفات دنیاوی انہوں نے اور اُن کے اہل بیت نے ظالموں کے ہاتھ سے اٹھائیں اور لوگوں کو اُن کے سبب سے یہ مصیبت پہنچی کہ اہل مکہ بلائے محاصرہ حجاج میں مبتلا ہوئے اور لوگ حجاج کے ہاتھ سے مارے گئے خانہ کعبہ کو بھی صدمہ پہنچا۔ کھر عبد اللہ بن زبیر کا خانہ کعبہ سے مقابل تھا۔ اس سبب سے بیت الحرام پر بھی حجاج کے سبقت سے پتھر پھینچے اور یہ بھی مصیبت لوگوں کو بسبب عبد اللہ بن زبیر کے ہوئی کہ قاتلین اُن کے گناہ عظیم اور عذاب آخرت میں مبتلا ہوئے۔

معجزہ ۱۱ (۱۱۱) بیہقی اور ابن عدی نے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زید بن صوحان کے حق میں فرمایا کہ ایک عضو اُن کا اُن سے پہلے جنت میں جائے گا سو مطابق اس کے واقع ہوا کہ بایں ہاتھ اُن کا غرذہ نناوند میں کٹ گیا۔

معجزہ ۱۲ (۱۲۱) بیہقی اور حاکم نے حسن بن محمد سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمرؓ سے فرمایا کہ سہیل بن عمرو سے توقع ہے کہ وہ ایسا کام کرے اور اس طرح کا بیان کرے گا کہ تم سُن کر خوش ہو گے سو ایسا ہی ہوا کہ جب خبر وفات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مکہ معظمہ میں پہنچی اور وہاں کے لوگوں کو اضطراب اور تزلزل ہوا۔ سہیل بن عمرو نے کھڑے ہو کر ایسا خطبہ پڑھا جیسا حضرت ابو بکر صدیق نے مدینہ منورہ میں پڑھا تھا اور مکے کے لوگوں کو دین پر ثابت کر دیا اور اُن کو تسلی اور تسکین دی۔

معجزہ ۱۳ (۱۳۱) صحیحین میں جابر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قریب ہے کہ میری امت کے لوگ انماط بچھائیں گے چنانچہ مطابق اس ارشاد کے ظہور میں آیا کہ صحابہ کرام جو نعر اور سنگی میں مبتلا تھے مالدار ہو گئے اور اچھے اچھے کپڑے اور اچھے فرش انہیں میسر آئے۔ چنانچہ حضرت جابرؓ کے گھر میں اسی انماط کے بچھونے تھے۔

معجزہ ۱۴ (۱۴۱) صحیحین میں ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسیلمہ کذا

کے حق میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اُسے ہلاک کرے گا چنانچہ مطابق اُس کے ظہور میں آیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہزار ہا آدمی اُس کے ساتھ مجتمع ہو گئے تھے اور اُس نے دعویٰ نبیہی کیا تھا۔ حضرت ابو بکر صدیق نے خالد بن ولید کو ایک لشکر جبار کے ساتھ اُس پر بھیجا اور اُس لڑے اور اُس پر فتح پائی اور اُس لڑائی میں وہ مارا گیا جیسا حضرت نے فرمایا تھا۔

معجزہ (۷۵) بخاری نے انس بن مالک سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبل پھینچنے خبر کے زید اور جعفر اور عبداللہ بن رواحہ کے شہید ہونے کی خبر لوگوں کو سنائی اور فرمایا کہ نشان لیا زید نے پس وہ شہید ہوا پھر نشان لیا جعفر نے پس وہ شہید ہوا۔ پھر نشان لیا ابن رواحہ نے پس وہ شہید ہوا۔ آخر کو ایک خدا کی تلوار نے نشان لیا اور فتح حاصل ہوئی۔ یہ واقعہ موضع موتہ کا ہے جو شام میں ہے اور مدینہ سے ایک مہینہ یا زیادہ کا راستہ ہے۔

معجزہ (۷۶) صحیحین میں ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ جس دن نجاشی بادشاہ حبشہ کا انتقال ہوا اسی روز آپ نے اُس کے مرنے کی خبر دی اور صحابہ کے ساتھ عیرگاہ کی طرف جا کر اُس کے جنازہ کی نماز پڑھی۔

معجزہ (۷۷) مسلم نے جابر سے روایت کی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک سفر سے واپس آتے تھے۔ جب قریب مدینہ کے پہنچے تب ایک ہوا ایسی شدید چلی کہ قریب تھا کہ سوار گر کر مر جائے آپ نے فرمایا کہ یہ ہوا ایک منافق کی موت کے لئے چلی ہے جب مدینہ میں پہنچے تو معلوم ہوا کہ رفاعہ بن زید جو بڑا منافق تھا وہ مر گیا پس مطابق ارشاد حضرت کے یہ واقعہ ظہور میں آیا۔

معجزہ (۷۸) امام احمد نے ابن عباس سے اور حاکم اور بیہقی نے حضرت عائشہ سے روایت کی ہے کہ جنگ بدر میں کافروں کے ساتھ حضرت عباس بن عبدالمطلب امیر ہو کر آئے اُن کی رہائی کے لئے اُن سے مال فدا طلب کیا گیا۔ اُنہوں نے کہا کہ میرے پاس اس قدر روپیہ کہاں جو مجھ سے مانگا جاتا ہے۔ حضرت نے فرمایا کہ جو مال تم نے ام الفضل کے پاس دفن کیا ہے وہ کیا ہوا۔ حضرت عباس نے کہا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس مال کی تو سوائے میرے اور ام الفضل کے اور کسی کو خبر نہ تھی۔ پھر وہ مال منگا کر دیا۔

معجزہ (۷۹) بیہقی اور طبرانی نے روایت کی ہے کہ بعد قتل بدر کے ایک ان صفوان بن امیہ بن خلف اور عمر بن وہب بن خلف چچا زاد بھائی اُس کا مقام حجر میں مہیہ کرکٹ گان بدر کا ہے کہ وہ گرنے لگے۔ صفوان نے کہا کہ ان لوگوں کے قتل ہونے کے بعد کچھ زندگی کا لطف نہیں رہا۔ عمر نے کہا سچ ہے مگر میں مقروض ہوں اور میرے پاس کچھ دین ادا کرنے کو نہیں اور بعد

اپنے عیال کے تباہ ہو جانے کا بھی ڈر ہے نہیں تو میں جا کر محمد کو قتل کر ڈالتا اور مجھے ایک
 پھاند اُن کے پاس جاملے کا ہے۔ میرا بیٹا وہاں قید ہے۔ سفوان نے یہ بات غنیمت سمجھی
 اور کہا کہ تیرے دین کو میں ادا کروں گا اور تیرے عیال کی میں ہمیشہ خبر گیری کرتا رہوں گا۔ عمر
 نے کہا کہ تو اس بات کو کسی سے ذکر مت کیجیو اور اُس نے اپنی تلوار پر سان رکھا اور زہر میں
 بھجائی اور چلکر مدینہ میں پہنچا۔ اور مسجد شریف کے دروازہ پر اونٹ کو بٹھایا اور وہ تلوار کو
 حائل کئے ہوئے تھا اُسے حضرت عمرؓ نے دیکھ کے کہا کہ یہ کتا۔ دشمن خدا کا کچھ بدیہی
 کے لئے آیا ہوگا اور آنحضرتؐ کو اُس کے آنے کی خبر کی۔ آپؐ نے فرمایا کہ لے آؤ۔ اُسے
 حضرت عمرؓ نے جا کر لے آئے اور اُس کی تلوار اپنے قبضہ میں کر لی تھی۔ جب آپؐ نے اُسے
 دیکھا فرمایا کہ اے عمرؓ اسے چھوڑ دو۔ پھر آپؐ نے اُس سے کہا کہ اے عمرؓ قریب آجیو
 قریب ہوا تو پوچھا کہ کیوں آیا ہے۔ اُس نے کہا کہ اپنے قیدی کے لئے آیا ہوں کہ اُس کے
 معاملہ میں احسان کرو۔ آپؐ نے فرمایا کہ تلوار کیوں گردن میں ڈالی ہے۔ اُس نے کہا کہ
 تلوار کس کام کی ہے۔ آپؐ نے فرمایا کہ سچ سچ بیان کر کہ تو کس لئے آیا ہے اُس نے کہا کہ
 میں اسی کام کے لئے آیا ہوں جو میں نے عرض کیا۔ آپؐ نے فرمایا کہ تو نے اور سفوان
 نے مقام ہجر میں تذکرہ کشتگان بدر کا کیا اور تو نے کہا کہ اگر میں مقروض نہ ہوتا اور خون
 ہلاک عیال نہ ہوتا تو میں جا کر محمد کو قتل کر ڈالتا اور سفوان تیرے قرض اور خبر گیری عیال کا
 مستکفل ہوا۔ اور تو میرے قتل کے لئے آیا۔ اُس نے یہ سنتے ہی کہا اَشْهَدُ اَنَّكَ رَسُولُ
 اللّٰهِ۔ گو اہی دیتا ہوں کہ تم پیغمبر خدا ہو۔ اس بات کی سولے میرے اور سفوان کے کسی
 کو خبر نہ تھی۔ تم خدا کی میں جانتا ہوں کہ خدا ہی نے تمہیں اس بات کی خبر کر دی۔ شکر خدا کہ
 اُس نے مجھے اسلام کی ہدایت دی۔ آپؐ نے اصحاب سے فرمایا کہ اپنے بھائی کو دین
 کی باتیں سکھاؤ اور کلام اللہ پڑھاؤ اور اُس کے قیدی کو چھوڑ دو۔

صحیحہ ۵ (۸۰) بیعتی نے حضرت عروہؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہؐ سلم کی اونٹنی
 گم ہو گئی۔ آپؐ نے تلاش کرایا نہ ملی۔ زید بن نصیب منافق نے کہا محمدؐ کہتے ہیں کہ میں
 غیب کی خبریں جانتا ہوں اور ان کو اپنی اونٹنی کی تو خبر ہی نہیں۔ حضرت حیرئیلؑ آئے
 اور اُس منافق کے مقولہ کی خبر دی اور اونٹنی کا ٹھکانا بتا دیا۔ آپؐ نے فرمایا کہ وہ اونٹنی
 فلانی گھائی میں ہے اُس کی ہمارا ایک درخت سے اٹک گئی ہے۔ لوگ جھپٹے اور اُس گھائی
 میں اُس اونٹنی کو اسی طرح پایا جیسا حضرت نے فرمایا تھا۔

صحیحہ ۵ (۸۱) صحیحین میں حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ سلم نے

میں اسی کام کے لئے آیا ہوں جو میں نے عرض کیا۔ آپ نے فرمایا کہ تو نے اور سفوان نے مقام ہجر میں تذکرہ کشتگان بدر کا کیا اور تو نے کہا کہ اگر میں مقروض نہ ہوتا اور خون ہلاک عیال نہ ہوتا تو میں جا کر محمد کو قتل کر ڈالتا اور سفوان تیرے قرض اور خبر گیری عیال کا مستکفل ہوا۔ اور تو میرے قتل کے لئے آیا۔ اُس نے یہ سنتے ہی کہا اَشْهَدُ اَنَّكَ رَسُولُ اللّٰهِ۔ گو اہی دیتا ہوں کہ تم پیغمبر خدا ہو۔ اس بات کی سولے میرے اور سفوان کے کسی کو خبر نہ تھی۔ تم خدا کی میں جانتا ہوں کہ خدا ہی نے تمہیں اس بات کی خبر کر دی۔ شکر خدا کہ اُس نے مجھے اسلام کی ہدایت دی۔ آپ نے اصحاب سے فرمایا کہ اپنے بھائی کو دین کی باتیں سکھاؤ اور کلام اللہ پڑھاؤ اور اُس کے قیدی کو چھوڑ دو۔ صحیحہ ۵ (۸۰) بیعتی نے حضرت عروہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ سلم کی اونٹنی گم ہو گئی۔ آپ نے تلاش کرایا نہ ملی۔ زید بن نصیب منافق نے کہا محمد کہتے ہیں کہ میں غیب کی خبریں جانتا ہوں اور ان کو اپنی اونٹنی کی تو خبر ہی نہیں۔ حضرت حیرئیل آئے اور اُس منافق کے مقولہ کی خبر دی اور اونٹنی کا ٹھکانا بتا دیا۔ آپ نے فرمایا کہ وہ اونٹنی فلانی گھائی میں ہے اُس کی ہمارا ایک درخت سے اٹک گئی ہے۔ لوگ جھپٹے اور اُس گھائی میں اُس اونٹنی کو اسی طرح پایا جیسا حضرت نے فرمایا تھا۔ صحیحہ ۵ (۸۱) صحیحین میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ سلم نے

مجھے اور زبیر اور مقداد کو حکم دیا کہ تم روضہ فاخ نک جاؤ وہاں ایک عورت ملے گی اور اس کے پاس ایک خط ہے سو وہ خط لے آؤ۔ ہم تینوں سواریوں پر گھوڑے دوڑاتے وہاں پہنچے اور عورت کو وہاں پایا۔ ہم نے کہا خط نکال دے اس نے کہا کہ میرے پاس کوئی خط نہیں ہے ہم نے کہا کہ خط نکال دے نہیں تو ہم تجھے نکال کریں گے۔ اس نے اپنے بالوں کے چوڑے میں سے خط نکال کر دیا اسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے آئے وہ خط عاتب بن ابی بلتعقہ کی طرف سے تھا مشرکوں کو مکہ کو

معجزہ (۸۲) بیہقی نے دلائل النبوة میں زہری سے روایت کی ہے کہ بعد نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جبکہ اسلام مکہ معظمہ میں شائع ہوا اور مذمت بتوں کی بر ملا ہونے لگی کفار قریش کو بہت رنج ہوا تو انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کا ارادہ کیا مگر اس بات پر ابوطالب اور بنی ہاشم راضی نہ ہوئے تب انہوں نے کہا یا تم محمد کو ہمارے حوالہ کر دیا تم سب کے سب ہم سے علیحدہ ہو کر گھائی میں جا رہو اور ہماری اور تمہاری برادری ترک نہ ساتھ کھانا نہ ساتھ پینا نہ ہم تم کسی مجلس میں اکٹھے ہوں۔ ابوطالب اور بنی ہاشم نے اس بات کو قبول کر لیا اور سب کے سب شعب میں جا رہے اور کفار قریش نے ایک عہد نامہ قطع برادری کا اور تھکا عداوت کا ساتھ بنی ہاشم کے لکھ کے کہتے ہیں لکھا دیا اور یہاں تک عداوت پر مستعد ہوئے کہ جو کوئی کانوں کا آدمی غلہ یا چھہ خیر بیچنے کو لاتا اس کو بھی منع کر دیتے کہ بنی ہاشم کے ہاتھ نہ بیچے۔ تین برس اسی طرح پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شعب (گھائی) میں بسر کی اور ٹبری تکلیف اٹھائی۔ اس اثنا میں اللہ جل جلالہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس بات سے مطلع کیا کہ اس عہد نامہ کو دیکھ لیا گیا ہے جہاں کہیں اس میں نام اللہ کا تھا اس کو دیکھنے نے چھوڑ دیا ہے اور باقی سب کھا لیا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات سے ابوطالب کو مطلع کیا اور ابوطالب قریش کے پاس گئے اور ان سے کہا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اس طرح پر خبر دی ہے تم اس عہد نامہ کو منگو اگر دیکھو اگر یہ بات جھوٹی نکلے تو ہم محمد کو تمہارے حوالے کر دیں گے اور اگر سچی ہو تو تم ہماری تکلیف دہی سے باز آؤ اور ہمیں شعب سے نکلنے دو۔ انہوں نے وہ صحیفہ منگو کر دیکھا تو واقعی جہاں کہیں اللہ کا نام تھا وہ باقی تھا اور باقی کو دیکھنے لکھا لیا تھا تب وہ تادم ہوئے اور بنی ہاشم سے کہا تم شعب سے نکل آؤ۔

معجزہ (۸۳) بیہقی نے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رسالہ میں کثر بادشاہوں اور امیروں کو نام لکھے۔ کسریٰ پر وزیر بادشاہ فارس کو بھی نام لکھا اور اس کو طرف اسلام کے دعوت کی۔ اس نے آپ کے خط کو پھاڑ ڈالا اور کہا کہ اپنے نام کو میرے نام سے پہلے

کیوں لکھا اور باذان اُس کی جانب سے ملک یمن میں عامل تھا اُس کو لکھا کہ تو دو آدمی چالاک اور تیز اُس شخص کے پاس بھیجے جو دعویٰ پیغمبری کا کرتا ہے کہ وہ اُس شخص کو تیرے پاس لے آئیں سو باذان نے دو آدمی آنحضرت صلعم کے پاس مدینہ میں بھیجے انہوں نے آپ کے سامنے تقریر بے باکانہ کی اور کہا کہ تم کسریٰ کے پاس چلو آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ تم کل آؤ۔ اسی رات میں شیر وید پر دیز کے بیٹے نے پرویز کو مار ڈالا اور آنحضرت صلعم کو یوحی الہی اس بات سے اطلاع ہوئی۔ آپ نے اُن شخصوں کو بلا کر فرمایا کہ تم چلے جاؤ۔ رات کسریٰ کو شیر وید نے مار ڈالا۔ وہ پھر گئے اور باذان سے اُنہوں نے جا کر یہ حال بیان کیا تب باذان نے کہا کہ اگر تصدیق اس امر کی معلوم ہو تو بیشک وہ پیغمبر ہیں اور انہیں پیام میں نامہ شیر وید کا بنام باذان باین نمودن آیا کہ پرویز ظالم تھا میں نے اس سبب اُس کو مار ڈالا اور تم اُس شخص سے جو دعویٰ پیغمبری کا ملک عرب میں کرتا ہے کچھ تعرض مت کرو۔ باذان تصدیق خیر رسول اللہ صلعم کی دریافت کر کے مع دونوں بیٹوں اپنے کے مسلمان ہو گیا پس حضرت کی پیشگوئی ہے کہ کسریٰ پر دیز کو اُس کے بیٹے شیر وید نے جس رات کو قتل کیا تھا رسول اللہ صلعم نے اُس کی صبح کو اُس کے قتل ہونے کی خبر دی۔

معجزہ (۸۴) ابوداؤد اور بیہقی نے عاصم بن کلیب سے روایت کی جو کہ رسول اللہ صلعم ایک انصاری کے جنازہ پر تشریف لے گئے تھے بعد فراغت دفن کے اُس میت کی عورت نے آپ کی دعوت کی۔ آپ اُس کے گھر تشریف لے گئے۔ جب کھانا آیا اور آپ نے کھانا شروع کیا سو ایک لقمہ آپ نے ٹمٹم میں چبایا اور نگلا نہیں۔ آپ نے فرمایا کہ یہ ایسی بکری کا گوشت ہے کہ بغیر اجازت مالک کے لی گئی ہے اُس عورت نے کہا کہ میں نے بکری خریدنے کو ایک آدمی بازار بھیجا وہاں نہ ملی۔ میرے ہمسایہ نے ایک بکری مول لی تھی اُس کے پاس آدمی بھیجا کہ وہ بکری قیمت سے دیدے اتفاق سے وہ گھر نہ تھا دو بارہ میں نے اُس کی بی بی کے پاس بھیجا۔ اُس نے بکری بیچ دی۔ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ یہ کھانا قیدیوں کو کھلاؤ وہ کفار ہیں۔

معجزہ (۸۵) طبرانی نے مجسم کبیر میں اور بزار نے ابن عمر سے روایت کی ہے کہ ابن عمر کہتے ہیں کہ میں سنت کے ساتھ مسجد نبی میں بیٹھا تھا سو ایک شخص انصاری اور ایک شخص قبیلہ ثقیف میں سے آیا اور دونوں نے سلام کیا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلعم ہم کچھ پوچھنے آئے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ تم تو میں بتادوں جو تم پوچھنے آئے ہو یا تم خود بیان کرو۔ انہوں نے کہا کہ آپ ہی ارشاد کیجئے۔ آپ نے فرمایا کہ تم یہ پوچھنے آئے ہو کہ

ہم اپنے گھر سے جو قصہ خانہ کعبہ آئے اس میں ہمیں کیا ثواب ہے اور بعد طوائف کے دو رکعتوں کا
 کیا ثواب ہے اور طوائف بن القفا والمروہ کا کیا ثواب ہے اور می حمار کا کیا ثواب ہے اور
 قرابانی کرنا کیا ثواب ہے اور وقوف بعرفات کا کیا ثواب ہے ان دونوں عرصوں کا کیا قسم ہے اس ذات کی جس نے
 تمہیں براستی بھیجا۔ ہم انہیں باہوں کے پوچھنے کو آئے تھے۔

معجزہ ۵۰ (۸۶) ابن عساکر نے واثلہ بن اسقع سے روایت کی ہے کہ میں حضرت صلعم حضور میں
 حاضر ہوا۔ آپ اپنے اصحاب میں بیٹھے ہوئے باتیں کر رہے تھے۔ میں حلقہ کے بیچ گیا بیٹھا
 بیٹھے اصحاب نے مجھ سے کہا کہ یہاں سے اٹھ جاؤ کہ وسط حلقہ میں بیٹھنا منع ہے۔ آپ نے
 فرمایا کہ اُسے بیٹھا رہنے دو۔ میں جانتا ہوں کہ جس عرصہ کے لئے وہ گھر سے آیا ہے۔ میں نے
 عرصہ کیا کہ وہ کیا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ تم اس بات کے پوچھنے کے لئے گھر سے نکلے ہو کہ
 پر کیا چیز ہے اور شک کیا چیز ہے۔ میں نے کہا کہ قسم ہے اُس ذات کی جس نے براستی آپ
 کو بھیجا ہے اسی لئے گھر سے آیا ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ برودہ چیز ہے کہ بیٹھے میں گھر سے
 اور دل کو اُس پر اطمینان حاصل ہو اور شک وہ چیز ہے کہ سینہ میں نہ گھر سے سو تو شبہ والی
 بات چھوڑ کر غیر شبہ والی بات اختیار کر اگرچہ مفتی لوگ تجھے فتویٰ دیں۔

قائدہ واثلہ بن اسقع کو مقصود پوچھنا ایسے امور کا تھا جن میں حکم صریح نہیں اور تردد آتا
 کہ جہلی بات کون ہے اور بُری بات کون ہے سو آپ نے ارشاد کیا کہ امور شبہ میں اطمینان قلب
 مومن صالح کا اعتبار ہے جس پر اُسے اطمینان ہو وہ نیک ہے اور جس میں اُسے تذبذب ہو
 اُس کو چھوڑ دے۔

مشکوٰۃ تشریف کی وہ حدیثیں جو آنحضرت صلعم کے علم پر

دلالت کرتی ہیں

جلد اول ترجمہ امرتسری

(صفحہ ۳۳۳) حضرت انس رضی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا قسم ہے اُس ذات
 کی کہ جان میری اُس کے ہاتھ میں ہے البتہ دیکھتا ہوں تجھ کو پیچھے اپنے سے جیسے دیکھتا ہوں تم کو
 آگے اپنے سے رواہ ابوداؤد۔

(صفحہ ۳۶۱) ام سلمہ کا بیان ہے کہ جاگے رسول اللہ صلعم ایک رات گھبرا اٹھے ہوئے اور

فرماتے تھے سُبْحَانَ اللَّهِ کس قدر اتارے گئے ہیں آج کی رات میں نماز اٹھانے اور کس قدر اتارے گئے ہیں نیتے۔ کون شخص ہے کہ جگا دے حجرے والیوں کو تاکہ نماز پڑھیں۔
رواہ بخاری۔

(صفحہ ۳۶۳) ابی مالک اشعری سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تحقیق بہشت میں بالافغانے میں ایسے کہ معلوم ہوتی ہیں باہر کی چیزیں انکی اخدان کے سے اور اندر کی چیزیں ان کے باہر ان کے سے تیار کیا ہے ان کو اللہ تعالیٰ نے واسطے اس شخص کے جو کلام میں نرمی کرتا ہے کھانا کھلاتا ہے۔ پے درپے روزے رکھتا ہے رات کو۔ نمازیں پڑھتا ہے ایسے وقت کہ آدمی سوتے ہوں۔

(صفحہ ۳۶۳) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خسوف کی نماز پڑھائی۔ اثنائے نماز میں صحابہ کرام نے دیکھا کہ اپنی جگہ پر کسی چیز کے نیسے کا قصد کرنے میں پھر پیچھے ہٹ آتے ہیں بعد نماز کے صحابہ کرام نے سبب پوچھا۔ آپ نے فرمایا تحقیق دیکھی میں نے بہشت پس فسر کیا میں نے لینے خوشے انگور کا اس میں سے اور دیکھی میں نے دو بیج نہیں دیکھی میں نے مانند آج کے دن کے کوئی جگہ دیکھنے کی کبھی بہت ہولناک اور دیکھا میں نے اکثر رہنے والی اسکی عورتیں سبب کفران نعمت کے۔

(صفحہ ۳۶۳) فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے امت محمد کی اگر جانو تم وہ چیز کہ عبادتاً ہوں میں البتہ مہنہ تم کم اور دو تم بہت۔ مستحق علیہ

(صفحہ ۳۶۷) فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اگر چاہو تم خبر دوں میں تم کو اس چیز کی کہ فرمایا اللہ تعالیٰ واسطے ایمان والوں کے دن قیامت کے اور اس چیز کی کہ پہلے کہیں گے مومن واسطے اللہ تعالیٰ کے۔

(صفحہ ۳۷۴) فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس وقت مومن کی روح نکلتی ہے لیتے ہیں اس کو دو فرشتے لے چڑھتے ہیں اس کو اور اس میں مشک کی خوشبو ہوتی ہے اور آسمان والے اس کے حق میں کہتے ہیں اہل آسمان مَرُوحٌ طَيِّبَةٌ روح پاک آئی زمین کی طرف رحمت بھیجے اللہ تعالیٰ پر اور تیرے بدن پر آباد رکھتی تھی تو اس کو پس لے جاتے ہیں اس کو طرف پروردگار اس کے کے پھر فرماتا ہے پروردگار لے جاؤ اس کو ڈھیل دی جاوے قیامت تک اور فرمایا حضرت نے اور تحقیق کافر جس وقت کہ نکلتی ہے روح اس کی اس میں بدبو ہوتی ہے اور کہتے ہیں اہل آسمان مَرُوحٌ خَبِيثَةٌ روح ناپاک آئی زمین کی طرف لے جاوے قیامت تک۔

جلد دوم مشکوٰۃ شریف مترجم ام تسری

(صفحہ ۳۲۳) جس روز حضرت ابراہیم علیہ السلام کا وصال ہوا اس روز سورج گرہن
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کسوت کی پڑھائی۔ بعد فارغ ہونے کے آپ نے فرمایا
ما من شیء توعدوا و ذلک الا قد رآیتک فی صلواتی ہذا
نہیں کوئی چیز کہ وعدہ دئے جائے ہو تم اس کا مگر تحقیق دیکھی ہے وہ اس نماز میں

جلد سوم مشکوٰۃ شریف مترجم ام تسری

(صفحہ ۳۲۳) خیبر کے دن کچھ صحابی آئے اور کہا انہوں نے نام بنا م فلانا شہید ہوا
فلانا شہید ہوا۔ اس کے بعد ایک شخص کی نسبت کہا فلانا شہید ہوا۔ رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں میں نے اس کو دوزخ میں دیکھا ہے اس لئے کہ اس نے غنیمت کے
مال میں سے ایک چادر چرائی تھی۔

جلد چہارم مشکوٰۃ شریف مترجم ام تسری

(صفحہ ۳۲۳) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے معاذ بن جبل کو یمن کی طرف بھیجا جب وہ چلے تو وہ
گنڈے پر سوار اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پیدل اُن کو وصیت کرتے جاتے تھے جب
وصیت سے فارغ ہوئے تو فرمایا اے معاذ اس سال کے بعد تو مجھ سے ملاقات
نکرے گا اور تیرا گزر میری مسجد اور قبر پر ہوگا۔ یہ سن کر بوجہ مفارقت معاذ روئے پھر
آپ مدینہ کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ قریب ترین لوگوں کے میرے ساتھ متقی اولہ
پر ہیز گار ہیں۔

(صفحہ ۳۲۳) اسام بن زید نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں بہشت کے دروازہ
پر کھڑا ہوا۔ اکثر وہ لوگ جو بہشت میں داخل ہوئے وہ غریب تھے اور امر ابجد داخل ہونے
غریب کے بہشت میں داخل ہوئے اور کافروں کو دوزخ کے جانے کا حکم ہوا۔

(صفحہ ۳۲۳) ابن عباس نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جہانکام میں نے بہشت میں
پس دیکھا میں نے اکثر اہل بہشت فقراء اور جہانکام میں نے دوزخ میں پس دیکھا میں نے اکثر
رہنے والی اس کی عورتیں۔

(صفحہ ۳۲۳) سہیل بن سعد سے روایت ہے کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ہوا کہ

گزارا۔ ایک شخص حضرت کے پاس بیٹھا تھا۔ اُس سے آپ نے فرمایا کہ اس شخص کے حق میں تیرا کیا گمان ہے اُس نے کہا کہ یہ اشرف لوگوں میں سے ہے اگر یہ پیغام نکاح کرے تو اولیٰ حق اس کے ہے کہ اس کا نکاح کیا جائے اور اگر سفارش کرے تو اس کی سفارش قبول کی جائے۔ یہ شکر رسول اللہ صلعم نے سکوت فرمایا۔ اُس کے بعد ایک اور شخص گزارا۔ آپ نے اُس کے بارہ میں فرمایا کہ اُس کے حق میں تیرا کیا گمان ہے اُس نے کہا کہ یہ شخص مسکین فقیر ہے اگر پیغام نکاح کا کرے تو نکاح نہ کیا جائے اگر سفارش کرے تو قبول نہ کی جائے اگر کوئی بات کہے تو اس کی سنی نہ جائے۔ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ یہ بہتر ہے بھری ہوئی میں مانند اُس شخص کے

(صفحہ ۲۴) عبد اللہ بن عمر سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلعم نے فقرا مہاجرین چالیس برس پہلے داخل ہوں گے غنیوں سے جنت میں قیامت کے دن۔

(صفحہ ۵۶) زینب بنت جحش کہتی ہیں کہ ایک دن رسول اللہ صلعم گھبرائے ہوئے میرے یہاں آئے اور فرماتے تھے لا الہ الا اللہ نہیں کوئی معبود برحق مگر اللہ فرابی ہو واسطے عرب کے اُس شہر سے کہ قریب پہنچے یا چون اور ماجوج کا سد کھولا گیا آج کے دن مثل اس کے آپ نے انگوٹھے اور شہادت کی انگلی ملا کر حلقہ کر کے دیکھا یا کہ اس قدر سوراخ ہو گیا ہے۔ سب نے کہا یا رسول اللہ صلعم کیا ہم ہلاک ہونگے حالانکہ ہم میں نیک لوگ ہونگے۔ آپ نے فرمایا کہ ہاں جس وقت فسق و فجور زیادہ ہو جائے گا۔

(صفحہ ۵۷) ابو ذر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ تحقیق میں دیکھتا ہوں وہ چیز جو تم نہیں دیکھتے اور سنتا ہوں میں وہ چیز جو تم نہیں سنتے اور آسمان آواز کرتا ہے اور لائق ہے کہ وہ آواز کرے اور قسم خدا کی کہ آسمان میں چار اُنکھ لگی جگہ نہیں مگر فرشتے سجدہ کے لئے پیشانی رکھنے والے ہیں اور قسم خدا کی اگر جانو تم وہ جس کو میں جانتا ہوں تو ہنسو کم اور رو و بہت اور لذت حاصل کرو بیبیوں سے فرشوں پر اور نکل جاؤ جنگلوں کو زیادہ کرتے ہوئے طرف اللہ کے۔

(صفحہ ۶۳) ابن عمر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ جس وقت میری امت تکبر کی چال چلے گی اور بادشاہ فارس اور روم کے بیٹے اُن کی خدمت کریں گے اُس وقت میری امت کے بدنیکوں پر مسلط ہو جائیں گے۔

(صفحہ ۶۲) روایت ہے مرد اس اسلمی سے کہ فرمایا رسول اللہ صلعم نے کہ جاتے رہیں نیک نیت اول پھر اول اور باقی رہیں گے نابکار مانند بھوسے جو کے یا کھجور کے اور نہیں

پر واد کرے گا اللہ ان کی کچھ -

(صفحہ ۶۲) حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم مسجد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھتے تھے کہ مصعب بن عمیر آئے اور پر ایک چادر چھڑوں کے پیوند لگی ہوئی تھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو اس حال میں دیکھ کر روئے اس لئے کہ یہ پہلے مالدار تھے اور آج اس حالت میں ہیں پھر آپ نے فرمایا کہ کیا حال ہو گا تمہارا جس وقت کہ صبح کو نکلے گا ایک تمہارا بیچ ایک جوڑے کے اور شام کو نکلے گا بیچ ایک جوڑے کے اور رکھا جاوے گا آگے اُس کے ایک تاس کھانے کا اور اٹھایا جاوے گا دوسرا اور دیکھو گے تم اپنے گھروں کو جیسے کہ دعا کا جاتا ہے کہ بے پس کہا بعض صحابہ نے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم اس دن بہتر ہوں گے اس حال سے کہ آج رکھتے ہیں اس لئے کہ فارغ ہونگے واسطے عبادت کے اور کفایت کئے جاویں گے ہم محنت سے فرمایا حضرت صلعم نے یوں نہیں ہے بلکہ تم آج کے دن بہتر ہو بہ نسبت اول دن کے۔ رواہ الترمذی -

(صفحہ ۶۲) ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جس وقت ہوں امیر تمہارے نیک تمہارے اور غنی تمہارے سخی تمہارے اور امور تمہارے آپس کے مشورہ سے ہوں پس پشت زمین کی بہتر ہے تمہارے لئے پیٹ زمین کے سے اور جبکہ ہوں امیر تمہارے بد تمہارے اور دولت مند تمہارے بخیل تمہارے اور کام تمہارے سپرد ہوں طرف خورتوں کے پس پیٹ زمین کا بہتر ہے تمہارے لئے پشت زمین سے۔ رواہ الترمذی

(صفحہ ۶۳) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آئے گا لوگوں پر ایک زمانہ کہ صبر کرنے والا اس زمانہ میں اپنے دین پر مانند سمیٹھی میں لینے والے انگارے کے ہے۔ رواہ الترمذی -

(صفحہ ۶۵) حذیفہ کہتے ہیں کہ قسم خدا کی نہیں چھوڑا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ذکر کسی فتنہ کے کھینچنے والے کا تمام ہونے دنیا تک کہ بھیجی مقدار ساتھیوں اُس کے کی تین سو اور زیادہ کو اور ذکر کیا اس کو واسطے ہمارے ساتھ نام اس کے کے اور نام باپ اُس کے کے اور نام قبیلہ اُس کے کے -

(صفحہ ۶۳) حذیفہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں قائم ہوگی قیامت یہاں تک کہ قتل کرو گے تم اپنے امام کو اور مارو گے تم ایک دوسرے کو ساتھ تلواروں اپنی کے اور یہاں تک وارث ہونگے دنیا تمہاری کے بدکار تمہارے -

(صفحہ ۶۳) انہیں حذیفہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں قائم

ہو کی قیامت کہ ہو بہرہ مند ترین لوگوں کا دنیا میں ساتھ کثرت مال کے احمق بیٹا احمق کا۔
 (مطلب یہ ہے کہ ذلیل اور پاجھی لوگ حاکم ہوں گے جو لوگ شریف النسب اور عالی
 ہمت ہوں گے ان کی تو قدر و منزلت نہو گی اور چور اٹھائی گیر سے جہان کبر کے دغا باز
 پاجھی کیسے برسر حکومت ہونگے)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کی پیشین گوئیاں تب نظر جزئیات عالم کے بے انتہا ہیں جن کا ہم کو علم نہیں ہے جو اہل عقلین
 ہیں وہ انہیں چند جزئیات مذکور شدہ کو مقیس علیہ بنا کر اجمالاً تمام جزئیات عالم کو احاطہ
 کر سکتے ہیں۔ العاقل تکفیدہ الامتارۃ

تنبیہ

ان جزئیات پر نظر کرنے اور غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر ہر جزئی کو حضرت جبرئیل
 علیہ السلام اگر خبر نہیں دیتے تھے بلکہ آپ کا علم تمام جزئیات عالم کو محیط تھا جس طرف
 آپ کو التفات ہوا فوراً اس کو بے تاہل بیان فرمایا اور جس کی طرف التفات نہوا وہ جزئیہ
 علم میں مستور رہا ہے جیسے علما تمام جزئیات علوم درمیہ کے عالم اور ماہر ہوتے ہیں جسکی
 طرف التفات ہوا یا اس میں خوض و فکر کی وہ جس مشترک میں آکر پیش نظر ہو جاتی ہے
 اور جس کی طرف التفات نہیں ہوتا وہ جزئیہ علم میں مستور رہتی ہیں مگر جو جزئیہ علم میں
 مستور ہیں یا مرتبہ ذہول میں ہیں ان کی نسبت یہ نہیں کہتے کہ ان کا ان کو علم نہیں۔

تتمت بالخیر



بے وجہ کی چھڑ چھڑ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

خاندان صابری کے ایک بزرگ زادہ اپنے پیر بھائیوں کے مجمع میں جس میں بعض بعض نظامی بھی تشریف رکھتے تھے ازراہ تسخیر نظامیوں کو خضیف کرنے کی غرض سے محبوب الہی رح کی توہین میں یہ کلمہ زبان پر لائے کہ ایک شخص دہلی آنے والا تھا اُس سے مخدوم صاحب رح نے محبوب الہی رح کی نسبت یہ فرمایا کہ اُس بھٹیاریہ سے ہمارا سلام کہدینا۔ یہ کہہ کر آپس میں مضحکہ ہوا۔ جو صاحب نظامی تھے اُن کو یہ سُنکر نہایت طیش ہوا مگر بخیاں دورانہی اُس وقت سکوت کیا۔

شدہ شدہ پیخبر کاتب کو

پہنچی۔ مجھ کو سخت حیرت ہوئی کہ اُن کے والد ایک مقدس ذی علم درویش صفت میں اُن کے صاحبزادہ کو فقر کی تعلیم کا کیا ذکر اُن کو ظاہری آداب کی بھی تعلیم نہیں ایسے کلمہ زبان پر لاکر وہ اپنے والد ماجد کی توہین کرانا چاہتے ہیں کہ ایسے بزرگ کے صاحب زادہ ایسی ایسی باتیں کرتے ہیں جس سے جھگڑا فساد پیدا ہو۔

صاحبزادہ کو اس کلمہ کے کہنے سے محبوب الہی کی توہین مقصود تھی مگر اپنی ناہمی سے وہ یہ نہ سمجھے کہ اس کلمے سے مخدوم پاک رح کی توہین ہو رہی ہے اس لئے کہ ہم مخدوم صاحب کو عارف کامل سمجھتے ہیں اور عارف کامل ہر شے اور ہر صورت کو ذات کا ظہور سمجھتا ہے پس ہر نظر عرفان مخدوم صاحب رح محبوب الہی رح کی صورت میں خدا کو دیکھ رہے تھے اس حالت خاص میں مخدوم صاحب رح خدا کی نسبت نفوذ باشریہ کہہ سکتے تھے کہ اُس بھٹیاریہ سے ہمارا سلام کہدینا۔ ایسا کلمہ توہین خدا کے لئے زبان پر لانے سے عارف ہونا کیا آدمی اسلام سے بھی نکل جاتا ہے۔

آج کل عقیدہ مندوں کا یہ حال کہ مخدوم صاحب کو مرتبہ عرفان سے گرا کر ادرہ
اسلام سے بھی نکالنا چاہتے ہیں۔ یہ مخدوم صاحب رحمہ کی کیسی بڑھ کر توہین ہے۔
ہمارے نزدیک یہ فقرہ بے اصل مخدوم صاحب رحمہ پر افترا اور بہتان اور
اپنی خواہش باطنی کا اظہار ہے اس لئے کہ ہم نے سنا ہے کہ مخدوم صاحب رحمہ ہر وقت
نظارہ ذات میں مستغرق رہتے تھے حتیٰ کہ آپ کو اپنے کھانے پینے تک کا ہوش نہ تھا
چہ جائیکہ وہ عالم قدس سے نزول کر کے اس عالم کثیف میں آکر مثل عوام کے بطور مذاق
کے ایسا کلمہ زبان پر لائیں اور کچھ عار و کملائیں۔ فرمائیے مخدوم صاحب کی یہ کیسی
توہین ہے۔

اگر کہنے والے کے نزدیک مخدوم صاحب رحمہ عالم استغراق میں نہیں رہتے تھے
بلکہ مثل اوروں کے ایک معمولی حالت میں تھے تو مخدوم صاحب اور محبوب الہی رحمہ دونوں
پر بھائی تھے اور پیر بھائیوں میں مذاق ہوا ہی کرتا ہے۔ چونکہ محبوب الہی رحمہ کے لنگر خانہ
سے ہزار ہا مخلوق کھاتی پیتی رہتی تھی اور ہر روز آپ کی ذات سے صفت رزاقی کا ظہور
ہوتا رہتا تھا۔ کیا عجب ہے کہ اس معنی کر بطور مذاق کے مخدوم صاحب رحمہ یہ کلمہ زبان
پر لاتے ہوں اور محبوب الہی رحمہ کی طرف سے بطور مذاق کے یہ جواب ہوا ہو کہ تودادش
اگر علت اس خطاب کی ہے تو خداوند تعالیٰ جو ہر روز تمام جہان کو کھلا پلار رہا ہے تو کیا
اُس کے لئے آپ اس کلمہ کو بصیغہ تفضیل استعمال کیجئے گا۔

اسی طرح اس سے پہلے ایک مرتبہ

انہیں بزرگ کے مریدوں میں سے ایک صاحب یہ کلمہ زبان پر لائے کہ حضرت مخدوم علی احمد
صاحب رحمہ قدس سرہ العزیز حضرت محبوب الہی قدس سرہ العزیز سے افضل ہیں۔
ہماری سمجھ میں نہیں آتا کہ یہ کتنا کس معنی کر ہے۔

جو حضرات اہل طریقت صاحب عرفان ہیں وہ تو ایسا کلمہ زبان پر لائیں سکتے اس لئے کہ
وہ حضرات تو ہر صورت اور شکل کو ذات کا ظہور سمجھ رہے ہیں اس حالت میں ایک لباس
میں ذات کو افضل کہنا اور دوسرے لباس میں اسی ذات کو غیر افضل کہنا یہ کس طرح ہو سکتا
ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ کہنے والا عار و نہی نہیں۔ اگر کہنے والا عار و نہی نہیں مگر اُس
کو تعلیم فنائیت کی حاصل ہے۔ اس صورت میں مخدوم صاحب رحمہ اور محبوب الہی دونوں
اپنے شیخ میں فنا ہو کر فرید الدین شکر گنج بنے ہوئے ہیں اس صورت میں ایک کو افضل اور
دوسرے کو غیر افضل کہنے کی گنجائش کہاں۔ اس سے معلوم ہوا کہ کہنے والے کو تعلیم

فنائیت بھی حاصل نہیں نہ طریقت سے اُس کو کچھ مس ہے گو برائے نام کسی کا دامن کپڑ کر
سلسلہ میں داخل ہو گیا ہو۔

اب رہی گفتگو اس امر کی کہ خدا کے نزدیک مرتبہ میں کون زیادہ ہے اس کا علم سوائے
خدا کے کسی کو ہو نہیں سکتا۔ یہ امر کہنے والے کی قدرت سے خارج ہے۔

اب رہی گفتگو کمال کی۔ کمال دو قسم کا ہوتا ہے۔ ایک کمال ظاہری دوسرا
کمال باطنی۔ کمال باطنی عبارت ہے تکمیل سلوک سے اس تکمیل میں دونوں حضرات مساوی
ہیں اس لئے کہ بابا صاحب نے جس طرح مخدوم صاحب رحم کو مراتب سلوک طے کرا کر مرتبہ
کمال کو پہنچایا اور اپنا خلیفہ بنا کر خلافت نامہ سے اُس کی تصدیق فرمائی۔ اسی طرح
محبوب الہی رحم کو مراتب سلوک طے کرا کر مرتبہ کمال کو پہنچایا۔ اس صورت میں دونوں
حضرات مساوی ایک کو دوسرے پر ترجیح اور فضیلت نہیں۔

۱۔ کمال ظاہری کہ وہ عبارت ہے تکمیل علوم درسیہ سے۔ محبوب الہی رحم صرف نحو
معانی بیان بدیع فقہ حدیث تفسیر اصول منقول منقول ریاضی اور جتنے فنون درسیہ ہیں
سب سے فارغ التحصیل تھے بلکہ تصوف کی کتابیں خود بابا صاحب سے پڑھی تھیں
اور آپ بہت بڑے عالم متبحر اور بجا مشہور تھے۔ اور مخدوم صاحب کو اگر علوم ظاہری
کی تکمیل تھی تو دونوں حضرات برابر کسی ایک کو دوسرے پر ترجیح نہیں۔

۲۔ اور اگر مخدوم صاحب رحم کو علوم ظاہری کی تکمیل نہ تھی تو اس اعتبار سے محبوب الہی

کو ترجیح ہے۔

اب رہی گفتگو قومیت کی پس جس طرح محبوب الہی رحم مستید ہیں اسی طرح مخدوم
صاحب مستید ہیں اس معنی کہ دونوں حضرات مساوی کسی ایک کو دوسرے پر ترجیح نہیں۔

اب رہی گفتگو حسب نسب اور علاقہ جزیئہ کی تو مخدوم صاحب کو بابا صاحب

سے کوئی علاقہ حسبی یا نسبی یعنی جزیئہ کا نہ تھا جیسے بیٹا بیٹی پوتا پوتی نواسا نواسی ہیں

ہوتا ہے۔ آپ کی والد ماجدہ جو بابا صاحب رحم کی ہمیشہ تھیں ان کو بھی سوائے قرابت

آبائی کے بابا صاحب رحم کے ساتھ کوئی علاقہ حسبی یا نسبی نہ تھا اور مخدوم صاحب رحم کو

علاقہ حسبی اپنے والد ماجد سے تھا اور نسب کے اعتبار سے بابا صاحب سے محض

غیریت تھی پس اس نسبت میں دونوں حضرات مساوی کسی کو ایک دوسرے پر ترجیح نہیں

اب رہی گفتگو باعتبار مرید اور خلیفہ ہونے کے پس جس طرح مخدوم

صاحب رحم بابا صاحب رحم کے مرید اور خلیفہ ہیں اسی طرح محبوب الہی رحم بابا صاحب

کے مہربان اور غلیظہ میں ہیں اس اعتبار سے بھی دونوں حضرات مساوی کسی ایک کو دوسرے پر ترجیح نہیں۔

اب رہی گفتگو سلوک اور جذب کی یہ مسلم ہے کہ سلوک کا مرتبہ جذب کے مرتبہ سے افضل ہے اس لئے کہ سالک سے مخلوق ہدایت پاتی رہتی ہے بخلاف مجذوب کے چنانچہ محبوب الہی رح سے ہزار یا مخلوق فیضیاب ہو رہی ہے اور مجذوب سے ہدایت کا دروازہ بند ہوتا ہے۔ چنانچہ مخدوم صاحب سے یہ سبب غلیظہ جذب اور کشش الی ذات القدس کے کوئی سلسلہ فیض رسانی کا ثابت نہیں اور جو حضرات مخدوم صاحب کی طرف نسبت کر کے اپنے آپ کو صابری کہتے ہیں یہ نسبت حقیقی نہیں چونکہ مخدوم صاحب ہر وقت حالت جذب میں ڈوبے رہتے تھے تو بابا صاحب کے ایما سے بابا صاحب کے خلیفہ حضرت شمس الدین ترک پانی تہی رح قدس سرہ العزیز نے آپ کی طرف سے یہ سلسلہ جاری کیا اصل میں یہ سلسلہ شمسیہ ہے۔ چونکہ صابر صاحب رح کی طرف سے اس سلسلہ کا اجرا ہوا اس لئے بجائے شمسیہ کے صابریہ کہنے لگے۔ پس باعتبار ہدایت اور فیض رسانی کے محبوب الہی کو مخدوم صاحب رح پر ترجیح ہے۔

اب رہی گفتگو محب اور محبوب ہونے کی۔ یہ مشہور ہے کہ مخدوم صاحب رح عشق الہی میں ہر وقت ڈوبے رہتے تھے۔ نظارہ جمال الہی میں ایسے مستغرق تھے کہ اس عالم کی طرف ان کو اصلاً توجہ نہ ہوتی تھی۔ اور شاہ عبدالحق محدث دہلوی رح جو عالم متبحر اور عارف کامل اور وزانہ دربار رسول اللہ صلعم میں ان کو اختصاص حصول کقاوہ اخبار الاخیار میں لکھتے ہیں کہ نظام الدین کے از محبوبان الہی است اور زبان ضلالتی نقارہ خدا۔ یہی وجہ ہے کہ ہر مخالف اور موافق آپ کو محبوب الہی کہتا ہے الغرض مخدوم صاحب رح عاشق الہی اور محب الہی اور سلطان المشائخ محبوب الہی۔ اور یہ ظاہر ہے کہ

(محب ہمیشہ رضا جوئی محبوب کا رہتا ہے)

اس صورت میں مخدوم صاحب رضا جو خدا کے ہوئے اور خدا رضا جو محبوب الہی کا۔ اس اعتبار سے محبوب الہی کو ترجیح ہے۔ سیر الاولیاء میں ہے کہ نظام الدین رحمۃ اللہ علیہ کو ذات سے سلطان المشائخ کا خطاب عطا ہوا ہے پس جس کو ذات کی طرف سے سلطان المشائخ کا خطاب عطا ہو بہ نسبت اور صاحبوں کے اس کو ترجیح ہوگی۔

رسول اللہ صلعم کو شب معراج میں جو خرقہ عطا ہوا تھا ایک روز رسول اللہ صلعم

نے خلفا میں سے ایک ایک سے دریافت کیا کہ یہ خرقہ اگر تم کو ملے تو تم کیا کرو گے۔ ہر ایک نے اپنے اپنے خیال کے موافق علیحدہ علیحدہ جواب دیا۔ آخر کو مولانا علی کرم اللہ وجہہ سے دریافت کیا کہ اگر تم کو یہ خرقہ ملے تو تم کیا کرو گے۔ انہوں نے جواب دیا کہ میں پردہ پوشی کروں گا اور خداوند تعالیٰ کا یہ حکم تھا کہ جو یہ جواب دے وہ مستحق اس خرقہ کا ہے چنانچہ وہ خرقہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو دیا گیا پھر وہ خرقہ درجہ بدرجہ منتقل ہوتے ہوئے حضرت خواجہ بزرگ تک پہنچا پھر خواجہ بزرگ سے قطب صاحب کو ملا۔ قطب صاحب سے بابا صاحب کو ملا۔ بابا صاحب نے محبوب الہی کو دیا محبوب الہی نے مخدوم نصیر الدین چراغ دہلی کو تفویض کیا۔ مخدوم صاحب نے وصیت کی کہ اب اس خرقہ کا کوئی اہل معلوم نہیں ہوتا اس کو ہمارے ساتھ قبر میں دفن کر دینا۔ چنانچہ موافق وصیت کے جب مخدوم صاحب کا انتقال ہوا تو وہ خرقہ مخدوم صاحب کے ساتھ قبر میں دفن کر دیا گیا۔ مقصود اس بیان سے یہ ہے کہ بابا صاحب نے اپنے خلفا میں سے سوائے محبوب الہی کے کسی کو خرقہ معراجی کا اہل نہ پایا اور وہ خرقہ محبوب الہی کو عطا کیا اس معنی کہ محبوب الہی کو بابا صاحب کے کل خلیفوں پر ترجیح ہے۔

صاحب سیر الاولیاء حضرت محبوب الہی کی خلافت اور سجادگی کے متعلق بزبان حضرت محبوب الہی یوں نقل کرتے ہیں کہ ایک روز بابا صاحب رحمہ نے مجھ سے فرمایا کہ نظام الدین تمہیں دعا یاد ہے یا داہم الفضل علی ہر پہلہ النخ میں نے عرض کیا کہ یہ دعا مجھے یاد نہیں اس پر شیخ شیوخ العالم نے فرمایا کہ اس دعا کو یاد کرو اور چند روز تک اس کی مداومت اور ہیشگی کرو اگر ایسا کرو گے تو میں تمہیں اپنا جانشین کروں گا اور خلافت کا معزز و ممتاز عہدہ تمہارے تفویض کروں گا چنانچہ ارشاد کے موافق میں نے وہ دعا یاد کر لی۔ کچھ دنوں کے بعد تیرہویں رمضان ۱۰۶۹ھ کو مجھے بلایا اور ارشاد کیا کہ نظام الدین جو کچھ میں نے کہا تھا یاد ہے میں نے عرض کیا کہ حضور یاد ہے فرمایا اچھا کاغذ اور قلم دو ات لاؤ۔ جبے وغیرہ آگیا تو بابا صاحب نے عربی میں خلافت نامہ لکھا اور اوصاف حمیدہ کے بعد اخیر میں بصیغہ تفضیل لکھا وهو من اجل خلفائنا یعنی نظام الدین ہمارے کل خلفا سے اجل اور افضل خلیفہ ہے جب شیخ خود اپنے قلم سے خلافت نامہ میں محبوب الہی کو کل خلیفوں سے اجل اور افضل لکھ رہا ہے تو اسب

آپ سے بڑھ کر کس کو فضیلت ہو سکتی ہے۔
اس کے بعد جب شیخ شیوخ العالم کے وصال کا زمانہ قریب ہوا تو حالت مرض

میں آپ تہجد میں استراحت فرماتے تھے اور آپ کے فرزند اور اصحاب تہجد کے دروازے پر بیٹھے ہونے کے اس بارہ میں مشورہ کر رہے تھے کہ سجادہ نشینی اور مقام کی تصور سے التماس کرنا چاہئے اسی اشارہ میں سید محمد کرمانی دہلی سے آئے باوجود منع کرنے کے تہجد کا دروازہ کھول کر وہ اندر چلے گئے اور حضرت کے قدموں پر سر رکھ دیا۔ شیخ کبیر نے چشم مبارک کھولی اور پوچھا سید کب آئے۔ عرض کیا ابھی حاضر ہوا حضور نے خود ہی محبوب الہی کا حال دریافت کیا انہوں نے کہا حضور کو آداب اور پاپوسی عرض کی ہے اور تمام اوقات شیخ کی یاد میں صبر کرتے ہیں۔ شیخ شیوخ العالم نے سلطان المشائخ کی دلی عقیدت مند ہی پر انتہا سے زیادہ خوشی ظاہر کی اور چند کلمات تلمیح آمیز زبان مبارک پر جاری فرمائے۔ اُس کے بعد فرمایا کہ یہ چارہ (خرقہ معراجی) اور مصلا اور عصا اُن کے حوالہ کر دینا۔ اُس کے بعد جب حضرت کا وصال ہو گیا اور محبوب الہی کو خبر وصال کی پہنچی تو آپ دہلی سے اجودہن تشریف لائے اور مزار شریف پر حاضر ہوئے بعد فاتحہ خوانی جب وہاں سے واپس آئے تو مولانا بدر الدین صاحب جن کے پاس وہ جامہ اور مصلا اور عصا امانت رکھا تھا وہ لا کر محبوب الہی کی خدمت میں پہنچایا۔

یہ جامہ اور مصلا اور عصا جو وصال کے وقت باوجود غیر حاضر ہی کے محبوب الہی کو عطا ہوا یہ دلیل سجادگی اور جانشینی کی ہے جیسا کہ بابا صاحب نے فرمایا تھا کہ میں تم کو اپنا جانشین کروں گا۔

اور یہ معلوم ہے کہ صاحب سجادہ اور جانشین قائم مقام شیخ کے اور بجائے شیخ کے ہوتا ہے جب محبوب الہی قائم مقام شیخ اور بجائے شیخ کے ہونے تو آپ کے سزا کو فضیلت اور ترجیح ہو سکتی ہے یہ تقریر تو ظاہر بیہودوں نادانوں فضیلت دینے والوں کے لئے ہے اور باطنی نظر سے دیکھئے تو اصل حقیقت یہ ہے کہ مثل ذات اور حقیقت جامعہ کے بابا صاحب کی دو شانیں ہیں ایک شان جلالی دوسری شان جمالی۔ ایک شان مخدوم ہو کر اپنا جلال دکھلا رہی ہے دوسری شان محبوب ہو کر اپنا جمال دکھلا رہی ہے۔ اس میں تفضیل اور غیر تفضیل کی بحث کرنا محض جہالت اور نادانی ہے۔

اور سنئے کہ ہر سلسلہ کے جتنے اکابر ہیں۔ واجب التعلیم ہیں گو جس سلسلہ میں آدمی ہو جاتا ہے اُس سلسلہ کے بزرگوں کی عظمت اور محبت اُس کے دل میں نسبت اوروں کے زیادہ ہوتی ہے اور یہ ایک امر طبعی خداداد ہے اس کا شکر کرنا چاہئے مگر اس عفو محبت میں خدا سخاوت مند کوئی ایسا کلمہ زبان پر نہ آئے جس سے دوسرے خاندان کے بزرگوں کی توہین یا اُن کی شان کے

خلات ہو۔ فقط

خیر اندیش بندہ عاصی دوسو تراسی

میرزا محمد علی صاحب

قطر تاریخ طبع رسالہ علم الکونین لہ رسول الثقلین از منہاج طبع
 محسبہ فائق نظامی سائری مؤلف سالہ ۱۸

<p>بعض مقرر تھے بعضوں کو انکار صاف تھا لفظی نزاع کے غیر نپا یا سوا شناع قول رسول سے جو ملا مجھ کو صاف علم رسول میں یہ تردد نہ تھے ہے کیا جز غیب کے رسول کو ہے علم جزو کل</p>	<p>علم رسول میں جمع بہت اختلاف تھا میں نے جو غور و فکر کیا انشاء نزاع لکھا رسالہ میں نے پے رفع اختلاف تاریخ کی تھی فکر کہ ہاتھ نے یہ کہا جا کر سُنو تو محفل قدس میں ہے غل</p>	<p>۳۲۳ + ۹۵ ۱۵ ۱۸ ۱۹ عیسوی</p>
--	---	---

قطر

<p>کیوں خوں اس قدر ترے فکر سا کو ہی دونوں جہاں کا علم صیب خدا کو ہی</p>	<p>ہاتھ نے دیکھ کر کے مجھے سہنگوں کہا لکھ جو کہ میں نے محفل قدسی میں ہے سنا</p>	<p>۳۲۲ + ۱۰۰۲ ۱۳۳۶ ہجری</p>
--	--	---

قطر

<p>نذا ہاتھ سے آئی آشکارا ہے تائید الہی اس میں شک کیا</p>	<p>ہوئی فائق کو جب تاریخ کی فکر رسول اللہ کو ہے علم سارا</p>	<p>۸۶۵ + ۲۷۱ ۱۳۳۶ ہجری</p>
--	---	--

وَأَعِظُوا بِمَا لَكُمْ قُلُوبًا تَفْقَهُوا

مصنفہ سید علی حیدر رحیل اہل کلکتہ سی اورنی ضلع جالون متوطن
موضع علی پور سادات تحصیل کھاگا ضلع فتحپور نظم اتفاق موسومہ

۱۴۱۵

اتفاق العوام

حسب فرمایش جناب منشی سید گلزار حسین صاحب منصفی اورنی
منشی سید منظور حسین صاحب تحصیل کوچ منشی سید ریاضت حسین صاحب
پیشی صاحب ڈیٹی مجسٹریٹ بہادر نہر متوا مقام اورنی ضلع جالون
باہتمام سید نظیر حسین پرنٹریٹ پبلشر

مطبع حاکم ضلع طبع
دینا ضلع جالون

عرض مولف

شیعوں کا لفرن بمقام لکھنؤ سے واپس ہو کر وطن جانے کا اتفاق
ہوا برادران یک جدی جناب مولوی سید عماد حسین صاحب

منشی سید لطافت حسین صاحب منشی سید دبیر حسین صاحب و

منشی سید علی جان صاحب سید احمد حسین صاحب موذن و

سید نقی علی صاحب منشی سید مرحمت حسین صاحب نمبر دار

منشی سید صاحب علی صاحب منشی سید اطہار حسین صاحب

لکھیا و منشی سید حیدر حسین صاحب منشی سید فیاض الحسن صاحب

لکھیا وغیرہم روسا کے موضع علی پور بہیرا سادات نے اپنا اپنا وقت

بیش بہا ضلیع فرما کر اس اتفاق کو بشوق سنا اور موافق مذاق وطن

پا کر اسکے چھپنے کی فرمائش کی لہذا چھپوا کر پیش کرتا ہوں ڈھری

نظم اعتقاد الایمان بھی سنائی گئی اگر اللہ نے چاہا تو وہ بھی

چھپوا کر پیش کی جائیگی۔۔۔

راقم اتم سید علی حیدر رحیل عابدی الزیدی اسی

ابھد کلکتہ ری اورنی اضلع جالون

بہر کس بخیال خویش خطے دارد

از ہم دفرج خویش ربطے دارد

ایک دن مختلف اصداغ کے چند اجباب ملازمت پیشہ باہم کہہ رہے تھے کہ
بوجہ معافی وزینداری پانے کے اکثر و بیشتر شرفا دیہات میں آباد ہوتے تھے ب
اون شرفا میں سے نوٹھے فیصدی تو قسم قسم کی مفسدہ پردازی و مقدمہ بازی
سے جا لدا دین کھو کر محتاج ہو گئے ہائی دس فیصدی جو ملغ سحری ہو رہے ہیں
اتفاق سے میرے پونے کے اتفاق ہوا میں نے بھی اصل مدعا سے اتفاق کر کے
کہا کہ الشراکہ لاکھل القری اسی لحاظ سے کہا گیا ہے مورثان اولوالعزم
اپنے نسبی و ذاتی کمالات و علم و ہنر سے یہ اعزاز حاصل کئے تھے اب ہملو
اون اوصاف حمیدہ سے نابلد ہو گئے علم و اخلاق و انس و اتفاق کو
پھوڑ کر بزرگوں کی امارت و حکومت و شرافت و وقعت پر تہنیر
کر رہے ہیں بعینہ پدم سلطان بود مارا چہ۔ کا مصداق ہو رہا ہے۔
وقت و زمانہ کی نیرنگی و ہوا کا رخ نہیں دیکھتے باہمی انس و ہمدردی
مفقو و کسب کمال نابود ہے علم و ادب سے نفرت ہو و لعب سے
رعبت ہو گئی ہے۔ اتفاقاً ایک شعر موزون ہو گیا ہے
انس سے۔ انسان بناؤ انس کھنا چاہئے انس رکھو گے جو آپس میں تو ہوگا اتفاق

Handwritten marginal notes in Urdu script, including the number 1620 and various signatures and dates.

اس کو سندر خلوص دل سے ایک دوست نے کہا کہ نزارح زبنداری
 و مقدمہ بازی کی بد انجامی و خود فرضی سے اور دن کی نقصان رسانی
 نظم کی جائے دوسرے صاحب نے فرمایا کہ تاملن عقائد سے
 غیر دن کی بد خواہی و بد اندیشی و غمازوں کی مخالفت و نا اتفاقی کا بھی
 ذکر ہو تیسرے صاحب کا ارشاد ہوا کہ مسجد سے پہلے گھر کا چراغ جلتا ہے
 لپ گھر کی خبر یعنی چاہئے اکثر مرد اپنی عورتوں کے مرید ہوتے ہیں زن بڑی
 عیب ہے گھر و کنبہ والوں سے خصومت دائمی کی بنیاد ڈالتے ہیں
 اس کا بیان نسوانی لب و لہجہ میں ضرور تحریر ہو چنانچہ ہر شخص نے سچے
 سچے واقعات سنا کے جنکو مجھ نالایق نے اجمالاً نظم کر کے اتفاق
 العوام کے نام سے موسوم کیا امید کہ اہل علم و اہل زبان بفرح اسے
 انظر الی ما قال فلا تنظر الی من قال نفس مطلب کو دیکھیں
 نقالہ لفظی و بندش لایینی سے چشم پوشی فرمائیں حسب تحریر
 منشی کنیشی لال صاحب انسپیکٹر ٹوارہ و منشی رحیم اللہ صاحب ہڈ
 کنشیل و منشی گلزار حسین صاحب منفرم منصفی چھپوا کر پیش کرتا ہوں
 چونکہ بچوں میں گھر والوں کے چال چلن کا پورا اثر پڑتا ہے اگر اس سے
 والدین کو تنبہ ہو یا بچے پڑھ کر خود سن رشتہ میں مستفید ہوئے تو ناظرین
 رائے قائم کر سکیں گے اس وقت ممکن ہے کہ اعتقاد و ایمان اختلاف الاسلام
 اعمال الایام بفتاح الکلام وغیرہ کے حاضر کرنے کی جرات ہو۔

راقم عبدہ الذیل البد علی حیدر رحیل عابدی الزیدی
 الواسطی نسبا و علی پوری البہیروی موطناً مورثاً تم ستمبر

سلسلہ مقام اورنی



اتفاق العوام

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

أَوْفُوا بِالْعَهْدِ وَأَلَّفُوا بَيْنَ يَدَيْكُمْ الصَّالِحِينَ وَلَا تَكُونُوا مِنَ الْمُخْسِرِينَ وَبَيْنَ نَفْسِكُمْ بِالْقِسْطِ
الْمُسْتَقِيمِ وَلَا تَتَّبِعُوا أَهْوَاءَ الدَّاسِ أَسْخِيَاءِ لَهُمْ وَلَا تَقْتُلُوا أَوْلَادَكُمْ مَقْتُلِينَ

وزمو ایله دلته شهید دنیا اتفاق
اینک زیادش بنار دین گل اتفاق
لطف عامت در طبقها کردید اتفاق
کرد از آب خودش آن در بدیا اتفاق
لمدد گویمان کند خود عرش علی اتفاق
از رسولان در رسالت کرد با اتفاق
نصب عکس کرد و کرد از قبرنها اتفاق
کشمکش بن ناخدا استاد بی اتفاق
مفتخر شد از عرض چون یک صحرا اتفاق
پن ندیدم رهبران را در عملها اتفاق
چون کمل می شود افتد بدیا اتفاق
که توانند کرد این رهبر دنیا اتفاق

کن چو کشتی کرد گردون خود بفر اتفاق
در ازل وقت است اصل آری بلفت
ذات و صفت شد بجز قیام از وقت خلق
قطره نمان مجر صورت گوهر گرفت
چون به نظم ذکر پاکش بندگان می رستند
دیدن نا دیدنی چون فطرتا آمد محال
شد چو فارغ رحمت عالم ز کار نبی
دسته ز در بلا غش کشتر است براند
کار دنیا شد بزمیز و روز و حالمان
چار سومی شنوم آوار و صدای اتحاد
در نفاذ کار مثل چاکران اضربوند
دست خود خنی مگر هم بزم دیوان

چاہی ہو وہ خوشامد صدق و راستی
 خیر مذہب حشمت دل راست مہجون شفا
 در مقام پختہ باش و در تمدن پاکباز
 بین سفاقرقی تمامی بعد از ان بنی
 اہل دل کا سے کنن دل در فکر پیش
 سہر شہر در شہر پائس شد انسان شہر
 سن یکے دست از نقطہ نشد شکل دیگر
 قبل ازین باہد گریک بود حب الہیت
 این زمان در یاد کار غم نزع افتادہ است
 وقت اسلام از علوم اصلاح دین گویند
 مسلمان ہر صلی کردہ اند با ہم سکوت
 اک احمد آل احمد دوستان دوستان
 از محمد با خبر اہل خبر ہے چار امام
 مصلح از نما بیان باند کنون کاندہون
 بعدی از رحیل بن نظم و اثر دن حاضرست
 عابدی الواسطی زیدی علی صدر رحیل

کہ بود از بچین اشخاص عملی اتفاق
 وحشی لامشہے کے کر دینا اتفاق
 خلق مذہب خود کن با گہر و تر اتفاق
 آیت قرآن کہ آموزد شمارا اتفاق
 کے بر آملہ از زمین حیوان صحر اتفاق
 کے بشہا شہر ترا باند نہ جب اتفاق
 سین دشمن کنون ندر اندہ دور اتفاق
 در غم مظالم سے ہو از قول اتفاق
 اینچنین و اینچنان شکست زیبا اتفاق
 ایدر اصلاحش کنن اہل خبر اتفاق
 فرق بین کر دینچی بیدک اربا اتفاق
 فرق ہر یکے شہر سے شور و غوغا اتفاق
 نامقلد حکمران از ہسم تہنا اتفاق
 تا بہ اعمال سلف دارند ہر اتفاق
 در سواران لنگ پادار د بخود اتفاق
 موطن ہست از علی پور ہیرا اتفاق

اتفاق

او اتفاق ایک اسم تھا او میں یہ کچھ اتفاق
 ملکیا جب داو اور آوازے کی دو ہون
 اتفاق باہمی یک نعمت اللہ ہے
 کرتے ہیں ہم را کو جب چشم باطن سے نگاہ
 اتفاق اقبال ہر دولت ہر اوسکی یکے

داوستے میں ملکیا ہوتا ہے ایسا اتفاق
 تہ ہوا محبوب عالم دل سے پیارا اتفاق
 جز ہمارے رکھتے ہیں سب اہل نیا اتفاق
 ہکو دکھلاتے ہیں اپنا چاند و ملا اتفاق
 راحت و آسائش دنیا و عقیقی اتفاق

انبیاء و اولیاء دین خود فرما گئے
 انس سے انسان بنا کر انس رکھنا چاہیے
 خالق دنیائے دنیا میں تمہیں پیکر کیا
 منہ سے کہہ پنا کہ رکھو میل تو ایک بات
 صاف لفظوں میں بدلت ہو کر ایسا کہ
 مسکون کا حکم ماننے کے سعادتمند لوگ
 دل سے طاعت ہو فدا کی اور طاعت ہی
 مسلمان قوم سے یہ مخلصانہ عرض ہے
 بھلا لکھتا ہوں میں اس بارہ میں کچھ مختصر
 ظلم و ستم و حسد کی نہ جانت ہیں اتفاق
 صدق خیرات و تواضع رستی تہذیب و خلق
 نیک پاکیزہ خیال اشخاص خود رکھتے ہیں میل
 دین جان و ملا و عزت مال پانچوں نعمتیں
 پانچوں نعمت کہری کی و سکود پوری ہیں
 جان اولاد اور غرت کے ہیں دشمن خاص
 کاروبار دنیوی میں سب کو ایک جاسیے

الکرامت فی الجماعت کا ہے بیجا اتفاق
 انس جو رکھو گے آپس میں تو ہوگا اتفاق
 رکھو دنیا والوں سے ایسا بیجا اتفاق
 اکثر اخباروں میں دیکھا ہے بسا اتفاق
 یہ بڑا ہی اس سے عجیب ہے اچھا اتفاق
 بد نصیب اگر میں تو یہ اڑھی سمجھ کا اتفاق
 حکم ظل اللہ مانو آپ ہوگا اتفاق
 کچھ اصول ایسے لکھیں جن پر ہو سب کا اتفاق
 کوئی مانے یا نہ مانے اپنا اپنا اتفاق
 ان صفت والوں سے اور لے ہی بجا اتفاق
 ایسے اوصاف حمیدہ سے ہی ہوتا اتفاق
 جنت باطن خود غرض کیا سمجھیں کیا اتفاق
 سب کو پیاری ہیں ہر ایک نہی رکھتا اتفاق
 دوسرے نقصان پہنچا میں تو ہو کیا اتفاق
 دین کچھ لڑوں سے کہتے ہیں سب کا اتفاق
 غیر مذہب کے متفر سے ہے ملتا اتفاق

کچھ اصول ایسے لکھیں جن پر ہو سب کا اتفاق

نزاع مذہب

کوئی پھیل پوجتا ہے تم کو کیا تکلیف ہے
 کوئی وہ کھاتا ہے تو کھانے دو تم کو کیوں سے
 یہ نہ مانو تجانے دو تم اوسکو اوسکے پاس
 کھانیو لو وہ نہ کہاؤ گے تو کیا مر جاؤ گے
 اوس کا کھانا کن ایمان ہے تو کھاؤ کھانے بوجھ

کیا کوئی نقصان پہنچا جس سے تو اتفاق
 تم نہ کھاؤ دل تمہارا اپنا اپنا اتفاق
 وہ نہ ہوگا تو نہ ہوگا اوس سے اوس کا اتفاق
 یہ نہیں ہے تو نہ کھاؤ دیکھو اوس کا اتفاق
 یہ نہ ہو تو یہ عمل ضد سے ہے کرنا اتفاق

بوجھ

دل دے جس کا مست اور دکھا اور سکو چھوڑ
 عدل سے انصاف سے چھوڑنے کے تم تابع ہو
 نیکی سے اچھی ہو مگر بد کے لئے اچھی نہیں
 جس سے نیکی نیکو کے حق میں بدی ہو جاو
 مست اطاعت ہری کی اور نیکو چھوڑ کر
 تم کہو کے جبکہ وہ اچھا ہو اور اچھا کہیں
 کوئی بد ہو تو نہیں کیا کیوں اسے کہتے ہو بد
 کوئی ضامی ہو کسی کا تو مجھے کیوں روکا ہے
 کوئی کہتا ہے کہ وہ بد ہو بد ہو یا نہیں
 اور اگر وہ نیک ہے جس کو کہ وہ کہتا ہے بد
 نرمی و اخلاق سے اظہارِ مطلب چاہیے
 مست کسی کو چھڑو چھڑو گے تو پاؤ گے جواب

دیکھو سکھاتا ہے تم کو صحیح از رہا اتفاق
 حاسد و خائن سے مست دیکھو تم کیا اتفاق
 نیکی سے اور سکو بدی پر اور ہوگا اتفاق
 نیک و بد دونوں کی بد خواہی جیسا اتفاق
 وہ کما فیئکے تو موجودہ مٹے گا اتفاق
 وہ کہیں گے وہ جیسا اوس جیسا اتفاق
 بد ہو وہ۔ تو اپنے ظہر میں جیسا تیس اتفاق
 تو زہن حامی الگ ہے اوس سے اور کیا اتفاق
 بدی تو سچ سچ کہا جس پر حسب کا اتفاق
 نیکو کی بد گوئی کا دوزخ سے ہوگا اتفاق
 شیشہ دل چور ہونے سے ہوگا اتفاق
 تب بڑی کا غم تھا را اور گھٹے کا اتفاق

نزاع مال

مال دولت کی طمع سے ہوتی ہے اکثر نزاع
 لینے دینے میں صفائی سے ہے بڑھتا اتفاق
 کوئی نئے کچھ جو مانگے ہو۔ تو تم دیدار سے
 اور اگر وہ کچھ نہیں مانگو تو غراب کہ گیا
 اپنا پیسہ سیم و ذرا اور روکا پر یہ خانہ دھول
 ایک کو نقصان پہونے دوسرے کو فائدہ

اور دن کا نقصان کرنے سے ہے متا اتفاق
 حیلہ سازی نا دہندی سے ہے گھٹتا اتفاق
 بے طلب وہ پھیرے تو بھوار میں کا اتفاق
 ایسے لوگوں سے نہ ہوگا بھائی صلا اتفاق
 خود غرضی بھی طبیعت سے ہے متا اتفاق
 ایسی چالاکی بڑی ایسوں کا جھوٹا اتفاق

نزاع ملازمت

تم جو منہ تم ہو حال تم ہو افسر تم بڑے
 عہدہ کی عزت ہے اور اموال کی تخت ہے اور

راستی بھی تم ہی میں ہو خوب چھا اتفاق
 راستی کی اور دولت جس سے حق کا اتفاق

کوئی انسان کچھ کہے یا کچھ کرے یا کچھ لکھے
 اس سے پہلے کہ وہ کہے کہ یا کچھ کرے کہ یا کچھ لکھے
 کہنے والا جو کہے تو جا پنکر یا تو اس سے
 کان کا کا جو ہو انصاف کر سکتا نہیں
 جب تک کہ کسی پر تو اس سے پہلے کہ وہ کہے
 صاف سے جب سونے کے جھوٹے سچے کھلی ہو
 خود غرض عمارت کی بات تو نہ جس کا عمل
 اہل شرقا و طلب سے جو درو انصاف میں
 ماتحت تہذیب جس کا ہوا دل سجان نثار
 شرم کی باہر کرنا لوں سے جو نرم ہو
 سخت شکل ہو خافسہ کا قدر و کوراب میں
 بار بار بان صدارت مانگین کا غذا بار بار
 ماتحت ملک جو کا غذا حکم ہو گل و گلین
 ماتحت مظلوم نالائی سب سے خافسہ بنے
 آخرش بدنام درو ہوا ہو وہ نہیں مقصود
 افسری نطفہ غذا ہو خافسہ کو چاہیے
 ماتحت لوگوں کے کام انصاف سے دیکھا کریں
 پر خورشادین ہمیشہ چھٹی ہیں سوز میں
 افسری کے علم میں ڈالیں نہ موزوں جاؤ
 بیٹے مانا مانی جانی ہو ہمیشہ اونکی ر سے
 پر بھی جسے دیکھتے ہیں انھوں سے حکام خود
 ساتھ سربل وقت جسکو کہہ دین یہ کہے

ہر گمانی مت کر اس سے ہر مٹتا اتفاق
 نکلو کیا علم اس عمل سے اور کون اتفاق
 کان کے کہے نہ ہو بدگو کا کج اتفاق
 واقعات اہل سے اور کون ہو اتفاق
 خمیتین کر کے مٹا دست خذرا اتفاق
 دل بھرا ہو گا تھارا تو ہو گا اتفاق
 غیر ممکن ہو عدالت سے ہو اور کا اتفاق
 ایسے لوگوں سے ہو گا میکوں کا اتفاق
 ہر خفیب اس ہی کی یاد سے ہو گا اتفاق
 چالوئی سے کرے خود اہل و مٹا اتفاق
 ہر یوں تک نہ پھر نہ اون کے دیکھنے کا اتفاق
 حکم ہو جو جلد اور سے بھیجے کا اتفاق
 کل بھی کل کی طرح ہو روزا اتفاق
 حاکم ہلا لکھے سستی سے اور کا اتفاق
 اور سب مقبلی دست سستی پر ہو سب کا اتفاق
 رعین ہاتھوں سے یگانہ کر رہا اتفاق
 ہنہ داری سے نہیں ہو سکتا چا اتفاق
 تیرو ہوا ہو نہ چا دیکھنے کا اتفاق
 صاف دل دے نہیں کر سکتے ہی اتفاق
 حاکم بالا بھی ہوا وہی سے کرتا اتفاق
 تب تو کھلی تاج سازش کا نوکھا اتفاق
 نیک کہلا نیلکے اور ہو سب کا اتفاق

ہر گمانی مت کر اس سے ہر مٹتا اتفاق
 نکلو کیا علم اس عمل سے اور کون اتفاق
 کان کے کہے نہ ہو بدگو کا کج اتفاق
 واقعات اہل سے اور کون ہو اتفاق
 خمیتین کر کے مٹا دست خذرا اتفاق
 دل بھرا ہو گا تھارا تو ہو گا اتفاق
 غیر ممکن ہو عدالت سے ہو اور کا اتفاق
 ایسے لوگوں سے ہو گا میکوں کا اتفاق
 ہر خفیب اس ہی کی یاد سے ہو گا اتفاق
 چالوئی سے کرے خود اہل و مٹا اتفاق
 ہر یوں تک نہ پھر نہ اون کے دیکھنے کا اتفاق
 حکم ہو جو جلد اور سے بھیجے کا اتفاق
 کل بھی کل کی طرح ہو روزا اتفاق
 حاکم ہلا لکھے سستی سے اور کا اتفاق
 اور سب مقبلی دست سستی پر ہو سب کا اتفاق
 رعین ہاتھوں سے یگانہ کر رہا اتفاق
 ہنہ داری سے نہیں ہو سکتا چا اتفاق
 تیرو ہوا ہو نہ چا دیکھنے کا اتفاق
 صاف دل دے نہیں کر سکتے ہی اتفاق
 حاکم بالا بھی ہوا وہی سے کرتا اتفاق
 تب تو کھلی تاج سازش کا نوکھا اتفاق
 نیک کہلا نیلکے اور ہو سب کا اتفاق

دل سے دو پیارا ہو تو پھر کدو لسیب ہو
جسکے قوت ہی ہو عامی ہو ماسا تھی ہو
تحتت: لائق ٹھہر جاسے جو ملک کی طرح
اندوئی تقصیر بن اوسکے نام تجھے پناہ لکین
ہا دون جانے پڑیں پھرین وں منظام
زندگی دے پئے بھی ہو ہا لین دن ہی عین
آخرش نقصان اوٹھائی سٹیکری من پڑے
اپنے برعج انسون کون کرتا ہے گریز
مالکونے بڑے انسر نے جلتے ہیں مگر
پچھ پوچھا جائے تو بدین کہ در کھو قاعدہ
کام بتانا جو نصیبے تو اوس سے ٹھہر
سہو معمولی کو دکھاتے ہیں سنگین واہم
کچھ پناہیں تو لکھیں کام اور کجا کل ہو غلط
جن سے خوش ہون کام میں لکھو جو جو
سختی کا حق مٹا کر انہوں کو تر جج دین
شیر بگری ایک با پانی زمین جس جبین
سج کہو تو کٹھن ہوان ہان کر تو اچھے ہو
سر کھر قانون چھوڑ دو لو وار و خوب کھاؤ
اور اگر حق ہی پند تو سچ کہو کہتے بھی جاؤ
راستی قائم رہے گو نو کری جانی ہے
ہر امر میں دل و حق باتوں کے حق میں پاسی
مشک کرتی ہر امر میں اپنے پیر دلی خیرین

وہی ہی لکھیں کہے تو ہونہ دیا اتفاق
اوسکو کون اچھا لکھا اوس ہو سکے اتفاق
کتنے ہی ہوسان کام اوس ہو کاتفاق
لشکاش میں ہونہ اوس پچھری کا اتفاق
ہو خیرین ہفلون ہر دو کجا بخور اتفاق
اگلا قریب کا اتفاق میں ہوا کجا اتفاق
نہون منظام اوسکے منظام سے جسکا اتفاق
ادنی مرضی سے رہا کرتا ہے سب کے اتفاق
سختی ہی اسے مجبور ہے مٹنا اتفاق
قاعدہ ہر عمل تو ہونہ اون کا اتفاق
نکتہ چینی داسب جاسے ہر پورا اتفاق
جن غریبون کے زمین ہونا اونی اتفاق
یہ لکھیں کہ منظم ہی ایسا اندھا اتفاق
لکھتے وقت اچھا لکھیں لکھتے ہوا کجا اتفاق
احتفاظ نامہ منظم سے ہواون کا اتفاق
انسون کو ماتحت ہے ہوا اصلا اتفاق
اچھا بنا یا ہو تو چا ہو تم لون کا اتفاق
انسر و نکور کھوراضی سے ہو کجا اتفاق
بول بالا سچ کا ہو کجا سچ سے حق کا اتفاق
پاسی سے بچکے رکھو سے ہی اتفاق
چند روزہ خوشنمائی سے ہوا کجا اتفاق
آخرش خشکی سے خود ہوتا ہو کجا اتفاق

چھوٹے کیا اب تو بڑے بھی ہیں فلاں پاسی
صاف دل اسکو کہیں گے صلح کی یہ نظر ہے
سبکی حبسی ہوگی طبیعت یہی ہی تھجیگا

پاسی بھگلو نہوگا تجھے یہی اتفاق
خود غرض بندل کینگے شر سے ہکا اتفاق
نیک و بد ادا دل سے اوکی تھجیگا اتفاق

نزع باہمی

بھائی بندوئی تھی میں رنج میں ہنوشیریک
آہ ہم تجھیں ہو کر بھائیوں کی چھوڑ دین
بیچ ذاتی سے کرین اور وہی ہمہذامیان
مفسدہ ہی ہر دی مردان و بو سفیان کی
نیک باطن جانتے ہیں سکو اچھا آدمی
دل کے آئینہ میں شکل نیک بد کو دیکھو
اپنی رنجش سے کسی کی رل کو بدست کہو
اپنی خود رانی سے تم سے نہیں ہو اور کی
کہتے پھرتے ہو کہ وہ بد ہو نہیں کچھ وہ میں رد
اپنے میں جو عیب دیکھو پہلے اسکو چھوڑ دو
کہہ پا خالد نے حامد سے کہ شاہد ہے ہرا
کوئی یہ کہتا نہیں شاہد ہرا کیسے ہوا
شورہ ہر چہ چاہو بعضوں میں کہ ایسا ہر سنا
چھوٹے خادم عاجزانہ گڑ گڑاتے ہی رہیں
کچھ نہیں جلتی کیلہ کی وہ ہر دنہ کا زور
زید نے ماجد کو چھیرا سرد تار و بکر کا
لکھا ہر اعلیٰ لکھو بعد ازان لایلی بھی
سینے کتر بھائیوں سے بہ سنا ہے بار ہا

ساری دنیا میں کہا جاتا ہے پورا اتفاق
داورینا غیر لوگوں سے ہونا اتفاق
خادون کا شکوہ آقا سے ہے چھوٹا اتفاق
امیر احمد کو محبوب اور پیارا اتفاق
حسن ظن ہوسن کا ہر ہوسن پر علی اتفاق
بدر سے چکر نیکوں سے رکھو تم اپنا اتفاق
معنی انصاف سے اسپر ہے یہی اتفاق
اس ہی پر ہر آگے و عقبے زیبا اتفاق
اپنی ہمدردی دکھا کر دو پید اتفاق
تب عیوب اور دنے دکھلاؤ تو ہوا اتفاق
سننے والے کہہ چکے شاید نے تو ہوا اتفاق
کیا بڑائی اُدسنے کی کیسے مٹایا اتفاق
کوئی تحقیقات بھی کرنا نہیں با اتفاق
مفسدوئی کان بھونکی بات کو با اتفاق
شہرہ سے رکھے آقا بار الہا اتفاق
واہ ری ہمدردی انصاف و با اتفاق
سے خلاص کا اثر دکھائی ہوتا اتفاق
مفسدہ سے گاؤن والو کو ہر مٹا اتفاق

ہر کسی صاحب نے اتنی بھی نہیں تکتیش کی
 لگ گئی ہوا گ بھاگو بھاگو کا یک شور
 لوگ کہتے ہیں کہ ہولک پر مرض جا لگے
 آخرش ہٹا زمانہ اپنے دن آنکو ہیں
 رہبر کامل اوشے تقدیر چکی مژدہ باد
 جسکے درد دل کو دکھو اون سے ہمدردی کرو
 ہون جو کچھ دل میں تھکے آے کھو اور کہو
 عاموں کو چلا تخیل مشکل کام سے
 چاروں جانب سے شیطاں اور لوگوں کا دین
 بجز نیک اور پھول سے پڑنیکی زمین

کس جگہ کس گھوٹن کس سے ہوا تھا اتفاق
 یہ نہیں کہتا کہان پر کہا ہے اولک اتفاق
 پردہ والو کی زمین بتلاتا ہے کیا اتفاق
 اقصیٰ شہی کا حکم آیا کہ ہوگا اتفاق
 اونکا کہنا ماننا ہے دل سے پہلا اتفاق
 صدق دل سے حکم لانا تا ہو پید اتفاق
 جسکے سب تم ملے اب کرو وہی اتفاق
 جھیل جگہ جو یہ منزل اوسے بھا اتفاق
 وہ حصار جہد میں ثابت کہ ہوگا اتفاق
 ہمت مردان مدد گنا اونکا اتفاق

نزل ملکیت

عرض کرتا ہر صفائے قلب سے عاجز جہل
 لکھنے والا جو لکھے دیکھیں کہ کیا لکھتا ہے وہ
 لطف سے دیکھنے کو چھیننے سے کس پر لکھا
 دن زمین زندگی نما میں و مسلم پوچھیں
 جاملہ اور مشترک ہر کاؤن میں بخوس ہے
 جائداد ایسی کہ بکدن کیلے کافی نہیں
 کوئی پورے ملکیت کا مالک نہیں ہے کا ٹھہرن
 ساجھے کی چیزوں کا مالک صل میں لکھیں سہی
 ملکیت نقطہ کے مانند بس مشرب ہے نقطہ
 کوئی گھرا بنا بنا جا ہے تو وہ روکا جا
 کوئی گریہ ہے کہ باغچہ ہائے شوق سے

سننے والے سن تو میں آخر کو لوکا اتفاق
 یہ نہ ٹھہرائیں بد لکھا پدی سوسکا اتفاق
 اختلافی راسے سے ہرگز ہوگا اتفاق
 میں لکھوں تو کیوں کہا جائیگا یہی اتفاق
 اوسکی الفکے ہوا آپس میں ہوا اتفاق
 سال بھر میں پونے تین آبر کا ملنا اتفاق
 جس سے بید غلی اصناف کا بھی ہوتا اتفاق
 اوس سے لینا کوہ کنڈن سے ٹریا اتفاق
 اوسکو تم جا ہو کہ دیکھیں یہ ہوگا اتفاق
 واہ ری شہرت کہ بھائی سوسو یا اتفاق
 رضا اندزی میں ہونی الفور لکھا اتفاق

اس زمین کی چادریں جو بھٹکتی رہتی
 منتشر و بکری کوئی کہہ سکتا نہیں
 مشترک چیزوں کو باہمی بانٹ لیا جائے
 جس سے بچا ہو تو کر کو تبدیل و بدل
 باہمی تقسیم و تبدیلی اگر دشوار ہو
 جائے اور مشترک ہے اسے سب سے و فساد
 غضب سکر و غضب کا خفظ آباؤ اجداد
 غضب و کرم و حرم طہن اپنا غضب چھوڑا
 ظاہری کوشش تو جو سبکی بھلائی کیلئے
 ہر کسی کی عیب بینی آپکا اخلاق ہے
 جانب پستی ہوا کی جسی طبع و از کون
 بھی بیٹھنے جو مصائب بھگاتے ہیں جوش
 چاہتے ہیں وہ کہ کوئی مطمئن ہونے نیلے
 جائداد اور اپنی قوت سے ہیں جو خوشحال لوگ
 ایسے بکریوں سے کہا ہوگی بھلائی اور وہی
 دائم تیز و تیز و گرا رہے پیش دیگران
 نوکری ہمیشہ تمھارا علم میراث آبی
 و غضب اب علم سے بے بہرہ ہو جاؤ تمہیں
 سکڑوں بچے نہیں پرہ سکتے ہیں انہما سے
 بیٹھنے کے پر حینے ہو گا خوش رہنے
 سکڑوں کھوئے ہو اور وہی غضب بن گیا
 چھوٹے بچوں کیلئے پرہنے کا سامان کھو

اور کوئی سلوک کیا ہوتا ہو کسا اتفاق
 فترت حصے سے مشکل ہونا اتفاق
 شرک بیکرکت چھوڑ دو کچھو پھر اپنا اتفاق
 موقع کے یکے کر لیا اپنا ہر پر اتفاق
 وقف کر دو سب سے سب سے ہر پر اتفاق
 بے زمین دلو کو دیکھو کسا با با اتفاق
 غضب خود سے کر لیا کیا کوئی فترت اتفاق
 مرجا شاپاش اس ہی سے تو ہو گا اتفاق
 پردہ کی خواہش کہ چھوڑ سب سے پر اتفاق
 آپ بے عیب آپکا فرمایا کہنا اتفاق
 غیر ممکن ہر ترقی سے ہوا اس کا اتفاق
 جنٹ او کیا بھائیوں سے کیا کر لیا اتفاق
 اظہرین محتاج ہوں چاہتے ہو گا اتفاق
 انکس اون سے دل نہیں کرے گا اتفاق
 جنکی آنکھوں سے نہیں دکھلائی دیتا اتفاق
 چاہا پوسان کچی فہمنہ اور اتفاق
 اس ہی سے رہتے ہے اجداد و با اتفاق
 نوکری دلوئے زمین سے ہو کر اتفاق
 مدرسہ کھلوا دو تو تمہیں تمھارا اتفاق
 منطقی سنے پہا ہم آپ ہو گا اتفاق
 چندہ دو اسکول کو دکھلا دو چا اتفاق
 ندرج البانی سے ہو جائیگا اچھا اتفاق

جتنی تم سے ہو سکتی بچا کر دے بھائی کو
 بتائے تم اگر کوئی تمہارا بھائی ہو
 چندہ کر دو کشتہ آہیں میں نامعلوم
 فوج چندہ دیکھ کر غلبہ کرینگے مومنین
 قرض قومی ہے چنہ آپ بھی بن کچھ کچھ
 چندہ دے بہت تمہاری اور وہ بھائی
 آپ کے اسلاف کو مجھوس بیخ و غم سے
 اب تو آزادی ہے جان مال کا خطر نہیں
 صفت و حرمت تجارت جو کرتے تھے گند
 تم بھی اوروں کے پیشہ میں حصہ لے جیسا کہ

تب مدد فرمائینگے جکا ہوا علی اتفاق
 چندہ دیکر ساتھ دو یہ ہر سربا اتفاق
 کسے کسے کیا دبا کسے کتنا اتفاق
 تنگ دل بھی دیکے دکھلائینگے اپنا اتفاق
 تب تو بھجا جائے سمجھے آپ بھیا اتفاق
 پیشہ پس میں ڈالینگا اونکو تمہارا اتفاق
 علم سے رکھتے رہے تب بھی وہ پورا اتفاق
 کیوں ترقی سے نہیں کہتے گوارا اتفاق
 اب وہ پڑھ کر ٹکرو دکھلائے ہیں اپنا اتفاق
 فقر سے بہتر ہے پیشہ شرم سے کیا اتفاق

پیشہ اتفاق

ایک بستی سیدوئی کسی کچھ غارت ہوئی
 فوجدار نے مال دیوانی لٹے دل کھول کر
 نقد پونجی گھر کی رکھدی ملک کے داؤں
 سر پہ ٹوپی رکھی باقی نہ جو تہ پاؤں میں
 ایک پیرا ہی عزیز آیا جو رخصت لیکے گھر
 اونکی حالت دیکھ کر ویاوہ ڈالین باکر
 رونا تھا پچارہ ٹگسین رات دن کہتا ہوا
 اون عزیزوں میں وہ پیرا ہی تھا گونا گونا
 اویسکے گھر مرد و عورت جب اکٹھا ہو گئے
 جا ملادین بک گئیں گھر میں نہیں پردہ
 اب بھی سو بچوں میل کر لو لے لیجن جاؤ ابھی

کب سے بھگا لیتے او نہیں نہیں تھا اتفاق
 مالزادی داری دیوانی سے رکھا اتفاق
 رفتہ رفتہ ملگے اون میں نہیں تھا اتفاق
 گھر بھی بے پردہ شوکت سمجھے کیا تھا اتفاق
 اپنے بھائی بندو نکو دکھا کہ چھوڑا اتفاق
 المرد کیسے پکارا سے خدا یا اتفاق
 اتفاقا اتفاقا اتفاقا اتفاق
 اوس کے کہنے پر عمل کرتے تھے اتفاق
 تب کہا اوسے کہ کیوں چھوڑا تھا اتفاق
 فاقہ پر فاقہ میں ہوتے جب سے چھوڑا اتفاق
 بوسے لب جھگڑا ہو کپیر سب میں یا اتفاق

بولتا پیرا سی چلو دادا کی مسجد میں سب سے
سب سے مسجد میں راتوں رات کھنکریا
جا ڈاک لڑکے کو بھیجو نوکری کو واسطے
وہ گیا ہا ہر نوکر ہو گیا۔ تب دو گئے
جاستہ ہی نوکر تھے دونوں تو چار لوگ
چار دن تہیہ کر کے تو اٹھ لڑکے پھر گئے
آنکھوں ڈگر ہو گئے تو سولہ لڑکے آئے اور
دوسرے دن سب کے سب کو مجھے پوس گیا
شان ہی نہیں بھی نوکر تھے اس شہر میں
متفق ہو کر سکھوں نے لڑکوں کو پڑھوایا
کوئی نوکر کوئی تاجر کوئی صنعتی میں مزد
جانا دین طلب نہیں سادات بھرا ملک ہو
ایک سید دوسرے کو ذائد پہنچاتا ہے
مدرسہ جاری کیا جو گاؤں میں سادات نے
عاقلاً لاول میں اون کو سمجھا بھی ملی
جانا دشوہری کو لکھنا نام حسین
حالیہ کنجوتے مرنے پر چھوڑے دس ہزار
خانگی جھگڑے ہوا کرتے ہیں اب آپس میں
گھر گری بن جو چیز میں خرچ ہوتی ہیں وہ
نفع تھوڑا لیتے ہیں پاتے ہیں قیمت نقد چلو
پیرا غیر اٹھاتے تھے پوری کھائی سال کی
تیرا سو کا کپڑا آپس میں بکا تھا بار سال

صاف کر دتم تو میں سمجھوں تھا اتفاق
دیکھ کھک کر جو سو سے تپ اتفاق
کھانا چہرہ ہی کے ذمہ ہو گا ہوتا اتفاق
دونوں نے دو لڑکوں کو کھلوا یا بھایا اتفاق
چاروں کو چاروں کے رکھا ایسا بھایا اتفاق
آنکھوں سے آنکھوں کو ٹھہرایا جو دیکھا اتفاق
ایک ایک ہائے پٹھے جب سہی تھا اتفاق
تب تو تیس اور آئے ایسا جھکا اتفاق
آخر شہرستی میں گھر گھر رنگ لایا اتفاق
اوپنی اوپنی نوکری سے تپ کھا اتفاق
سب کے سب کھانے لگے اور دن بکھا اتفاق
اب نہیں باقی اتفاق وہیں وہ کھا اتفاق
بی بیان رکھتی ہیں سب آپس میں اتفاق
چھٹوں درجہ تک تھائی کا ہی اتفاق
دین کے کاموں سے رہتا ہے ایک اتفاق
کوئی وارث ہی نہ تھا اس کے اتفاق
پیرا خیر نے اور بابا اوس کا اتفاق
مصلحوں کے فیصلے پر سمجھوں اتفاق
بیچتے ہیں کم پڑھے بھائی ہر اتفاق
شادیوں کی چیزیں لائیں ہر اتفاق
گھر گھر نے میں ہر اب سہنے کا اتفاق
سات سو کی اور چیزوں کا ہوتا اتفاق

ظہیرمان پینے اور پکا نہیں ہے اپنی زبان
ان بھی خال کی نصرت سے اور خیر نعتی کا
بیاد جاتی ہیں جہان زبیر سے ان جہانی اور

علم سے ہیں بہت جیسے کہ سلیح اتفاق
دادتی زبیر کے جلیں سے ہوا بکا اتفاق
مفسدہ نصیرت کو کھو دیتا ہوا اتفاق

زلن مریدی

پہلے ہیں جو عورتوں کی راہ پر گمراہ ہیں
خلق و تہذیب اہل خانہ کی دکھاتی جو اثر
ہوں گے ان باپ کے احوال سے ہیں پسند
اس کے ماؤں کے اخلاق اپنے ہونا پانچ
پاہنہ تھا میں مفسل لکھوں اس کی سزا
ہر مذہبی ہاتھ نہیں سے بھگا کر ایک
عاصدہ کے قصہ میں ویسا ہی میں لکھ دیا
خوش ہونگے اہل علم سے لیکر یہ طرز
درکیان پر جا کر سینگے خوب ہی اچھا تھا
بی بیو لکھتا ہوں بن ابیا یک سچا اور
بڑی کی حاسدہ بی بی یہ رو کر تھی نہیں
کیا کہ ان تقدیر چھوٹی ڈپٹی کی جوی بی
جسے آئی ہوں کبھی گایا بجا یا بھی نہیں
کرتے ہیں دلیر ہیں باپ ان کے ہر دم آواز
سامع جنم ہوا کرتی ہی ہر دم اول قول
کپڑے جو خواہے بھگا نہیں کوئی پسند
جیٹھ دو پور گھر میں بیٹھے تھے بن بی بی کا
سارے دیکھے جھانی کا بھی چلنا ہر جلاؤ

مفسدہ ہر ہوتا ہوا سے اد بگلتا اتفاق
بچے کیا خود صاحب ظاہر سے کرتا اتفاق
اول ہی کے احوال سے ہوتا ہوا اتفاق
خود بچے کے چھوڑیں تو ہو جائے اچھا اتفاق
مفسدہ اب شہر لکھو گوسے کتن اتفاق
خاص شہرانی زبان میں لکھ حصلا اتفاق
عورتوں کا ہوتا ہوا پس میں بیبا اتفاق
غالب اسکا ایک ماؤں کو اچھا اتفاق
مٹنے بھنوا کر کچھ کہیں گی اب اس اتفاق
حی لگا کر تم جو سنو گی تو ہو گا اتفاق
اسے گھر میں اپنی جہین ہوا اتفاق
سنگنی آئی تھی تو داد اسے کہا تھا اتفاق
گنگے سے نہ آیا رہنے کا اتفاق
نہند بھر سونیکا بھگلو کہ سے پڑتا اتفاق
مزمین جاتی لکھوڑی جاتے گھر کا اتفاق
نیچ بہنوں میرے دشمن ہوا اتفاق
گلج سے رکھتے ہیں بھیا سہیا اتفاق
دیورونی چھوٹی اماں بننے لکھیا اتفاق

چھوٹی دیورانی چٹھاتی کی بنی ہوئی تھی
 ایک چار سال بن گئی تھی کتیا نامراد
 رات بھر روتا رہتی تھی آتا ہی دیدن انہیں
 الفتا اپنی چھی کا ہو گیا بالکل مطیع
 لڑکیاں لڑکے چھی سے میل رکھتی تھیں رام
 مانگ موری جان دیتی تھی چھی بھی بکھیر
 ایک لڑکھو لڑکھو پوری سے عظمت کھا گیا
 ایک پیرہنک نہیں دیتے تھے عظمت کے پار
 یہ کھیچہ پیر کا بھی ہو گیا کس سے کہوں
 نند کو بھینڈنے بیاہا مولوی سجاو
 گھر کے کیا ہو جاتے ہیں سب کبڑا لڑکیاں
 پاؤ بھر صلہ پکا کر بھلو کھاتی ہوں میں
 اونکے ماموں کے نواسے باپ کے ساتھ تھے
 کھانے کی تہنوں نہ چھوڑا ایک سب سے فاجران
 الفنا سو تیلے بھائی سے بہت دھتا ہوسل
 قنداکے چاروں پہچے مجھے ایٹھے رہتے ہیں
 چاروں کے کھانیکوٹے آئی تھی آہرات یہ
 مجلسوں نہیں بی بیان روتی ہیں تکی تہنیں
 پیر بھٹاکے ہونان پڑھ کے نوکر ہو گئے
 دادا تھے شاہین پر دادا تھے اکرم علی
 دس بچے تھے نہیں فسانہ سے الی اوگی
 اتنے میں ناموں پکاری کھولو گردانی ہونیں

رات دن اوسکی اطاعت سے ہو سکا اتفاق
 دو برس بڑھتا ہی مجھ کو تو ایسا اتفاق
 سانس ٹکٹی کا ہر ڈر جس کا ہر چلتا اتفاق
 میری کچھ سننا نہیں اوس سے پورا اتفاق
 مجھے سب سے پہلے ہنڑتے اوس سے اوکا اتفاق
 ہو گیا ہر کون سے اور اوس سے پورا اتفاق
 مار کر سب نے کہا پوری سے تیرا اتفاق
 گھون جا دل سے ہر گور کھا بکا ہوا اتفاق
 چھیندے رہتے ہیں وہ سا تھی کا کچا اتفاق
 وہ بکا کرتی ہر دم رکھو ہو جا اتفاق
 میری کچھ چلتی نہیں گور سے ایسا اتفاق
 دو پہر تک پھر نہیں کھانے سے ہوا اتفاق
 پاؤ بھر کھڑی پکانے کا ہوا تھا اتفاق
 ایسے تہنوں سے کہے کون ایسا اتفاق
 سلیقا قدرت کو دیدنی جو دکھا اتفاق
 غیر دنی بانو پہ خوش میں اوسے اتفاق
 بیس دن کے بعد پھر مانجا یہ ایسا اتفاق
 غمزدی کرائے روئے ہو جسکا اتفاق
 دیکھوں سیر لاڈلون کو کب ایسا اتفاق
 اوسے نام اکرم علی کار کھ کے توڑا اتفاق
 سترن جاد کچھ تو آہر گیا ایسا اتفاق
 حاضری کے بخش لایا کھا پہلا اتفاق

میں کش آکر سے آگئیں ہونا پائیے
 دادا کا تھو ا غلام ایران میں جا کر بسا
 ماجدہ پر گھر میں دادی بننے لگا ہوتی ہی
 میں تلونگی روٹیوں کو پھینک کر پلو کی جو
 سے الفت کے رہا جب بیامک بھائی ہند
 پائی کسی اور دس جوٹے سے تھی یاد میں
 سے چاندی کے ہونڈیوں میں کھڑے ملکاتین
 اپنی بیٹی کو دیا بتلا و خالہ بھب کو کیا
 پوتھنے والوں سے کہتے ہیں جیسے چھوڑا دیا
 کہنے کو منصف ہوتی میں بیٹوں میں یکساں تھی
 جسے آئی ہی ہو ملتی ہے سے بیچیا
 خالہ سے کہتی ہوں وہ کھاتی ہر دن میں چار
 خوش ہے چھیا اس بھی بچے ہیں اسکے غلام
 تندو دیور کو ملا کر موگلی سے امان جان
 الفتا کو بی بی نے کھلا دیا لوکا گوشت
 کان میں پس جو کہہ رہی ہے بی بی کل ہی
 سوتے ہوئے سنی۔ کوئی بھی او کی بھی بات
 چھوٹی امان کی بھانجی نند سے کہتی تھیں
 آپکی پیاری ہو کہتی تھیں چھیا اس سے
 آج نائیں کو بلاتا تھا دادانی وہ مشیر
 موت آجائے مجھے از غیب سے مر جاؤں میں

پوتے ہو جائیں تو لینے سے ہوگا اتفاق
 اب تک اوسکے حصہ ہے پر ہر سب کا اتفاق
 ہائے میں کات چھانڈا اوس سے کتنا اتفاق
 ماجدہ سے کہنا دیکھوئی میں تیرا اتفاق
 سب مرٹھے کھجکویہ نہ بھایا اتفاق
 گوٹہ پٹھا بھی مگر کتا وقت کا تھا اتفاق
 پوتے برتن بھی سے تقدیر سے تھا اتفاق
 وہ بھی کہتے ہیں کہ سمدھی نے دکھایا اتفاق
 کیا کیا منصف نے دنیا میں انوکھا اتفاق
 پورا گاؤں اوسکا ہیٹے آدھا بڑھتا اتفاق
 بیبا با گاج مارون نے سکھایا اتفاق
 بھانڈے منہ باپ بیٹی کا کہ بھڑوا اتفاق
 کو اہلی میں بی بی ایسا ہے سب کا اتفاق
 گرگی ہے کبیرے کبیرے سے کتیا اتفاق
 اوسکی سب باتوں ہی ہو جاتا ہر سب کا اتفاق
 بخت گاڑا اوس سے کر لیتا ہر پورا اتفاق
 سلہا کہتی ہیں تلو سے چھٹیا اتفاق
 صبح منہ دیکھا ہر دیور کا پڑے کیا اتفاق
 کان کا کچا سسر ہو کیسے ہوگا اتفاق
 اوسکو تم ڈانٹو۔ نہو۔ آئندہ ایسا اتفاق
 ساس دیورانی سے ابالہ ہوگا اتفاق

مرشدہ کی گفتاوا

بڑھکا ہوا ہے ہی مجھ پر بھی بیٹا اتفاق
 کا پتی تھی کل رعایا تھا کچھ ایسا اتفاق
 مرد ما دون سے۔ رکتی ہو رعایا اتفاق
 مجھے اور اس سے ہو کیسے موٹی کا اتفاق
 یا خدار ہڈ سالہ پہن ہو کچھ ایسا اتفاق
 زبور کو کپڑے اترنے میں اس کا اتفاق
 بارود تیا ہے بھائی کو یہ چھوٹا اتفاق
 اپنے بچے سمجھیں وہ کب ہوگا ایسا اتفاق
 جسے آئی کب ہو اہلٹنے کا اتفاق
 لڑکو لگو باہن دکھا کر خود مٹایا اتفاق
 اونکے سب پوتوں کو ملنا ہے سزا اتفاق
 بھائی بندوں سے ہمیشہ وہ رکھتا اتفاق
 مارنے مرنے پہ آمادہ ہیں۔ کیسا اتفاق
 ایک پیادے پر اونکا ہوگا اتفاق
 بیڈالونی ہوتی۔ کیسے ہوگا اتفاق
 کل موہنے حق لین چیکا۔ مجھے ایسا اتفاق

مرشدہ بولین کہ مت روڈ کو سوچتے و
 جہ وہ جیتے تھے تو سب بتے تھو اور غلام
 مرگے وہ جسے میری کوئی سنتا ہی نہیں
 میں تو بیوہ ہو گئی وہ ہر ہاگن کل چڑھی
 گاج ہاری بنکے بیٹھی وہ ہرے سلسے
 کپاسی۔ کانی۔ لکوری کانی کا صی نہیں
 میرے بچے کیسے ہیں بابا کوجب جھکے سلام
 خلق کے دکھانا یاد کرتے ہیں وہ پو کو پیار
 دادا کے باغونکے پھل لیتے تھے سب فطرت
 گاج مارا جسے انگلش لیکے آیا ہے یہاں
 چھوٹا لڑکا سنما کہتا ہے دادا کے ہیں بلغ
 سنما کجنت چھوٹے دل کا کچھ ڈرنا بھی ہے
 حافظ و داعظ ہمیشہ سے ہیں پروبا کے
 دونوں جو دھا ہیں شہزادہ زور مجھ زندہ کے پوتے
 میں کہے رہی ہوں بیٹا انکے مر جا لیں لالہ
 لا دل دین ہوگی دکھاری وہ بھولیں ہلین

صا کہ کی نصیحت

بولی۔ اچھی بھابی جان۔ اتنا ہو گیا اتفاق
 سیل کی دشمن نہیں ہے تلو بھانا اتفاق
 کہتے ہیں سب حاسد نے گھر کا کچھ اتفاق
 ہوتا ہے اُدھتے ہی تن بھن سے تمہارا اتفاق

صا کہ اوسکی تہ جب سن چکی بھاد علی بات
 کیا سمائی ہے تمہا سے دس بھالی سوچو تو
 خلق کہتی ہے لڑائی تلو۔ مسرمانی ہوں میں
 صبح چربان چھبانی ہیں خدا کی یاد میں

بھائی سے تھے گھر اوسکے بھی اڈا کا کیا
بہنوں کا کرتی ہوشکوہ بھائی سے تم جھوٹ سے
کان دھڑکرتے ہیں بھائی تو تم بھی جتی ہو
مرد و بدنام ہیں اون میں کدورت لگتی
مفسدہ پر داری کرتی دیتی ہو بھائی سے تم
ملگنی ابھی ہو جسبندہ کرو اللہ کا
پاتے ہیں باپ و ماں کس پیار سے اولاد کو
اپنوں سے غیروں سے سب سے دہنا چاہتا
رشتہ داروں میں سے اچھے اگر کوئی بھی
اور دیکھو خوشحال دیکھو تو کرو مشکر خدا
بچو نگو جو چاہیگا دل سے تو وہ بچا بیٹے
اپنے غم میں روز و نا فاضلانی بچ ہی
نام رکھنے پر بگڑنا کو سنا میو سے
بھائی بندوں کے یہاں سے کئی کئی خیر
چار سو میں تیس دسے ہیں جو چھوٹے بھائی کو
سارے سالی سارے تو کھائیں مدد دے پاؤ
موند بھی تو ہیں سید جان کی سوتیلی ماں
آجکو حرص و حسد کی آگ سے جھلسا دیا
تو دے تو دے گندے کیلے یسلائی کو
خلق یکھو سب دھو سبے سب تابع ہیں
ایک دم ہی کی سناکی پر تھیں اتنا ملال
سکو کہتی ہو برا اپنی نہیں تلو کونبہر

مفسدہ تلو ہے پیار تلو پیارا اتفاق
آپنی باتوں سے ہو جاتا ہو اوکا اتفاق
کان کے کے ہوتے تو نہ مٹا اتفاق
سگیا ہے آپکے فقروں سے جو جاتا اتفاق
نام لیتی ہو ہو کا کیسے ہوگا اتفاق
دیکھو اوسے کر لیا کذب سے کیسا اتفاق
آہ بہوں کو نہوا دوسے ذرا سا اتفاق
ہاں نہیں کرتی کہیں کتیا سے کتیا اتفاق
اوسکی خاطر داری میں ہوا اوسے پورا اتفاق
بہنو تلو سے زیادہ دوسے ہوگا اتفاق
کم سمجھ مسموم بچے سمجھیں کیا کیا اتفاق
بیکسان کر بلا کے غم میں ردنا اتفاق
کوئی نام اپنا نہیں ہے۔ ایسے سب کا اتفاق
اوتی لیلو ہوتا ہو اوسپر جھگڑنا اتفاق
مت کر ہو اوسے بڑیر گیا باہم اچھا اتفاق
بھائی بیٹوں سے ہوا اوسکے تھا اتفاق
کیسے سب بچوں سے رکھتی ہیں وہ ایک اتفاق
خود مرض بچے مرض ہمارے دیکھا اتفاق
کھو دبا ایمان و زرت بھی نہایا اتفاق
کیا کر لیا گیا بھلا تو دے گند اتفاق
اوسکا دل دیکھو گرتی سے بھایا اتفاق
چھوڑو یہ عادتیں ہوبے ایسا اتفاق

جب سین بھانج نے یہ باتن تو جھنجھلا کر کہا
 قاضی القضاہ دادا باپ سہنج تھے مرے
 بارہ کی خاص میلانی ہوں تجھے بڑے ہون
 سبدن کا جوش دیکھا خود اپنی آنکھوں
 تب کہا پھر سن کر می سے اچھی بھابی بنا
 ہم بھی ہیں سادات دیکھو مذکرہ سادات کا
 اپنے باپ درداد تو بہت مشہور ہیں
 آئی ہی عاقبتن اونہیں پنج تھیں عالم تھے وہ
 ہر کہادت ہوتے ہیں شیطان لیکے پیسے
 آج کو اپنی شرافت پر ہر رات و دن ٹھنڈ
 یہ بخاری گو دے سچے ہیں اولاد بول
 جڑ کر رہے تو پھولیک پھایگا پیڑ بھی
 سیکھے ہیں تم ہی سے پچھن میں بچے باپت
 طعن و تشنیع او کٹھاپچی چھوڑ دو اور بھابی جان
 ست لڑائی ہو کو بھابی جان پس من تم
 اسکا شکوہ اوس سے اوکا اس سے کٹنی کا ہر کم
 جو تیاں ہتی ہیں دونوں کی طرف سے بر ملا
 کوئی شیطاٹن کرے تے جو شکوہ غیر کا
 سو منہ ہے جو تھے سب کو اچھی نیک دل
 کر بلا میں کٹکیا بلغ بنی بکر و زمین
 بھائی پر صدے کیا زینے دو بیٹھوں
 شوہر اور اپنے پسر کو زوجہ عباس نے

بھلو کیا سکھائی تھی اسی کو تیا اتفاق
 کیا سکھاتی ہے مجھے منصف کی بیبا اتفاق
 غصہ سے پر نہیں ہے بھلو بھاتا اتفاق
 مرثین مر جائیں پر ہرگز ہوگا اتفاق
 آپے سیدنی ہونے میں ہر سب کا اتفاق
 وصیہ ذاتی سے ہو کر یا خیر آبا اتفاق
 اونکو اخلاق اور ملت سے تھا پورا اتفاق
 آپ سی بد خو کو ایسے نیکو سے کیا اتفاق
 ایسے ہی بھابی ہو تم جنکو ہے کرو اتفاق
 مرنے پر اعمال کے پھل سے بڑھیکا اتفاق
 ست کڑھا وفا طرہ کو سیکھو اوکا اتفاق
 سوٹی جڑ کی پودہ کو پھل سے نہوگا اتفاق
 تلو جیاد بھیننگا اوس ہی رہوگا اتفاق
 تم ہوا اچھی کہ ہوا اچھا سے اچھا اتفاق
 زرد و ہولی جو ہوگا اونہیں ایک اتفاق
 جلتی ہے بچوانی کبخت اسکا جھوٹا اتفاق
 پھر نہیں ہوتا ہے تھکوسے کسی کا اتفاق
 اوس کا کہ وہ چپ ہوا اس سے ہمتا اتفاق
 بد بھی شر اگر کہے بی بی میں اچھا اتفاق
 بی بیان رائدین ہو میں تب بھی چھوٹا اتفاق
 دونوں خود ہی ان طرح اونہیں ایسا اتفاق
 جان لینے سے نہوگا اونہیں چھوٹا اتفاق

مادر اسفر کی ہمت دیکھو تو تم بھائی جان
جب تک مسلم کے پاس نہ رہے تھے وہ
آنحضرت کو تھوڑا کر بیٹھنے سے کون بچے میں
پھوٹتے دین محمد سلطنت دین یزید
جان و اولاد اہل ایمان کیلئے ناجی ہو
حرمین للایح بفض و کینہ کبریا کا کام
زینب کلثوم و زہرا کے گھرانے کی ہو تم
کوئی نکلو کو سے پیٹے بد کے تم چپ رہو
سجھ لیتے ہیں سب نام خدا کس طرح سے
جس دن سندن سندن کی باتیں تو بھائی نے کہا
خوش ہوئی تھی میں اس بھائی کی تہیز
سیر جہنم ہلانے پہ بھی بھالی تم کہتی ہیں
لے ہیں تم خوش رہو اللہ سے خوش ہے
کجرونگی عادتیں مجھے چھڑا دین واہ واہ
پھوٹے دینا کا کوئی کام بن سکتا نہیں
بی ہو تم جانتی ہو کسی تھی میں بد مزاج
میں جو کچھ کہتی ہوں تم سے او سکو تم دل سے سنو
باتوں میں نرمی ہے شکوہ نہوا غبار کا
جسکو دو لقمند دیکھو مت کرو حرمین حسد
مردو غنی خوش قسمتی سے لیکے بچے جو ہیں
نکو ہوئے بچے کچھ تو مال دو دو ہر دست
باہی شورہ کرو تہیز سو پوندغ کی

تھے سے بچے کارن میں بھیجنا تھا اتفاق
قل سے میرے ہوا حث بھیجو پہلا اتفاق
سردیا ایمان رکھا دین سے تھا اتفاق
صاف سپر جاتے میں ایسا نہ پڑنا اتفاق
مال و دولت و ملک سے رکھتی ہو دنیا اتفاق
مؤمنوں کو چاہیے لوگوں سے ایک اتفاق
غیروں سے حرمین حسد سیر کیا پھر اتفاق
آپ سربانیگی خندی تہی ہو کا اتفاق
رکھتا ہر وقت بھائی سے دکھ اتفاق
سچ کہا ایسا کہ بیشک ہر چھا اتفاق
آپ کی نرمی سے سیر دلو بھایا اتفاق
آخر شرم آئی مجھ کو تھے سیر اتفاق
دین و دنیا میں بھلا ہوئے سمجھا اتفاق
بی بی زہرا کے چلن سے اب سیر اتفاق
پچھے لچھے کھڑے جب ان سے چھوٹا اتفاق
اب میں تو بکرتی ہوں مجھ کو بھی بھایا اتفاق
آپ بیٹی سے رہا ہے سیر اتفاق
شکوہ سے بچا ہا آپس کا چھا اتفاق
مال و دولت پھل ہوا اسکا حسن ہوا اتفاق
رومہ پیر کی آمد عورتوں کا اتفاق
ہوئے خوش شمن سیر کیا اور اتفاق
حکم مصلح مانو تاو کھین تمہارا اتفاق

مت دودل کی بی ہو مردوں کے کاموں میں کبھی
 زبور و کپڑے پہنکے اچھی بن انراؤ مت
 سفلس و بکس پہنکے کپڑے پہنکے جب
 خود خدا فرماتا ہے قرآن میں سے بی ہو
 آہ تم اشرفون کو دینی ہدایت بھول جاے
 تے بہتر ہیں جو داخل ہو گئیں اسلام میں
 بدھیاً بہت پیار نصیباً سچکی سنائی بی
 چاہیے مردوں سے برعکس سیرت تم
 تم بڑھی دیندار اچھی خلق والی ہوگی جب
 بی ہو تم بھلا دو ہماری قوم میں

تم جو بولوئی تو مٹ جائیگا اور ان کا اتفاق
 کبر و نخوت سے نہیں الٹا کرتا اتفاق
 اور کی دل چھوٹا ہو رکھو اس سے اچھا اتفاق
 میرے محتاجوں کو خوش رکھنا ہو پیر اتفاق
 غیر دنی رزم و عمل سے ہو تمہارا اتفاق
 اور کو شاباش اور نہ رحمت اور کجا اچھا اتفاق
 پڑتی ہیں پانچوں نمازین دیکھو اتفاق
 تم جو اچھی ہوگی تو پچوں میں ہوگا اتفاق
 خود بخود ہو جائیگا پچوں میں ویسا اتفاق
 مردوں سے بڑھی طلب تم سبکا ایسا اتفاق

التحاریر

بڑھ گیا ہے اس قدر زور اتفاق لازوال
 اتفاق اشار کرتا ہے کہ چند اشار کے
 درد دل سے نظم لکھدی مجھ رحیل زار نے
 میں جو کچھ لکھ دیا وہ سفر سے خالی نہیں
 دیکھتے ہی خود ستا جھنڈا کہ بھلکینے کے
 محکومت دیکھیں کہ میں ناچیز ہوں تو سبھی
 مجھے ناخوش ہوں مری بھر پر دشمن اگر
 ہو شہر فونین جہان بغض و حسد فتنہ فساد
 یک یک ہر کام میں یکجائی شورہ بحال
 ماہواری سلسلہ جاری ہے تحریک کا
 جب ہوں کل شعر کجا تب ہونی تاریخ سال

کر گیا خود اتفاق اس ہی سوجیا اتفاق
 اصل مضمون سے اتفاقاً منے چھوڑ اتفاق
 جبہ بھپ جائے تو وہ سیکھے خدار اتفاق
 چشم پوشی سے کرنی چشم بینا اتفاق
 نکتہ چینی عیب منی سے ہو جنکا اتفاق
 کچھ توجہ ہوگی تو کچھ کچھ پڑھیے اتفاق
 میرے سپر رکھکے پانچھیں سہرا اتفاق
 جدوجہد باہمی دکھائے اپنا اتفاق
 رکھیں باہم خطا نویسی سے بخود اتفاق
 اتفاق از خود ہو یک نقطہ سوا اتفاق
 اب ہے آئین اتفاق باہمی کا اتفاق

قطبہ تاریخ تصنیف و طبع نظم النفاق مصنف مولوی

سید محمد آغا حیدر صاحب برادر زادہ مصنف

<p>آغا یہ ہے شریعتوں کا آئین النفاق بیاض خستہ بتایگا آئین النفاق یہ النفاق بن بسا آئین النفاق ۱۲۳۲ - ۱ = ۲۲ ۱۲ ھ</p>	<p>کیا نظم پر اثر ہے چچا نے جو لکھی ہے انکو سنا کے قلب سے جو شخص دیکھیگا بسر ہے النفاق کو مشکل نفاق؟</p>
---	--

اعلان

مطبع اصلاح میں انکمڈن ہر قسم کا کام نہایت خوبی اور اہتمام سے ہوتا ہے صحت کا پورا انتظام کیا جاتا ہے۔

اصلاح اور انٹرنس دو رساے اس مطبع سے شایع ہوتے ہیں اور فن مناظرہ کی وہ نایاب اور نادر کتابیں شایع ہوتی ہیں جنکی نظیر چشم فلک نے بھی نہ دیکھی ہو۔

ذوالفقار حیدر (۳ جلد ہے) مناظرہ امجدیہ (۲ جلد ہے) (۱ جلد ہے)
 کشف الظلمات (۲ جلد ہے) تقدیس القرآن (۱ جلد ہے)
 رسالہ وضو (۸) تنقید بخاری (۲ جلد ہے) (۱ جلد ہے) (۱ جلد ہے)
 اسکے علاوہ صد ہا کتابیں ہیں جن کی فہرست حسب
 الطلب روانہ ہو سکتی ہے۔

المش
 علی حیدر اڈیٹر اصلاح کتب خانہ سان
 تھر

Handwritten notes at the bottom of the page in purple ink.

